مولانا نیازی نمبر

بزمِ انوار رضا کا تعارف

انجمن محبان محمد ﷺ آزاد کشمیر

اُمت کی زبوں حالی اور نعت

نامور نعت گو شاعر اور ادیب پروفیسر محمد اکرم رضا کی ایمان افروز تحریر

کالی کملی والے رحم فرما

مولانا محمد سلیم قادری کی شہادت پر سجاد میر کی اہم تحریر

چند دینی اشاعتی ادارے

ابھرتے سیاستدان
رضوان مختار رندھاوا
سے ایک انٹرویو

علامہ اقبال اور ختم نبوت

مجاہد ملت کی یادگار تحریر

حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا ازہری
سجادہ نشین بریلی شریف
کے ساتھ ایک یادگار ملاقات

مولانا نیازی رحمۃ اللہ علیہ

کے انٹرویوز اور اہم خطابات

مجاہد ملت کی رحلت پر

اہم شخصیات کے تاثرات

مولانا کی خود نوشت سے
اہم انتخاب اور تاریخی دستاویزات

مولانا نیازی

کو ارباب علم و دانش اور اصحاب شعر و سخن کا

خراج عقیدت

منتخب نعتیہ کلام

ضلع بھر میں اپنی طرز کا واحد مثالی ادارہ

To Win Success, Join Us!

ہشتم، نہم، دہم، میں فیل شدہ طلبہ صرف 1 سال میں میٹرک (سائنس و آرٹس)

کا امتحان بہترین نمبروں سے پاس کرنے کے لئے اعتماد سے رابطہ کریں

مڈل، میٹرک، ایف اے، بی اے، مسلسل 20 امتحانات کے شاندار نتائج

رزق حلال ہمارا مقصود	محنت ہمارا شعار	کامیابی ہمارا مقدّر

کسی بھی کلاس میں رُک جانے والے طلبہ کے والدین، سرپرست فوراً رابطہ کریں

ذیشان اکیڈمی کالج چوک جوہرآباد

صحابہ کرام سے لے کر آئمہ مجتہدین و اولیاء امت تک مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے برعکس نجدی شریعت میں آثار نبوی اور تاریخی مساجد حتیٰ کے روضہ رسول سے برکت حاصل کرنا کفر اور شرک ہے۔

(العیاذ باللہ من ذالک)

نجدیوں نے اپنی شریعت پر عمل کرتے ہوئے جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں آل واصحاب رسول کے مزارات اور عرب شریف میں بے شمار تاریخی مسجدوں و یادگاروں کو بڑی گستاخی کے ساتھ مسمار کرنے کے بعد ام رسول حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مسمار کردی اور اب (امت کی بے حسی کی وجہ سے) روضہ رسول کو شہید کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔
(تفصیل کے لیے دیکھئے تاریخ نجد و حجاز، ہمفرے کا اعترافات، نصیحۃ الاخوان علمائے نجد، گنبد خضرا اور اس کے مکیں)

قبرام رسول اور دیگر آثار کی بحالی کے لئے امت مسلمہ کو بیدار و منظم کرنے کے لئے

7 جولائی 2001 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

بمقام بھنگالی شریف نزد گوجرخان ضلع راولپنڈی

شہر شہر قریہ قریہ سے قافلہ در قافلہ شرکت فرما کر غیرت ملی کا مظاہرہ فرمائیں۔

الداعی الی الخیر: **عالمی تنظیم اہلِ سنت**

0092-433-521401 فیکس 0092-433-521402

تعاون خصوصی: **دربار عالیہ بھنگالی شریف**

فون 0571-599718 موبائل 0300-9560288

ٹی بی ایک موذی مگر قابل علاج مرض ہے

کیا آپ جانتے ہیں؟

کہ ضلع خوشاب کے سینکڑوں افراد ٹی بی جیسی موذی مرض میں مبتلا ہیں اور ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ بڑھتی ہوئی غربت اور جہالت ہے ڈپٹی کمشنر خوشاب شاہد اشرف تارڑ کی زیرنگرانی سینکڑوں مریضوں کا علاج مفت کیا جا رہا ہے۔

آیئے! آپ بھی اس کارخیر میں حصہ لیں اور اپنی آخرت سنواریں اپنے عطیات **ٹی بی ہسپتال خوشاب** یا اکاؤنٹ نمبر **9044** یونائیٹڈ بینک جوہر آباد میں جمع کروائیں۔

یکم ستمبر 2000ء سے فری راشن، فری میڈیسن سکیم شروع ہے اس وقت تک آٹھ لاکھ روپے کی ادویات اور نوے ہزار روپے کا راشن فری تقسیم ہو چکا ہے

منجانب

ڈاکٹر غوث محمد خان نیازی

میڈیکل ڈائریکٹر، اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن خوشاب (فون: 722118)

مرکز علم و عرفان شعبہ حفظ و ناظرہ، تجوید و قرآت، درس نظامی مکمل اور جدید اردو تعلیم کے شعبہ جات میں قابل ترین اساتذہ مصروف تدریس ہیں

دار العلوم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف

زیر سرپرستی: استاذ العلماء جگر گوشہ فقیہ العصر
علامہ مفتی محمد عبدالحق بندیالوی صاحب مدظلہ العالی

ماہرین علوم و فنون، اساتذہ کرام

- ☆ حضرت شیخ الحدیث علامہ فرید الدین افغانی (محشی بیضاوی شریف)
- ☆ حضرت علامہ محمد دین سیالوی
- ☆ حضرت مولانا سیف اقبال چشتی
- ☆ حضرت صاحبزادہ اسرار الحق بندیالوی
- ☆ حضرت پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی
- ☆ حضرت قاری ظفر حسین قادری

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

- ☆ حضرت قاری زبیر احمد ڈیروی

الداعی الی الخیر

صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی

ناظم جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف ضلع خوشاب (پنجاب) فون نمبر: 04528-770313

ملک محبوب الرسول قادری کے نام

ادارہ معین الاسلام کے بانی ناظم اعلیٰ، ممتاز ماہر تعلیم اور شیخ طریقت پروفیسر

صاحبزادہ محبوب حسین چشتی مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ

بیربل شریف کا تعزیتی پیغام

حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت پوری مسلم برادری کے لیے بالعموم اور اسلامیان پاکستان کے لیے بالخصوص ایک بڑا صدمہ ہے ان کے دنیا سے اٹھ جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ کبھی پر نہیں ہو سکتا مولانا نیازی اسلام اور پاکستان کے مخلص سپاہی تھے۔ مرحوم کی دینی، علمی، سیاسی اور تنظیمی و تحریکی خدمات کو جتنا خراج عقیدت پیش کیا جائے کم ہے۔

آپ کے ساتھ مرحوم کی بزرگانہ شفقتیں قابل رشک تھیں۔ اس بناء پر دو مرتبہ آپ کے ہاں تعزیت و فاتحہ خوانی کے لیے پہنچا۔ مگر ملاقات نہ ہو سکی

قادری صاحب! ساری زندگی میری بڑی شدید خواہش رہی کہ مجاہد ملت ہمارے ''ادارہ معین الاسلام'' کا دورہ فرماتے ہمیں دعا دیتے۔ اور ہم اپنے ادارہ میں علامہ اقبال اور قائداعظم کے ''وکیل'' کی زیارت کرتے۔ لیکن افسوس کہ ہماری یہ خواہش، خواہش ہی رہی۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کا اتحاد عمل میں آ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی کا سایہ دراز فرمائے۔ تاکہ ان کے ذریعے سے ملک میں نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔ آمین

حضرت قبلہ نیازی صاحب کے متعلق ضرور کسی خصوصی اشاعت کا اہتمام کیجئے آپ مایوس نہ ہوں۔ حوصلہ بلند رکھیں۔ مایوسی پھیلانے والے تو یہی چاہتے ہیں کہ مثبت جہتوں میں کام کو کسی طریقے سے روکا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔ اور خزانہ غیب سے اللہ پاک انتظام کر دے گا ایک دفعہ پھر آپ سے تعزیت گذار ہوں اللہ تعالیٰ مولانا نیازی کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آپ کو اور پوری قوم کو یہ بڑا صدمہ برداشت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے لیے ہمہ وقت دعا گو ہوں۔

786

92

فرائض کی پابندی کے بعد زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھنے کی کوشش کیجئے۔

اس لیے کہ

درود پاک محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول اور فروغ کا بہترین ذریعہ ہے

- نعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے دل میں حُب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری شعلۂ جوالا بنتی ہے اور مومن کو اس کا گوہر مراد نصیب ہوتا ہے۔
- نجات کا دار و مدار عقائد حقہ پر ہے جبکہ اعمال حسنہ ذریعۂ نجات ہیں لہذا عقائد میں پختگی حاصل کریں۔
- اپنے اپنے گھروں، دکانوں، مساجد اور عام پارکوں میں محافل میلاد اور محافل نعت کا انعقاد کریں تاکہ رحمت خداوندی سے ہمارا ماحول جگمگ جگمگ کر اٹھے۔ اور ہمیں بیماریوں، مصیبتوں اور آفات سے نجات ملے۔

انجمن غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

29۔بی۔کامران کلاتھ ہاؤس

مین بازار جوہر آباد (فون: 720411)

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

تنظیمی تحریکی مجلہ

انوار رضا

جوہر آباد

9 جون 2001ء

انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہر آباد ضلع خوشاب فون: 0454/721787

بارگاہ رسالت میں امام احمد رضا کا نذرانہ عقیدت

انکی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ انکی آنکھیں
جلتے بجھادیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں
اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہونگے
ان تو غنی کے در پر بستر لگا دیئے ہیں
اسرار میں گذرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پر چم جھکا دیئے ہیں
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں
دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پر خار بادیے ہیں
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفےٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں ور بے بہا دیئے ہیں
ملک سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے
آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے
کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے
خاک افتادو! بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اٹھاتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمن عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے
سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے
آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صر صر جوش بلا سے جھلملاتے جائیں گے
حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائیں گے

حسن ترتیب

عکسِ نوادارت مولانا نیازی

نمبر شمار	ترتیب	صفحہ نمبر
1	قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عطافرمودہ سند خلافت	176
2	1931ء میں کالجز کی نمائندہ تنظیم اور قیام پاکستان کے حوالے سے پہلا نقشہ	177
3	رکنیت فارم، تحریک خلافت پاکستان	178
4	مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ کے لئے اہم مکتوب، مورخہ یکم فروری 1950ء	179
5	عکس سرورق، ""مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ"" کے اغراض ومقاصد	182
6	پریس ریلیز، منجانب جے یو پی، مورخہ ۲۴، نومبر ۱۹۷۳ء	183
7	دعوت نامہ، بین الاقوامی سیرت النبی ﷺ کانفرنس بنام مولانا نیازی مورخہ ۶ جنوری ۱۹۵۹ء	185
8	مراسلہ، سید ابوبکر غزنوی بنام مجاہد ملت	186
9	تحفظ ختم نبوت، متحدہ اسلامی جماعتوں کے اجلاس کا دعوت نامہ 31 جولائی 1952ء	187
10	عکس سرورق کتابچہ/ختم نبوت، تقریر، مولانا نیازی مرحوم	188
11	انٹرنیشنل اسلامک کالوکیم، منعقدہ لاہور مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۷ء تا ۸ جنوری ۱۹۵۸ء	191
12	مکتوب گرامی محررہ 14/1/58 شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن اور پوتا بنام حضرت العلام الشیخ عبدالستار نیازی، از کراچی	197
13	وفود عرب اور عالم اسلام	198
14	آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن کے فیصلے ۱۹۵۰ء	201
15	مولانا نیازی کے خلاف بے بنیاد مقدمہ	202
16	پنجاب اسمبلی کے ایم ایل ایز کی طرف سے مولانا نیازی کو مشترکہ نمائندہ مقرر کرنا کا عہد نامہ	206

اپنی بات

اس وقت ایک سال کے انتظار کے بعد ''انوار رضا'' آپ کے ہاتھوں میں ہے گویا آپ کا تنظیمی وتحریکی مجلّہ عملاً ''سالنامہ'' بن کر رہ گیا ہے۔ لیکن یقین جانیے کہ یہ بھی غنیمت ہے ابتلا' افراتفری' نفسانفسی' دین سے دوری' مفاد پرستی' منافقت' بدعملی اور بدعقیدگی کے جس عہد سے ہم گذر رہے ہیں اس میں یقیناً یہ غنیمت ہے...... لکھنے کا شوق باقی ہے نہ پڑھنے کا...... ڈش' ٹی وی اور پرنٹ میڈیا' دین سے بیزاری کو فروغ دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ الحمدللہ اطراف واکناف میں کہیں کہیں ٹمٹماتے چراغ موجود ہیں جن سے ہنوز ماحول میں روشنی باقی ہے تو جناب! لکھنے اور پڑھنے والوں کا وجود غنیمت ہے۔

امت مسلمہ کے بزرگ بڑی تیزی سے دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں اور ان کی جگہ نااہل قیادت پوری قوم پر مسلط ہوتی جا رہی ہے۔ اسی کے نتیجہ میں ہر تیسرا شخص کسی نہ کسی پارٹی کا مرکزی صدر' سربراہ' قائد اور راہنما ہے۔ فکری یکسوئی مفقود ہو کر رہ گئی ہے۔ خوشاب کے فقیر' واصف علی واصف نے لاہور میں ڈیرا لگایا۔ ایک دفعہ اس نے کہا اور بالکل درست کہا کہ ''جس دور میں قائدین کی بہتات ہو جائے درحقیقت وہی زمانہ' اہل قیادت کے فقدان کا عہد کہلاتا ہے۔''

عہد حاضر میں ملت مسلمہ کے وقار کا علامتی نشان حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی رحلت ایک قومی سانحہ ہے سنی تحریک کے قائد مولانا محمد سلیم قادری کی کراچی میں المناک شہادت سے اہل سنت کے جذبات کرچیاں کرچیاں ہو گئے ہیں۔ بزرگ عالم دین علامہ خدا بخش اظہر شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت نے رنجیدہ کر دیا ہے قبل ازاں حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی جنت سدھار گئے۔ ان سانحات کے حوالے سے اپنے بزرگ دوست اور اہل سنت کے معروف عالم دین'

ادیب، قلمکار اور باغ و بہار شخصیت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی ایک افسردہ تحریر نے بہت ساری یادیں تازہ کر دیں میں چاہتا ہوں درد دل سے لکھے وہ روشن الفاظ آپ بھی پڑھیں۔ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور کے شکریہ کے ساتھ آپ کی نذر کر رہا ہوں۔

"مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ 2 مئی 2001ء کو زندگی سے روٹھ گئے اور ہم سے جدا ہو گئے۔ چار روز قبل آزاد کشمیر میرپور میں "تاجدار بریلی کانفرنس" میں صدر تھے زبردست تقریر کی۔ امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی علمی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اپنے گھر میانوالی آئے۔ تین دن کے بعد علی الصبح داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا نیازی بڑے باکمال انسان تھے۔ وہ تحریک پاکستان کے سپاہی تھے وہ قائداعظم کے فدائی تھے۔ وہ تحریک ختم نبوت کے لیڈر تھے۔ وہ پاکستان کے سیاسی اور دینی راہنماؤں میں صف اول کے راہنما تھے ان کی ساری زندگی ملکی حالات کی کشمکش میں گزری وہ ظالموں، جابروں اور بدعنوان حکمرانوں کو للکارتے رہے۔ وہ قید و بند ہی نہیں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکراتے رہے۔ وہ سیاست کے خارزاروں سے گزر کر جب قصر وزارت میں قلمدان وزارت تک پہنچے تو دنیا، زر پرستی کو زندگی کا اصول بنا بیٹھی تھی۔ جب اقتدار پسند طبقہ مال و دولت کو خدا جاننے لگا تھا۔ جب پاکستان کی دولت لوٹ کھسوٹ کے لیے مباح تھی اس وقت یہ مرد مجاہد ان حالات میں بھی فقر و استغنا کے بوریا پر بیٹھا رہا۔ جب وہ اس دنیا سے گیا نہ مکان، نہ پلاٹ، نہ کارخانہ، نہ بنک بیلنس وہ فقیر اور درویش بن گیا۔

مولانا نیازی سے ہماری نیاز مندی تحریک ختم نبوت سے شروع ہوئی جب وہ مسجد وزیر خان لاہور میں پاکستان کے پہلے مارشل لاء کے سامنے سینہ سپر تھے۔ وہ قادیانیت کی جھوٹی نبوت کو پائے استحقار سے ٹھکرا رہے تھے۔ ہم نے انہیں موت کی کال کوٹھری میں اس وقت دیکھا۔ جب موت ان کا انتظار کر رہی تھی۔ اور تختہ دار ان کو پکار رہا تھا۔ مگر وہ۔

وہ کہ سوزِ غم کو سانچے میں خوشی کے ڈھال کر
مسکرایا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

مولانا نیازی موت کی وادی سے اذان دیتے ہوئے گزرے۔ وہ تختہ دار کو سلام کرتے ہوئے

گزرے، وہ نواب آف کالاباغ کو "کالی سیاست کا کالا بھوت" کہا کرتے تھے۔ وہ ایوبی دور میں بغاوت کے چودہ مقدمات کو ٹھکراتے ہوئے گزرے، ہم اس مجاہد ملت کو سلام کرتے اور ملاقات کرتے وقت قدم چوم لیتے۔

ایک وقت آیا کہ وہ "مرکزی مجلس رضا" کے سرپرست بنے۔ سعودی حکومت نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان" پر پابندی لگائی تو انہوں نے احتجاج کیا۔ کتاب لکھی۔ برطانیہ میں سعودی حکام سے اس پابندی پر تفصیلی گفتگو کی۔ اور اپنا موقف نہایت علمی انداز میں پیش کیا۔

ہم نے انہیں سیاسی میدان میں بھی دیکھا وہ جمعیت العلماء پاکستان کی اعلیٰ قیادت کے ستون تھے وہ قائد اہل سنت الشاہ احمد نورانی صدیقی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر سارے پاکستان کا دورہ کرتے نظر آئے۔ انہوں نے کراچی سے لے کر پشاور تک سینوں کو بیدار کیا، متحد کیا۔ انہیں حجروں سے میدان سیاست میں لائے۔ پھر جب انتخابات آئے تو ان کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدوار ہر صوبہ ہر ضلع ہر تحصیل میں منتخب ہوتے گئے۔

ان کی قیادت جب قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں پہنچی تو انہوں نے آئین سازی میں موثر کردار ادا کیا۔ مرزائیوں کو مرتد قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا وہ ذوالفقار علی بھٹو کے سوشلزم کے طوفان کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے نظر آئے وہ نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک میں صف اول میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا پرچم بلند کئے دکھائی دیئے۔

ہم نے انہیں جنرل ضیاء الحق کی آمریت کو للکارتے ہوئے دیکھا جب ان کے ہزاروں ساتھی اسلام آباد کے ہوٹلوں میں حکومتی دعوتوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ زکوٰۃ خیرات کی چمک دمک کی وجہ سے ان کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔ وہ تن تنہا اپنے قائد الشاہ احمد نورانی کے پہلو میں کھڑے نظر آئے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو پکارتے رہے واپس بلاتے رہے۔ سمجھاتے رہے، مگر جب جلسہ ختم ہو جاتا ہے تو خطیب کی آواز کون سنتا ہے؟

ہم نے انہیں اقتدار کی کرسی پر بھی دیکھا۔ وہ فقیر بے نوا کی طرح ایوان وزارت میں بیٹھتے۔ ہم نے ان پر انعام و اکرام کی بارشیں ہوتی دیکھیں مگر وہ اپنا دامن سمیٹے ایک طرف ہو جاتے۔ ہم نے انہیں

میلے میں تن تنہا دیکھا۔ جب ہر شخص لوٹ کھسوٹ کو اپنا حق سمجھتا تھا۔ ہم نے انہیں پلاٹوں' کوٹھیوں کی الاٹمنٹ' قرضوں کی بندر بانٹ۔ کارخانوں کی مفت ملکیت کے میلے سے علیحدہ کھڑے دیکھا۔ وہ وزارت میں رہ کر فقر وفاقہ کی چادر سمیٹے ہوئے باہر نکلتے نظر آئے۔

ہم ان کے حالات زندگی نہیں لکھ سکتے۔ مگر ہم نے ایسے شخص کو سفر آخرت کرتے دیکھا تو برملا کہا...... ؎ شادم از زندگی خویش کہ تنہا زفتم!

اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمتیں برسائے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد کو اپنے نور سے بھر دے اللہ تعالیٰ ان کی روح کو پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے عملی صورت میں دیکھنے کی توفیق دے......

نور الله مرقده...... طاب الله ثراه...... و جعل قبره ' روضه من الرياض الجنة. (آمین)

مولانا خدا بخش اظہر شجاع آباد میں 3 مئی کو موت کو لبیک کہتے ہوئے چلے گئے وہ ایک بلند پایہ سنی عالم دین تھے۔ وہ ایک خوش گفتار خطیب تھے وہ منجھے ہوئے مدرس تھے۔ وہ قابل معلم تھے۔ وہ اعلیٰ منتظم تھے۔ انہوں نے شجاع آباد میں اس وقت ایک دینی دار العلوم کی بنیاد رکھی۔ جب اس علاقہ میں دیوبندیوں کا غلبہ تھا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی مجلس احرار کے قائد تھے اعلیٰ قسم کے خطیب تھے۔ عام دیو بندی ہی نہیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولوی محمد علی جالندھری' شورش کاشمیری' شیخ حسام الدین امرتسری جیسے شعلہ بیان احراری پوری ملت دیوبند کے ساتھ شجاع آباد اور اس کے مضافات پر چھائے ہوئے تھے۔ مولانا خدا بخش اظہر نے ان حالات میں بے سروسامانی کے عالم میں شجاع آباد کے قصبہ میں اہل سنت کا علم بلند کیا۔ محنت کی۔ مشقت کی۔ تدریس کی۔ تعلیم کو پھیلایا۔ عشق رسول ﷺ کا پیغام دینا شروع کیا۔ فقیرانہ انداز سے کام کیا۔ چند برسوں میں سارا علاقہ اپنے رسول ﷺ کی محبت کی تلاش میں آپ کے اردگرد جمع ہونے لگا۔ دیوبندیوں کا زور ٹوٹ گیا اور مولانا اظہر کا دار العلوم ایک چشمہ علم وفضل بن کر علاقہ کو سیراب کرنے لگا۔

آج وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں مگر ان کی نیک اولاد (علامہ محمد اقبال صاحب اظہری' جمیعۃ العلماء پاکستان ہمارے خصوصی دوست ہیں۔) ان کا دار العلوم' ان کے شاگرد ان کے عقیدت مند۔ ان کے ہمعصر علماء ان کی یادوں کے امین ہیں۔

؎ اور آسمان تیری لحد پر نور افشانی کرے۔

مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ کو ہم سے بچھڑے ایک سال ہو گیا۔ آپ کا سالانہ عرس بھی ہو گیا ہمارے برادر عزیز علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی' کراچی سے اوکاڑہ آئے اور حضرت مولانا غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی خدمات پر بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ اس سال وہ "یادگار غلام علی اوکاڑوی" شائع نہیں کر سکے۔ ورنہ ان کی درخشاں تحریریں "منم غلام علی وعلی امام من است! کے عنوان سے ہمارے سامنے آتیں۔

مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی (جنہیں ہم ساری زندگی مدظلہ لکھتے آئے ہیں آج "رحمتہ اللہ علیہ" لکھنا پڑا) ایک زبردست عالم دین تھے۔ وہ بیک وقت خطیب' معلم۔ مدرس سیاست دان اور منتظم تھے۔ ان تمام اوصاف عالیہ کے ساتھ ساتھ ہمارے نہایت ہی شفیق دوست تھے ہم نے ان کے سامنے زانوئے ادب تو تہہ نہیں کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ذہن وبیان میں جو کچھ ہے وہ حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کے خرمن علم وفضل کی خوشہ چینی ہے۔ ہمیں آپ کی نیاز مندی کا شرف تشکیل پاکستان سے بہت پہلے سے حاصل ہے۔ ہارون آباد (ریاست بہاول پور) میں ایک عظیم الشان جلسہ تھا ان کی تقریر نے مجمع کو لوٹ لیا۔ اور اس دن سے ہم ان کے "غلام بے دام" بن گئے۔ ساری عمر ان کی شفقتیں ابر محبت بن کر برستی رہیں۔ ہماری ذاتی لائبریری میں ایک ایسی کتاب تھی جسے ہم علمائے کرام کی نظر شوق سے چھپائے رکھتے تھے۔ مولانا غلام علی اشرفی کو ہماری نیاز مندی پر بڑا غرور تھا۔ اوکاڑہ سے دوڑے لاہور آئے کتاب طلب کی ہم نے عرض کی۔ جان من! "جان خواہی حاضر است۔ کتاب خواہی سخنے درمیان است۔ بڑے مایوس ہوئے' بڑے ناراض ہوئے' بڑے غضبناک ہوئے' مگر ہم یہی کہتے رہے۔ "جان خواہی حاضر است!" فرمانے لگے اچھا جان اپنے جسم ناتواں میں رکھو۔ کتاب دو۔ تمہارے حجرے میں بیٹھ کر پڑھ لوں گا۔ میں سلام کرتا ہوں مولانا غلام علی کی کتاب بینی کو۔ وہ ساری رات جاگتے رہے۔ کتاب پڑھتے رہے۔ نماز فجر کے بعد فرمانے لگے۔ جو "کستوری" تم نے سنبھال کر رکھی تھی وہ میرے سینے میں آ گئی ہے پھر وہ صفحے کے صفحے اور پیروں کے پیرے سناتے گئے۔ اور کتاب مجھے تھماتے

ہوئے اوکاڑہ چلے گئے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخی کتاب ''تقدیس الوکیل بن توہین الرشید والخلیل'' کو جب از سر نو مرتب کیا گیا تو ہم نے اس پر ایک مقدمہ لکھا۔ چھپی تو مولانا غلام علی مرحوم مقدمہ اور کتاب پڑھ کر لاہور آئے۔ منہ چوما۔ اور ایک سو روپیہ (آج کا دس ہزار روپیہ) انعام دیا انگلی پکڑی۔ حجرے سے باہر نکالا اور حضرت سید علامہ ابوالبرکات کے پاس لے گئے اور مرکزی انجمن حزب الاحناف کے دامن میں ''مکتبہ نبویہ'' کی بنیاد رکھ کر اوکاڑہ چلے گئے اس مکتبہ سے سینکڑوں ایسی کتابیں چھپ چکی ہیں جو کسی کو دیکھنے کے لیے بھی نہیں ملتی تھیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ''تکمیل الایمان فارسی'' کا ہم نے اردو ترجمہ کیا۔ بہت خوش ہوئے۔ فرمانے لگے دیباچہ میں لکھوں گا۔ دیباچہ کیا لکھا۔ خوش کر دیا۔ جب ہم نے پانچ سو روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ تو یہ کہہ کر واپس کر دیا اور کہا ''دل وجان برتو فدائیت کنم''

زندگی کے آخری ایام میں وہ بیماریوں سے لڑتے رہے۔ ڈاکٹروں' طبیبوں کی ناز برداریاں کرتے رہے۔ مگر اپنے عزم اور جذبہ سے جلسوں میں شرکت بھی کرتے۔ تقریر بھی کرتے' تنقید بھی کرتے' سفر بھی کرتے۔ عمرہ بھی کرتے' حج بھی کرتے مگر وقت نکال کر مکتبہ نبویہ میں ضرور آتے۔ ''جہاں رضا'' کی تحریروں پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے حوصلہ افزائی فرماتے بعض موضوعات پر لکھنے کا کہتے۔ اور فرماتے ''جہان رضا'' جب جاتا ہے الف سے ی تک پڑھتا ہوں۔ اور خوش ہوتا ہوں۔ تاثرات اس لیے نہیں لکھتا کہ کہیں تم ''نفاست ناموں'' میں چھاپ نہ دو۔

جانے سے چند روز پہلے لاہور آئے۔ مکتبہ نبویہ میں تشریف لائے۔ عربی کے چند اشعار سنائے ان کی تشریح کی۔ اور دل خوش کر دیا پھر حضرت علامہ سید ابوالبرکات اور سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر فاتحہ پڑھ کر دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ ''میں آ رہا ہوں۔ میں آپ کے پاس آ رہا ہوں'' چار دن بعد واقعی مولانا غلام علی اوکاڑوی ہم سے جدا ہو گئے۔ اور اپنے دوستوں کو جا ملے...... انا للہ وانا الیہ راجعون

مجلّہ ''انوار رضا'' نے اب کی مرتبہ مسلم برادری کے اس بڑے صدمے کی نمائندگی کرتے

ہوئے حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ''مولانا نیازی نمبر'' کی اشاعت کا فیصلہ کیا اور خدا کا شکر ہے کہ یہ چہلم کے موقع پر (10/9 جون 2001ء 10 ربیع الاول شریف 1422ھ) کو محترم قارئین کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ قبل ازاں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی والدہ ماجدہ کی رحلت ہوئی مرحومہ حضرت سفیر اسلام خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ تھیں حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری کی والدہ محترمہ اور حضرت فقیہہ اعظم مولانا محمد نور اللہ محدث بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کی رحلت کی خبریں بھی موصول ہوئی ہیں۔

مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا کہ 5/4 جون 2001ء (12,11 ربیع الاوّل 1422ھ) کی درمیانی شب ہمارے بہت پیارے دوست اور اردو ادب کے روشن چراغ ' گل گلشن سادات جیلانیہ' ''قلم برداشتہ'' لکھنے والے نامور سکالر صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی طویل علالت کے بعد گنگا رام ہسپتال میں رحلت فرما گئے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

نہایت عجلت میں یہ خاص شمارہ تیار کیا گیا ہے اس میں جو خامیاں ہوں ان سے صرف نظر فرمایئے اور خوبیوں کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور مولانا نیازی مرحوم و مغفور کے روحانی تصرف پر محمول کیجئے۔

میں ان تمام احباب کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے ''مولانا نیازی نمبر'' کی اشاعت کے حوالے سے مجھے تحریک دی' حوصلہ بڑھایا' تعاون کیا۔ خطوط' فون کئے' خود تشریف لا کر تعزیت کی۔ ہمدردی کا اظہار کیا یا کسی بھی حوالے سے تعاون فرمایا۔ اشتہار دیا۔ مضمون' تاثر' مشورے عنایت فرمائے خصوصاً حضرت پیر طریقت محترم صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہ العالی سجادہ نشین بیربل شریف' مسلم ہینڈز انٹرنیشنل کے سربراہ محترم صاحبزادہ سید لخت حسنین شاہ' محترم صاحبزادہ سید ضیاء النور شاہ' معروف صحافی محترم سید ارشاد احمد عارف' محترم پیر اعجاز احمد ہاشمی' مجاہد ختم نبوت برادرم محمد متین خالد' مورخ اہل سنت محمد ظہور الدین خان' ملک التحریر والتقریر محترم پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی' محترم الحاج شیخ دوست محمد' برادر محترم ملک الطاف عابد' مجاہد اہل سنت محترم مرزا عبدالرزاق طاہر صدر انجمن غلامان مصطفیٰ

جوہر آباد ہماری بزم کے جوشیلے کارکن اور عہدیدار محترم صوفی حافظ محمد یوسف قادری، برادر محترم علامہ قاری محمد طاہر شریف اور دیگر تمام احباب و وابستگان کے لیے دعا گو ہوں کہ رب کریم انہیں جزائے خیر سے نوازے اور صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر قائم رکھے ان کے وجود سے رب کریم دین کی خدمت مقدر فرمائے۔ آمین

والسلام

غبار راہ حجاز

محبوب قادری

(مدیر اعلیٰ)

6 جون 2001ء

آٹھ بجے شب

30 اگست 1986ء کو "انوار رضا لائبریری" کے افتتاح کے موقع پر مجاہد ملت حضرت

مولانا محمد عبد الستار خان نیازی

(جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان) کے تاثرات

آج مورخہ ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ (مطابق ۳۰ اگست ۱۹۸۶ء) کو جوہر آباد میں "انوار رضا لائبریری" میں آنے کا موقعہ ملا اس لائبریری کے ناظم محبوب الرسول قادری رضوی کا یہ ذوق وشوق دیکھ کر دل میں گونہ اطمینان سا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں انشاء اللہ عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع روشن کرنے اور رکھنے والے نوجوان موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کے عزائم میں برکت عطا فرمائے (آمین)۔

بلا شبہ عہد حاضر میں فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قدس سرہ کی ہستی ایک عظیم مینارۂ نور ہے اور ان کے فیوضات ملت اسلامیہ کا سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے افکار سے رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ نوجوان ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں اور مستقبل کے معمار ہیں میں ان کے بارے میں حضرت علامہ اقبال کی ہمنوائی میں دعا گو ہوں۔

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر

محمد عبد الستار خان نیازی

۳۰ اگست ۱۹۸۶ء

اعتراف عظمت

- جس قوم کے پاس عبدالستار خان نیازی جیسے پیکران یقین وصداقت اور صاحبان عزم و ہمت ہوں اس کے پاکستان کو کون روک سکتا ہے۔ (قائداعظم محمد علی جناحؒ)
- خود آئینہ کی طرح صاف وشفاف دل، روشن دماغ، بلند خیال اور عالی ظرف ہونے کی وجہ سے دوسروں پر بھروسہ ان کا شیوۂ زندگی ہے۔ سفر حیات میں انہوں نے آزمائش وامتحان کے کئی ایک مراحل طے کئے۔ یہ دیوانہ محمد ﷺ
- عظمت رسولؐ کے لیے تختہ دار تک جا پہنچا۔ عشق محمدؐ سے سرشار نیازی عزم واستقلال اور بلندی سیرت وکردار کے طفیل منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔ اور اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والی کسی ظالم وجابر شخصیت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ کسی بڑے سے بڑے صاحب جبروت کی خفگی ان کے قدموں کو نہ ڈگمگا سکی اور نہ ڈگمگا سکے گی۔ (چوہدری حبیب احمد مصنف تحریک پاکستان اور نیشلسٹ علماء)
- مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی کو میں 1936ء سے جانتا ہوں اور ان کے ساتھ کام کرنے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوا ہوں۔ میں نے ان سے زیادہ مخلص، بے لاگ بے خوف اور اسلام کا شیدائی انسان شاید ہی اور کوئی دیکھا ہو۔ (میاں محمد شفیع م ش)
- تحفظ ناموس ختم نبوت کی جدوجہد میں ہماری ساری زندگی گزر گئی ہماری داڑھیاں سفید ہو گئی لیکن ناموس مصطفیٰ ﷺ کے لیے دار ورسن کی منزل تک پہنچنے کا جو مقام مولانا عبدالستار خان نیازی کو حاصل ہوا وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکا۔ (سید عطاء اللہ شاہ بخاری)
- دور حاضر میں جس نے سید جمال الدین افغانی کو دیکھنا ہو تو مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی زیارت کرے۔ (کرنل معمر قذافی)

- آج بہت سے لوگ حضرت قائداعظم کے رفیق اور ساتھی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں جبکہ ان کا دعویٰ درست نہیں ہے۔ قائداعظم تو پنجاب میں صرف مولانا ظفر علی خان، ملک برکت علی، میر غلام بھیگ نیرنگ، نواب افتخار حسین ممدوٹ اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی ہی کو جانتے تھے۔ (احمد سعید کرمانی)
- صدر ایوب اور نواب کالا باغ نے میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ مولانا عبدالستار نیازی کو ہموار کیا جائے۔ میں نے پوری کوشش کی مگر یہ مرد قلندر نہ جھکا نہ بکا ہے۔ (حبیب اللہ خان سابق وزیر داخلہ)
- مولانا نیازی اس پاکستان کی جیتی جاگتی تصویر ہیں جس کا خواب حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے دیکھا اور جسے قائداعظمؒ نے پروان چڑھایا۔ (چوہدری نذیر احمد سابق مرکزی وزیر)
- مولانا عبدالستار خان نیازی زادشرفہٗ اس فقیر کے اس وقت سے واقف ہیں جب وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے فعال کارکن اور خلافت الہیہ پاکستان کے علمبردار تھے اسلام کے لیے ان کی تڑپ شک وشبہ سے ہمیشہ بالاتر رہی ہے۔ (بابائے صحافت وقار انبالوی)
- مولانا عبدالستار خان نیازی جو بریلوی مکتب فکر کے جید ومتبحر نوجوان ہیں۔ مارشل لاء کی عدالت سے پھانسی کے مستحق گردانے گئے۔ انہیں سزائے موت سنائی گئی۔ جو پھر عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔ انہوں نے اپنی رہائی کے بعد ختم نبوت کے تقریری محاذ کو ٹھنڈا نہ ہونے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبدالستار خان نیازی عشق رسالت ﷺ میں قرن اول کے مسلمانوں کا سا مزاج رکھتے ہیں۔ (شورش کاشمیری، چٹان تحریک ختم نبوت نمبر)
- فرد کی صورت میں اسلام کی عظمت کا ثبوت درکار ہو تو بغیر کسی تردد کے حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کا نام پیش کیا جا سکتا ہے۔ بلند وبالا، وجیہ، خوش پوش، خوش گفتار، خوش خلق وخوش فکر، ذہن ودماغ دینی ودنیاوی علوم سے روشن اور دل حب اسلام کے جذبے سے آباد! بہت اچھے مقرر، بالغ نظر مصنف اور ان تمام صفات میں سب سے بڑی صفت یہ کہ مجاہد فی سبیل اللہ! اگر یہ کہا جائے تو کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو گا کہ انہوں نے اسلام کی آغوش میں آنکھ کھولی اور پھر اپنے

آپ کو اسلام کے لیے وقف کر دیا۔ (سید نظر زیدی)

O مجھے یہ بات کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ میں نے حضرت مجاہد ملت کو بڑی بڑی شخصیات' سیاسی قائدین' علماء مفکرین اور قد آور شخصیات سے کئی اعتبار سے منفرد اور ممتاز پایا۔ مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ کی زندگی ایک کھلی کتاب اور مرد مومن کی زندگی ہے۔ آپ ایک قلندرانہ شان رکھنے والے قائد ہیں۔ (پروفیسر محمد طاہر القادری)

O اگر کوئی پاکستانی سیاست میں مولانا عبدالستار خان نیازی کو ولی نہ مانے تو میں اسے مردم ناشناس کہوں گا۔ (چوہدری رفیق احمد باجوہ)

امت کی زبوں حالی اور نعت

پروفیسر محمد اکرم رضا

حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی ذات گرامی اس قدر مقدس و محترم ہے کہ جس طرف بھی نگاہ اٹھائی جائے۔

"کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست"

والا معاملہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی صورت مبارکہ ہو یا سرت مقدس' نظارہ ہائے جمال ہوں یا اخلاق حسنہ کے نقوش لازوال جس طرف چشم بشریت اٹھتی ہے انتہائی فرحت انگیز حیرت کا گمان گذرتا ہے کہ رب کریم نے محبوب کائنات کو اس قدر محامد و محاسن کا حقدار بنا رکھا ہے۔ آپ شفیع المذنبین ہیں کہ میدان محشر میں نفسی نفسی کے ہنگام میں جب کوئی سہارا نہ دے گا تو آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات "انا لہا" کے ہمت آفریں کلمات بلند کرتی ہوئی گنہگاروں کو اپنے سایۂ رحمت میں لے لے گی۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں کہ صبح ازل سے لے کر شام ابد تک کوئی سال' کوئی دن' کوئی لمحہ ایسا نہیں جب زمانے' نے آپ کی کرم باریوں سے خوشہ چینی نہ کی ہو۔ آپ ﷺ بے کسوں کی آخری ڈھارس اور بے بسوں کی امید ہیں۔ آپ ﷺ کا دروہ در ہے کہ جہاں گدایان عالم سے لے کر سلاطین کجکلاہ تک سب کو خیرات ملتی ہے۔ دامن تنگ پڑ جائے تو علیحدہ بات ہے ورنہ سحاب کرم کی بخششوں کا تو ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔

اک لفظ نہیں ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے

امت اسلام صدیوں سے اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ حضور ﷺ کی چشم رحمت ہی صحیح معنوں میں انعامات خداوندی کی حقدار بنا سکتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر راضی ہو جائیں تو خوشنودیٔ خداوندی خود بخود صاحب ایمان کا مقدر بن جاتی ہے۔ گویا محمد مصطفیٰ ﷺ خدا اور امت اسلام کا درمیانی واسطہ ہیں۔ یہ وہ مقدس وسیلہ ہے کہ جس کی ادنیٰ سی چشم کرم باب اجابت کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔

اس لیے مختلف ادوار میں مختلف زمانوں کے ادیبوں، خطیبوں، نثر نگاروں اور بالخصوص مدحت نگاروں نے اپنے اپنے ادوار کے افسانہ ہائے الم سرکار کی بارگاہ رحمت پناہ میں نذر کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ماجرائے غم عرض کرتے ہوئے انہیں اس حقیقت کا پورا پورا ادراک ہے کہ یہ افسانہ ہائے الم یقیناً بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوں گے اور رحمت ایزدی ہمارا مقدر بن جائے گی۔ ہر صاحب ایمان کو معلوم ہے کہ

ولو انھم اذظلموا انفسھم جاء وک فاستغفرو اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدو اللہ توابا رحیما o (سورۃ نساء)

ترجمہ: "اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اگر آپ کے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور پیغمبر ان کے لیے بخشش مانگتے تو وہ اللہ کو معاف کر دینے والا مہربان پاتے۔"

گویا اس آیت مبارکہ کی رو سے ہر مسلمان پر یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ خدا سے رحمت طلبی کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ دربار رسالتمآب ﷺ سے رحمت کی امید رکھی جائے۔ یہ وہ چوکھٹ ہے جہاں ناکامیوں نامرادیوں اور مایوسیوں کا گزر نہیں۔ جہاں فقط قبولیت کے گلاب نچھاور ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلویؒ نے اسی غیر متزلزل حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

جب یہ امید کامل ہو جائے کہ سخی کے در سے سب کچھ عطا ہوتا ہے۔ سخی وہ ہے جسے رب معطی نے قاسم انعامات دنیا و آخرت بنا رکھا ہے تو پھر کون اپنا دامن نہ پھیلائے گا۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں مانگنے والوں پر ایک نظر ڈالو تو بے اختیار یہ احساس ہو جائے گا کہ یہاں کیا کچھ نہیں مانگا جاتا۔ یہاں آنے والوں کے سر جھکے ہوئے، ہاتھ دراز ہیں۔ آنکھیں پرنم ہیں، دل فرط جذبات سے لرز رہے ہیں۔ کوئی ذاتی حوالے سے مانگ رہا ہے تو کوئی اجتماعی حوالے سے مانگ رہا ہے کوئی اپنی ذات کے خول سے باہر نہیں نکلتا اور کوئی پوری ملت اسلام کا نوحہ غم حضور ﷺ کو سنانا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ یہ وہ دربار ہے جہاں پہنچ کر عقیدوں کی بخشیں نہیں چھڑتیں بلکہ یہاں پہنچ کر سب کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔

"سیدی یا رسول اللہ سیدی یا حبیب اللہ کہتے ہوئے سب کے سب امت اسلام کے آلام و مصائب کا ماجرا حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر رہے ہیں۔

اور پھر یہ ضروری نہیں کہ شاعر بنفس نفیس بارگاہ مصطفوی ﷺ میں پہنچ کر ہی امت اسلام کا افسانہ الم سنائے، وہ تو ہر جگہ اور ہر مقام سے اپنی داستان شوق آپ تک پہنچا سکتا ہے۔ یہاں زمانی و مکانی فاصلے حائل نہیں ہوتے۔ یہاں صدیوں اور سالوں کا گزر نہیں۔ یہاں ہفتوں اور مہینوں کا شمار نہیں۔ یہاں دنوں اور ساعتوں کا چرچا نہیں۔ یہاں ماضی، حال اور مستقبل سب بے معنی ہو جاتے ہیں فقط سوالی ہوتا ہے اور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات گرامی ہوتی ہے۔ شرق یا غرب، عرب ہو یا عجم، یورپ ہو یا ایشیا ہر خطہ زمین کے عشاق اپنے اپنے زخم اپنے آقا مولیٰ ﷺ کو دکھا رہے ہیں۔ اسی امید پر کہ اگر چشم کرم ہو گئی تو مصائب و آلام اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

نعت فارسی میں کہی گئی ہو یا عربی میں اردو اور ہندی میں کہی گئی ہو یا دنیا کی کسی اور زبان میں سب کا اسلوب اور آہنگ یکساں ہوتا ہے۔ وہی عقیدت کی فراوانی، محبت کی ارزانی، وہی قبولیت کی مناجاتیں، وہی تمناؤں کے مہکتے ہوئے گل و لالہ اور ان سب سے بڑھ کر اپنی اپنی عرض گزاریاں اور یہ سب اس احساس کی بدولت ہے کہ

کرم نے تیرے بخشا حوصلہ عرض تمنا کا
وگرنہ میں کہاں کا ہوں مسلماں یارسول اللہ

شاعر اپنی مسلمانی کو نہیں بلکہ اپنی عجز گزاری کو وسیلہ نجات بنا کر بارگاہ سرور کونین ﷺ میں اپنی آرزوؤں کی کہانی سنانے لگتا ہے۔ عہد ماضی سے عہد حال تک نگاہ دوڑائیں تو بے شمار شعرائے محترم امت اسلام کی زبوں حالی کا ماجرا نعت میں بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ یوں تو ہر دور میں نعت ہے لیکن آج کے دور کا شاعر بالخصوص نعت کو وسیلۂ اظہار بنا کر امت اسلام کے مسائل نعت کے پیرائے میں قلم بند کر رہا ہے اور ان تمام کاوشوں کا مقصد یہی ہے کہ بارگاہ سرور کونین ﷺ سے عطا ہونے والی کرم باریاں امت اسلام کے دکھوں کے خاتمے کا باعث بن جائیں۔ مدحت نگار جب بارگاہ مصطفوی ﷺ میں فریاد کرتا ہے تو آقا اپنے غلام کو کس طرح نوازتے ہیں اس کی ایک مثال عہد عباسی کے ایک نامور اور ممتاز

صوفی بزرگ شیخ احمد کبیر رفائی رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشعار سے ہوتی ہے جو انہوں نے روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھے تھے۔

فی حالة البعد روحی کنت اسلها

تقبل الارض عنی و هی نائبتی

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامدد یمینک کی تحظی بها شفتی

ترجمہ:۔''یارسول اللہ! ایک وہ دور تھا کہ میں اپنی روح کو بھیجا کرتا جو میری طرف سے زمین کو بوسہ دیتی اور نیابت کرتی تھی۔ آج سب بجسم حاضر خدمت ہے اپنا دست مبارک نکالئے کہ میرے ہونٹ ان کے بوسے سے فیضیاب ہوں۔''

اسی لمحہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضہ اطہر سے برآمد ہوا تو سید کبیر نے فرط اشتیاق سے حضور ﷺ کے دست انور کو بوسہ دیا۔ اب ہم ایک نظر چند ایسے نعت گو شعراء کو دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے نعت میں امت اسلام کے مسائل ومصائب بھی پیش کیے ہیں اور اپنے آلام کا ذکر بھی کیا ہے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ

مابلبلیم نالاں درگلستان احمدؐ

مالولوئیم و مرجاں عمان ما محمد

مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم

پژمردہ چوں گیاہیم باران ما محمد ﷺ

ازورد زخم عصیاں ماراچہ غم چوں سازد

از مرہم شفاعت درمان ما محمدؐ

مولانا عبدالرحمٰن جامی

یاشفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام

برورت ایں بارہا باپشت دو تاہ آوردہ ام

چشم رحمت بہ کشا موئے سفید من نگر

گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

ابن خلدون

یاسید الرسل الکرام ضراعة

تقضی منی نفس وتدحب حوبی

انی دعوتک واثقاً باجابتی

یاخیر مدعووخین مجیب

ترجمہ:۔اے مرسلین کرام کے سردار! اک میری خواہشات نفس کا فیصلہ ہو جائے۔ اور میرے گناہ دھل جائیں۔ میں نے آپ کو پکارا ہے اس وثوق کے ساتھ کہ میری دعا قبول ہوگی۔ آپ پکارے جانے والوں میں بھی بہتر ہیں اور جواب دینے والوں میں بھی۔

جان محمد قدسی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

ماہمہ تشنہ لبائیم تو آب حیات

لطف فرما کہ زحدمی گزرد تشنہ لبی

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

سید حسن غزنوی

لاف فرزندی نیارم زد دریں حضرت ایک

مدحتے آوردم ایک خلعتے بیروں فرست

مولانا حسن رضا خاں بریلوی

سرگزشت غم کہیں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جائیں آقا در تمہارا چھوڑ کر
کس تمنا پر جئیں یارب اسیران قفس
آ چکی بادصبا باغ مدینہ چھوڑ کر

علامہ اقبال

مسلماں آں فقیرے کجکلا ہے
رمیداز سینہ او سوز آ ہے
دلش نالد چرانالد نداند
نگاہے یارسول اللہ نگاہے

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا
منجدھار پہ آ کے ناؤ ٹوٹی
دے ہاتھ کہ ہوں ہم پار آقا
ہلکا ہے گر ہمارا پلہ
بھاری ہے تیرا وقار آقا
مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
تم کو تو ہے اختیار آقا
پھر منہ پڑے کبھی خزاں کا
دے دے ایسی بہار آقا
مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہو گا
تم سا نہیں غمگسار آقا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں جڑے دیکھ کر تلوا تیرا
چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
تیرے ٹکڑوں پر پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

سیماب اکبرآبادی

گنبد خضریٰ تجھے مینار کعبہ کی قسم
صاحب گنبد کو دنیا کی خبر للہ دے
کیا نعیمیت کرتا ہے آئے جوش پہ ابر کرم
جلوۂ بیباک تکلیف تجلی گاہ دے
رفتہ رفتہ یہی ہر بار مصیبت آئی
ایک آفت جو گئی دوسری آفت آئی
آہ بربادی اسلام کی نوبت آئی
جس کی امید نہ تھی ہم کو وہ ساعت آئی
قصر ملت کے بام پہ بجلی ٹوٹی
چمن تازۂ اسلام پہ بجلی ٹوٹی

جگر مرادآبادی

کونین کا غم، یادِ خدا درد شفاعت
دولت ہے یہی دولت سلطان مدینہ
اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرت سلطان مدینہ

جوش ملیح آبادی

تجھ پہ نثار جان و دل مڑ کے ذرا یہ دیکھ لے
دیکھ رہی ہے کس طرح ہم کو نگاہ کافری
تیرے فقیر اور دیں کوچۂ کفر میں صدا
تیرے غلام اور کریں اہل وفا کی چاکری

الطاف حسین حالی

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

ظفر علی خاں

اے خاور حجاز کے رخشندہ آفتاب
صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیضیاب
یثرب کے سبز پردے سے باہر نکال کر
دونوں دعا کے ہاتھ بصد کرب و اضطراب

حفیظ جالندھری

وہ جس نے ابر رحمت بن کے بے جانوں کو جاں بخشی
چمن کو رنگ بخشے اور بلبل کو زباں بخشی
اسی کے باغ پر جب برق شعلہ ریز ہوتی ہے
اسی کے بے زبانوں پر چھری جب تیز ہوتی ہے
میں ایسے حال میں تنگ آ کے جب فریاد کرتا ہوں
اسی کا نام لیتا ہوں اسی کو یاد کرتا ہوں

منظور حسین شرر

تاریک افق کے ماتھے سے کب رات کی ظلمت چھوٹے گی
صبحوں کا اجالا کب ہو گا سورج کی کرن کب پھوٹے گی
اے پشت پناہ کون و مکاں اس سمت بھی اک رحمت کی نظر
سن میری فغاں، لے میرا سلام، اے ارض و سما کے پیغمبر

محسن احسان

میری جھولی میں ندامت کے سوا کچھ اور نہیں
فخر سے پھر بھی حضور شہ یثرب آیا
مشکلیں میرے وطن پر جو ہیں آساں ہوں گی
میرے آقا نے ذرا سا جو کرم فرمایا

نعیم صدیقی

پہن کے تاج بھی غیروں کے ہم غلام رہے
فلک پہ اڑ کے بھی شاہین اسیر دام رہے
بنے تھے ساقی مگر پھر شکستہ جام رہے
نہ کارساز خرد ہے نہ حشر خیز جنوں
میں اک نعت کہوں میں ایک نعت کہوں

حافظ مظہر الدین

اے ناخدائے کشتی اسلام المدد
کشتی سے ہمکنار ہے طوفان یارسولؐ
تو رحمت تمام ہے تسکین کر عطا
اس دور میں ہے روح پریشاں یارسولؐ

منظور حسین منظور

کبھی اے صبا جو گزر ترا ہو دیار میر حجاز سے
تو پیام میرا یہ عرض کر تو ادائے عجز و نیاز سے
ہیں تری نگاہ کے منتظر ترے خستہ حال غلام سب
جنہیں دور چرخ نے پستیوں میں گرا دیا ہے فراز سے

حافظ لدھیانوی

آج امت پہ ہے دور ابتلاء
تنگ ہے تیرے غلاموں پر حیات
یا نبی اللہ رحمت کی نظر
یارسول اللہ چشم التفات

نظر حسین نظیر لدھیانوی

اے مددگار غریباں، اے شفیع عاصیاں
اے پناہ دو جہاں، اے مایۂ بے مائیگاں
آج آ جائے نہ تیرے طالب دیدار پر
روز محشر، چشم رحمت، ہو نظیر زار پر

راجا رشید محمود

آپؐ کی چشم کرم سے مندمل ہو جائیں گے
جسم ملت پر اگرچہ زخم ہیں کاری بہت
اس کا دامن پیار کے پھولوں سے پھر بھر دیجئے
آپؐ کو امت ہمیشہ ہی سے ہے پیاری بہت
نام لیوا آپ کے ہیں کیجئے اب سرفراز
آہ اقوام جہاں میں ہو چکی خواری بہت

منیر قصوری

حضور پستی امت لہو رلاتی ہے
حضور پھر اسے رفعت نصیب ہو جائے
وہ جس کو دیکھ کے باطل لرزنے لگتا ہے
کچھ ایسی پھر ہمیں شوکت نصیب ہو جائے

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ

المدد اے رحمت للعالمین
جاں گسل ہے پھر غم دنیا و دیں
جو ترے قدموں کے صدقے میں ملی
تنگ ہے اسلام پر وہ سرزمین
بے کسوں کا مشکلات دہر میں
جز ترے، ملجا نہیں، ماویٰ نہیں

سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

بے حد و بے حساب خطائیں سہی مگر
کچھ غم نہیں لاج ہے اب مصطفیٰ کے ہاتھ
ہم عاصیوں کے آپؐ ہی تو دستگیر ہیں
ہم سب کا آسرا ہے شہ انبیاء کے ہاتھ

سید علی اکبر سلیم

کوتاہیوں پہ اپنی پریشان و شرمسار
مضطر، ملول، بے کس و بیتاب و بے قرار
سہمے ہوئے، لرزتے ہوئے اور ڈرے ہوئے
بارگناہ اپنے سروں پر دھرے ہوئے

مجرم کھڑے ہیں والی بطحا کے سامنے
محشر بپا ہے گنبد خضریٰ کے سامنے

محمد اکرم رضا

ہو رہا ہے منتشر شیرازہٗ امت حضور
دہر کو درکار ہے پھر آپ کی رحمت حضور
ہم غلاموں پر کیوں کیوں نہ ہو رحمت حق کا نزول
حق تعالیٰ آپ کا ہے آپ کی جنت حضور

غلام مصطفیٰ قمر

تیری امت تجھے محبوب ہے محبوب خدا
مجھ کو مامور پئے خدمت امت کر دے
کس قدر تیز ہوئی جاتی ہے آلام کی دھوپ
ہم پہ پھر سایہ فگن چادر رحمت کر دے

ستار وارثی

چشم کرم اے رحمت عالم امت عاصی پر بھی خدارا
عقل ہے حیراں روح پریشاں کیجئے سب کی مشکلیں آساں

حافظ محمد افضل فقیر

یہ بھی ہے کرم کہ پھر نظر ہے
دربار حبیب میں سوالی
دامان طلب میں چشم تر میں
ہر سمت فقیر ہیں لآلی

حفیظ تائب

پر کرے گا کون روحوں کے خلا یا مصطفیٰ
تیری چشم لطف و رحمت کے سوا یا مصطفیٰ
دوڑتا ہے میری آنکھوں کی طرف دل کا لہو
دیکھ کر ہر گام پر خون صدا یا مصطفیٰ

سید عاصم گیلانی

دین برحق یا نبی فرقوں میں بٹ کر رہ گیا
اپنا دامن اپنے ہی ہاتھوں میں پھٹ کر رہ گیا
آپ ہی کی دستگیری سے اسے تسکیں ملی
جب بھری دنیا میں عاصم سب سے کٹ کر رہ گیا

ریاض حسین چودھری

مجھ کو غیروں سے شرمندہ ہونے نہ دے
میں تو ہوں تیرے در کا گدا یا نبیؐ
جبر کی قوتیں دندناتی پھریں
ظلم کی ہو گئی انتہا یا نبیؐ

عابد نظامی

نفاق ملت بیضا سے زخم زخم ہے جاں
عدوئے دیں کی نگاہیں ہیں آج سوئے حرم
مرے حضور زمانہ ہمارا دشمن ہے
مرے حضور نگاہ کرم نگاہ کرم

آفتاب احمد نقوی

میرے چمن کو بخشیں اپنے کرم کی خوشبو
جا کے ہواؤ کہنا آقائے مہرباں سے

چشم کرم ہو آقا افغان و کاشمر پر
نسبت ہے اب بھی ان کو تیرے ہی کارواں سے

خالد شفیق

ہوئی ہے خالق و مخلوق کی پہچان بھی مشکل
چمک کچھ شرک کے سورج کی اتنی بڑھ گئی آقا
کئی نمرود اور شداد پیدا کر لئے ہم نے
مہکتا جا رہا ہے آج ذوق بندگی آقا

سید محمد مرغوب اختر الحامدی

یوں ہوئی یاد رخ محمود مہمان حیات
آنسو آنسو بن گیا شمع فروزان حیات
میری جانب بھی بشان لطف اے جان حیات
وہ نگاہیں جو ہوئی جاتی ہیں عنوان حیات

عارف عبدالمتین

خوشی کی پہچان بخش مجھ کو، غموں کا عرفاں مجھے عطا کر
میں تیری دہلیز پر کھڑا ہوں، مجھے میری ذات سے سوا کر
مجھے فلک کی سی سرکشی دے، مجھے زمین کی سی عاجزی دے
جہاں سے گزروں تو سر اٹھا، تجھے ملوں میں تو سر جھکا کر

مدحت نگار خواہ ماضی کے حوالے سے بات کرے یا عہد حال کو اپنا ترجمان بنائے یا زمانہ ماضی میں ایک نظر جھانکنے کی جسارت کرے اسے صاف طور پر یہی محسوس ہوگا کہ ہم حضور محمد مصطفی ﷺ سے اپنا رشتہ توڑ کر کچھ بھی نہیں ہیں اور اگر ہمارا کچھ بھرم ہے تو اس لیے کہ ہم سرکار مدینہ کے امتی ہیں اس سرکار مدینہ کے جس نے سائل کو روکنا سیکھا ہی نہیں۔ عہد حال بطور خاص مصائب و آلام کی زد میں

ہے۔ ایک طرف کشمیر کا مسئلہ خون کے آنسو رلا رہا ہے تو دوسری طرف فلسطین کے مسلمانوں کی آہ و زاری دیکھی نہیں جاتی۔ ایک طرف قبرص کے مظلوم مسلمان حمیت اسلامی کو جھنجھوڑ رہے ہیں تو دوسری طرف محکوم و مجبور مسلم اقوام ان فرزندان توحید کی آمد کے منتظر ہیں جو ان کی غلامی کی زنجیریں کاٹ سکیں۔ اس لیے جب مسلمان شاعر کا حساس اور مضطرب دل ان قومی اور بین الاسلامی مسائل پر ایک نظر ڈالتا ہے تو اسے بے اختیار سرکار دو عالم ﷺ کی رحمت پناہی دین و دنیا میں اپنی ڈھارس بنتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ عہد حاضر کے مدحت نگاروں کے انداز استمداد کی ایک جھلک دیکھئے۔

ضمیر جعفری

تیرے در کے سوا آسودگی دل کہاں ملی
زمانہ تیرے در پہ ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا

ساقی گجراتی

اے سرور دو عالم کا سہ بکف کھڑا ہوں
کھل جائے باب رحمت یہ وقت ہے دعا کا

محمد اقبال نجمی

سرور کون و مکاں فریاد ہے فریاد ہے
رہبر بزم جہاں فریاد ہے فریاد ہے
مبتلائے درد و غم امت رہے گی کب تلک
شہسوار لامکاں فریاد ہے فریاد ہے

امجد حمید محسن

دور کیجئے امت عاصی کے سارے رنج و غم
اے شفیع عاصیاں، نور جہاں، فخر امم

راسخ عرفانی

اٹھ رہا ہے یم حوادث گھرا ہوا ہوں گرداب معصیت میں
مری بھی کشتی لگے کنارے سلام تجھ پر درود تجھ پر

سید عاصم گیلانی

ہوائے فتنہ کی زد پہ آقا چراغ ہستی لرز رہا ہے
جو سرزمین وطن سے کافور جور بھی ہو تو بات کیا ہے

جعفر بلوچ

محتاج کون آپ کے دربار کا نہیں
امید گاہ شاہ و گدا آپ ہی تو ہیں

غلام زبیر نازش

مجھے بھی اے رحمت مجسم عطا ہو خیرات رحمتوں کی
مری طلب کا بھی آج دامن تمہارے در پہ بچھا ہوا ہے

خالد بزمی

پھر آج ہمیں چاہیے احساس کی دولت
پھر آج ہمیں مطلوب ہے دیدۂ بیدار

محمد فیروز شاہ

ہمیں بھی کوئی کرم کا لمحہ صبا کی صورت ملے کہ اب تو
دل کے موسم اجاڑ خوابوں کے زرد ڈھانچوں میں ڈھل رہے ہیں

....

غرضیکہ کس کس صاحب نظر کا تذکرہ کیا جائے۔ یہاں تو سب نے ہی سوت کی انٹیاں اٹھا رکھی ہیں۔ کہ بارگاہ مصطفوی ﷺ کے طلب گاروں میں ان کا نام ہو جائے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ کرنا تو

دور کی بات ہے، عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی آرزو کرنا بھی ایک دولت عظمیٰ سے کم نہیں۔ نعت کیا ہے؟ یہ تو فقط خوشنودی خدا اور رسول خدا ﷺ کا ایک بہانہ ہے کہ ہم کسی نہ کسی سبب محشر کی تمازتوں میں لوائے الحمد کے سایہ رحمت کے حقدار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں نعت کہنے کی توفیق عطا کرے کہ نعت وہی نعت ہوتی ہے جو احترام وعقیدت حضور ﷺ کا امتیاز لیے ہوئے ہو۔ عقیدت سے ہٹ کر غزل تو کہی جاتی ہے نعت نہیں۔ اس احساس کے ساتھ کہ

ہم سر حشر چلیں گے شہ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہو گا رواں سید ابرار کے ساتھ
دیکھ اے معترض نعت رسول عربی
قرب حسانؓ کو ملا تھا اپنے اشعار کے ساتھ

مآخذ

O دیوان اجمیری (خواجہ معین الدین چشتی اجمیری) O حدائق بخشش (امام احمد رضا خاں بریلوی) O ماہنامہ ''شام وسحر'' نعت نمبر 1 تا 4 مرتبہ خالد شفیق) O باب جبریل (حافظ مظہر الدین) O ہلال حرم (ہلال جعفری) O ورفعنا لک ذکرک، حدیث شوق (راجہ رشید محمود) O نشید حضوری (حافظ لدھیانوی) O جاوید نامہ (علامہ اقبال) O ساز حجاز (سیماب اکبرآبادی) O چادر رحمت (منیر قصوری) O شاہنامہ اسلام (حفیظ جالندھری) O ارمغان نعت (شفیق بریلوی) O ارمغان نعت (منظور حسین منظور) O مسدس حالی (الطاف حسین حالی) O حبسیات (ظفر علی خان) O ارمغان فیض (صاحبزادہ سید فیض الحسن) O دیں ہمہ اوست (سید نصیر الدین نصیر گولڑوی) O ثنائے حبیب (سید علی اکبر سلیم) O تجلیات سراج منیر (غلام مصطفیٰ قمر) O جان جہاں (محمد افضل فقیر) O صلوعلیہ وآلہ (حفیظ تائب) O وسیلہ (سید عاصم گیلانی) O صلی علیٰ محمد (عابد نظامی) O نعت محل (سید محمد مرغوب اختر الحامدی) O بے مثال (عارف عبدالمتین) O نسیم منیٰ (راسخ عرفانی)

۷۸۶
۹۲

قطعۂ تاریخ وفاتِ حسرت آیات

فیلسوفِ زماں مجاہدِ ملت بطلِ حریت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی مرحوم و مغفور

رحلت : ۷ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۱ء بروز چہار شنبہ بمقام میانوالی

فیلسوفِ جہاں معدنِ وفا عبدالستار نیازی

۲۲ ہجری ۱۴

مُجاہد وُہ مِلّت کا خاں نیازی — چلا ناگہاں آہ ! سُوئے عدم ہے
جہاں میں کسے ہے ثبات و قرار — رہے گا جہاں میں کوئی تا بہ کے
کِسی کو کہاں یاں مدام و دوام — نہیں دہر میں ایسی کوئی بھی شے
رہا دین و مِلّت کا وُہ پاسدار — کہیں اُس کا دُنیا میں ثانی نہیں ہے
رہا مُتبع وُہ حبیبِ خُدا کا — رہی اُس پہ رحمتِ حق پے بہ پے
عطا تھا اُسے حق سے یہ بھی کمال — تکلّم میں سوزاں تھی دِل دوز لے

فدا عبدِ ستّار کا سالِ وصل
محیبِ زماں داخلِ خُلد ہے

۲۲ ہجری ۱۴

نتیجۂ افکار: ابوالطاہر فدا حسین فدا عفی عنہ لاہور

مولانا عبدالستار خان نیازی (ایک تعارف)

شیخ نظام الدین نقشبندی باروی

مادہ پرستی کے اس تاریک دور میں جبکہ زندگی کو سیم و زر کے پیمانے سے ناپا جاتا ہے کسی صاحب دل، مرد قلندر کا ذکر حسین اساطیر الاولین میں شمار کیا جاتا ہے لیکن میں آج ایک ایسے درویش خدا مست کے تذکرۂ جمیل سے اپنے رہوار قلم کو مہمیز دے رہا ہوں جو دور حاضر میں سلف صالحین کی جیتی جاگتی نشانی ہے جس کی روشن زندگی کا ہر پہلو اپنے جلو میں سنت مصطفوی ﷺ، سیرت صحابہؓ و اہلبیت کرام اور طریقہ صلحائے امت کی تابناکیاں لیے ہوئے ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ عالم انسانیت ہر دور میں خیر و شر کا میدان کارزار رہا ہے۔ زندگی درحقیقت دو متضاد قوتوں کے اظہار کا نام ہے جو باہم دگر برسر پیکار رہتی ہیں چاہے انہیں حق و باطل کہیں یا خیر و شر، خواہ انہیں موسیٰ و فرعون پکاریں یا شبیر و یزید۔

موسیٰ و فرعون و شبیرؓ و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید

عصائے کلیمی یا قوت شبیری دنیا میں حق کا نشان نصرت بن کر سامنے آتی ہے۔ حق تعالیٰ کے جہاں میں حق ہی طاقت ہے اور اس کا اظہار ان پیکران عزیمت کے ذریعے ہے جو جہاد زندگی میں اپنا سب کچھ رضائے الٰہی کے لیے وقف کر کے شہادت گہ الفت میں قدم رکھتے ہیں۔

ایسے بندگان حق کی زندگیاں خیال و نظری مجذوبی سے عبارت ہوتی ہیں اور ضمیر پاک، نگاہ بلند و مستی شوق ان کا حقیقی سرمایہ ہوتا ہے۔ مال و دولت قارون ان کی نظر میں کوئی وقعت رکھتی ہے اور نہ فکر افلاطون۔

وہ زندگی کے مادی پیمانوں سے بالاتر ہو کر اس فرمان خداوندی کے مصداق اپنا سب کچھ وقف رضائے حبیب ہو چکے ہوتے ہیں۔

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ط

''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں اہل ایمان کی جانیں اور ان کے مال' جنت کی عوض''

پروانۂ شمع رسالت' بطل حریت' مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی انہیں مردان خدا کے سلسلہ زریں کی ایک توانا کڑی ہیں جن کی قلندرانہ اداؤں میں سکندرانہ جلال اور عزت مندانہ فقر میں شاہانہ شکوہ پایا جاتا ہے۔

خدا نے اس کو دیا ہے شکوہ سلطانی
کہ اس کے فقر میں ہے حیدری و کراری

وہ مرد حق آگاہ جس کا سرمایۂ زیست فقط دو حرف لا الہ ہے۔ جو بیم غیر اللہ سے یکسر بے نیاز اپنی عمر عزیز کا لحہ لحہ ناموس دین مصطفیٰ ﷺ کے لیے وقف کرتے ہوئے باطل قوتوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔ مسلک شبیریؓ کے حامل اس مرد خوددار نے حریت اسلام کی حفاظت کے لیے ایک عمر سے علم جہاد بلند کر رکھا ہے۔ اور اس کے لبوں پر یہ ترانہ زندگی دمبدم رواں ہے۔

تیر و سنان و خنجر و شمشیرم آرزوست
بامن میاکہ مسلک شبیرؓ آرزوست

اللہ کا یہ شیر غضبناک دشمنان خدا کے لیے پیغام اجل اور اللہ کے ولیوں کا نیاز مند و ارادت مند ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

آقائے دو جہان حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ غلام اپنے آقا و مولا کی عزت و ناموس

پر کٹ مرنے کی تڑپ اپنے سینے میں جوان رکھتا ہے۔ زمانہ گواہ ہے کہ یہ پروانۂ شمع رسالت تحفظ ختم نبوت کی تحریک میں اپنی جان ہتھیلی پہ لئے لب دار جا پہنچا تھا۔ آقا علیہ السلام کو اپنے اس غلام سے ابھی دین مبین کی نصرت و سربلندی کے لیے مزید کام لینا تھا اس لیے مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کو حیات نو عطا کر دی گئی اگرچہ اس مجاہد کا دل آج بھی زبان حال سے پکارتا ہے۔

اوروں کو دیں حضور ﷺ تو پیغام زندگی
میں موت ڈھونڈتا ہوں دیار حجاز میں

اس پروانۂ شمع رسالت نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے مہتم بالشان مشن کو جاری رکھنے کے لیے اس حیات نو کو قبول کر لیا۔ اور پھر مجاہد ملت کی زندگی کی ہر ساعت اس عظیم نصب العین کے حصول کی جدوجہد میں گزرنے لگی۔ تحریک نظام مصطفیٰ کا یہ قافلہ سالار اپنے جلو میں غلامان رسول ﷺ کا لشکر جرار لیے منزل کی طرف گامزن رہا۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کا روشن و تابناک کردار زمانہ حال کے دھندلکوں میں امید کا ستارہ ہے اور ظلم و جبر کے ہر دور میں ان کا وجود عدل و صداقت کی علامت رہا ہے۔ آمریت کے ہر عہد تاریک میں مولانا نیازی کی گرجدار آواز بانگ تکبیر حسینؓ کا کام کرتی رہی ہے۔

مجاہد نیازی جس کی نگاہ گرم سے شیروں کی ہوش اڑ جاتے ہیں جو پوری ملت اسلامیہ کی آنکھ کا تارا ہے جس کا شباب بے داغ' جس کی ضرب کاری ہے۔ آیئے میں آپ کی ملاقات اس مرد مجاہد سے کرواتا ہوں۔

عشوہ ہائے جوانان ماہ سیما چیست
درآ بحلقۂ پیرے کہ دلبری داند

مجاہد ملت یکم اکتوبر 1915ء بمطابق 27 رمضان المبارک رات تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم ذوالفقار علی خان زمیندار تھے۔ مولانا نیازی ابھی تین چار سال کے تھے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا آپ نے پرائمری تعلیم عیسیٰ خیل کے ایک گاؤں کنڈل سے حاصل کی ابھی تیسری جماعت کے طالب علم تھے کہ والدہ محترمہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔

آپ کی پرورش آپ کے نانا جان صوفی محمد خان اور آپ کے تایا ابراہیم خان نے کی۔ آپ نے میٹرک کا امتحان 1933ء میں پاس کیا۔ پرائمری سے میٹرک تک وظیفہ حاصل کرتے رہے۔ میٹرک کے بعد آپ لاہور تشریف لے گئے یہاں انہوں نے حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کی جاری کردہ مشہور درسگاہ اشاعت اسلام کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔

قرآن پاک، حدیث پاک، فقہ، سیرت، تقابل ادیان، اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی تحریکات کے موضوع پر مبنی دوسالہ کورس مکمل کرنے پر ترجمان حقیقت علامہ اقبال سے سند حاصل کی اس کالج کے توسط سے 1934ء میں علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی اور گاہے گاہے حضرت علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا اس طرح ان کی شخصیت پر مفکر اسلام کی علمی وفکری صحبتوں کے گہرے نقوش ثبت ہوئے۔ مولانا نیازی علامہ اقبالؒ سے بہت متاثر ہیں۔

عالم اسلام کے اس عظیم مفکر نے مولانا نیازی کی زندگی کو انقلاب آشنا کیا اور آپ نے اقبال کے تصور شاہین کی عملی تصویر بن کر ایک مثالی مسلمان طالب علم کا کردار خوب نبھایا۔ جب ہم مولانا نیازی کے دور طالب علمی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو آپ ایک منفرد مقام کے حامل غیر معمولی حساس طالب علم دکھائی دیتے ہیں۔ اپنی عمر سے زیادہ پختہ فکر اور جوش شباب کی بجائے جوش ایمانی سے بھرپور!

آپ کو دور غلامی اور قوم کے اخلاقی دیوالیہ پن کا شدید احساس تھا اور اس احساس زیاں نے ان کے دل میں کچھ کر گزرنے کی تڑپ پیدا کی۔ 1934ء میں میانوالی واپس آئے تو اپنے ضلع میں ایک اصلاحی تنظیم "انجمن اصلاح قوم" کی بنیاد ڈالی۔ ضلع بھر میں "انجمن اصلاح قوم" نے معاشرتی واقتصادی اصلاح اور دینی تعلیم وتربیت کے اہتمام میں زبردست تعمیری کردار ادا کیا۔ مسلمانوں کو تجارت پر مائل کیا اور دکانیں کھولنے پر آمادہ کیا جبکہ اس زمانے میں تمام تر کاروبار ہنود کے ہاتھ میں تھا حتیٰ کہ دودھ دہی کی دکانیں انہی کی تھیں۔

معاشرتی اصلاح

مسلم خواتین کو کھلے منہ بازاروں میں آنے جانے سے روک دیا گیا۔ ان کی تعلیم وتربیت کے لیے درس قرآن وحدیث کے مراکز کھولے گئے۔ جن مجبور وبے سہارا خواتین کے پاس سودا سلف

خریدنے کے لیے کوئی نہ ہوتا تھا ان کی مدد کے لیے رضاکار متعین کر دیئے گئے یوں ہندوؤں کے استحصال اور بدمعاشی سے معاشرہ کو محفوظ کرنے کے سامان کئے گئے۔

دینی تعلیم وتربیت

جامع مسجد صدر بازار عیسیٰ خیل میں ایک دارالعلوم قائم کیا گیا۔ تبلیغی دوروں کے لیے مبلغین تیار کئے گئے اور مقدمہ بازی سے نجات دلانے نیز تھانہ کچہری کے اہل کاروں کی عیارانہ دست برد سے عوام کو بچانے کے لیے متبادل نظام عدل کا قیام عمل میں لایا گیا حضرت خواجہ زین الدین چشتی نظامی آف ترگ شریف کو مفتی اعظم مقرر کیا گیا۔ اور مسلمانوں کے تنازعات کا سرکاری عدالتوں سے باہر تصفیہ ہونے لگا۔ خود مولانا نیازی نے کئی الجھے ہوئے تنازعوں کا تصفیہ کرایا۔ مولانا نیازی نے کونسل کے مشورہ سے "مجلس اصلاح قوم" کی بجائے اس کا نام مجلس اصلاح المسلمین رکھ دیا۔

1936ء کے آخر میں آپ تکمیل حصول تعلیم کے لیے لاہور آئے۔ انہی دنوں آپ کے ذہن رسا میں مسلم طلبہ کی ایک جداگانہ نمائندہ تنظیم کا خیال پیدا ہوا۔ آپ کے ساتھیوں میں سے اس پر بعض نے اختلاف رائے کیا۔ تو مولانا نیازی نے تجویز پیش کی کہ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال سے اس بارے میں مشورہ کر لیتے ہیں چنانچہ اقبال کے حضور جب اس مجاہد نے اپنا موقف پیش کیا تو علامہ نے نہ صرف آپ کی تائید وحمایت فرمائی بلکہ زور دیا کہ اپنے ان ارادوں کو جلد عملی جامہ پہناؤ۔

یوں حضرت علامہ اقبال کی سرپرستی اور نگرانی میں جنوری 1937ء میں مسلم طلباء کی ایک الگ نمائندہ تنظیم پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے وجود میں آئی۔ اس طلبہ تنظیم کے بانیوں میں مولانا نیازی کے ساتھ جناب حمید نظامی مرحوم، جناب جسٹس انوار الحق، جناب میاں محمد شفیع، جناب مولانا ابراہیم علی چشتی اور جناب عبدالسلام خورشید شامل تھے۔ مجاہد ملت مولانا نیازی صاحب نے 1939ء میں اس تنظیم کا دستور مرتب فرمایا یہ آیت کریمہ اس دستور کا زیب عنوان تھی۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون باالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ۔

ترجمہ:۔ تم سب امتوں میں سے افضل ہو جو لوگوں میں ظاہر ہو چکی ہیں کیونکہ تم نیکی کی تعلیم

دیتے ہواور برائی سے روکتے ہواور اللہ پر یقین رکھتے ہو۔

اس دوران مولانا نیازی اسلامیہ کالج لاہور میں زیرتعلیم رہے 1938ء میں گریجویشن کر کے آپ میانوالی آئے۔اس وقت جواہر لعل نہرو نے کانگرس کے پلیٹ فارم سے یہ نعرہ بلند کیا کہ ہندوستان میں صرف دو قومیں موجود ہیں ایک انگریز حکومت اور ایک کانگرس' ہندوستانیوں کو چاہیے کہ کانگریس میں شامل ہو کر حکومت سے اپنے مطالبات منوائیں اور مل کر حصول آزادی کی جدوجہد کریں۔اس پر قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ نہرو کا بیان تعصب اور بدنیتی پر مبنی ہے ہندوستان میں تین قومیں موجود ہیں۔ایک حکومت انگلشیہ' دوسری کانگریس اور تیسری اسلامیان ہند کی نمائندہ جماعت ''مسلم لیگ'' اس لیے حق خود ارادیت کے حصول کے لیے مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہو کر آزادی کی جدوجہد کرنی چاہیے۔

اس وقت تک ضلع میانوالی میں مسلمانوں کا رابطہ ملکی سطح پر کسی جماعت کے ساتھ نہ تھا۔اس لیے انجمن اصلاح المسلمین کی جنرل کونسل کا اجلاس زیرصدارت حضرت مولانا گل شیر مسجد زرگراں میانوالی میں منعقد ہوا اس اجلاس میں مولا... نے رسالہ "Time and tide" اور روزنامہ اخبارات کے حوالے سے قائداعظم کے محولہ بالا بیان کا متن پیش کیا۔اور اس بیان کی روشنی میں کونسل سے مطالبہ کیا کہ انجمن اصلاح المسلمین میانوالی کو مسلم لیگ کے دستور و منشور کا پابند کر دیا جائے چنانچہ کونسل نے اس تجویز کو قبول کیا۔

ضلع میانوالی میں مسلم لیگ کی تنظیم کے لیے مولانا گل شیر کو سرپرست مولانا نیازی کو صدر اور محمد خاں خنکی خیل کو سیکرٹری جنرل منتخب کر لیا گیا۔اور اس طرح ضلع میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا اور قائداعظم کی قیادت میں میانوالی کے عوام تحریک آزادی کی جدوجہد میں شامل ہو گئے۔اسی سال مولانا نیازی نے لاہور میں ایم اے میں داخلہ لیا اور طلبہ کی وہ تنظیم جو ان کی تجویز اور علامہ اقبال کی تائید سے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے قائم ہوئی تھی آپ اس کے پنجاب کے صدر منتخب ہوئے۔اس سال آپ نے اپنی مشہور ''خلافت پاکستان اسکیم'' پیش کی۔اس وقت تک قرارداد پاکستان کے ذریعے مسلم لیگ نے حصول پاکستان کا مطالبہ نہیں کیا تھا مگر مفکر اسلام علامہ اقبال کے یہ عظیم شاگرد اپنے استاد کے 1930 کے آلہ آباد والے خطبہ صدارت کے پیغام کو عملی شکل دینے میں مصروف تھے۔

مولانا نیازی کی پیش کردہ خلافت پاکستان اسکیم میں پاکستان کا نقشہ' پنجاب' سندھ' سرحد' بلوچستان اور آزاد کشمیر سے شروع ہو کر دہلی' آگرہ' لکھنؤ گنگا' جمنا طاس سے ہوتا ہوا ایک خط اتصال کی صورت میں بنگال اور آسام سے مل کر مکمل ہوتا تھا۔اور یوں اس اسکیم سے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے دو الگ الگ ٹکڑے کی بجائے ایک عظیم الشان اسلامی مملکت پاکستان کی تکمیل ہوتی تھی۔اور اس جغرافیائی تجویز پر ہی بس نہ تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس نوزائیدہ مملکت میں خلافت راشدہ کا روشن و تابناک نظام سلطنت (نظام مصطفیٰ ﷺ) قائم کرنے کا عزم صمیم بھی شامل تھا۔

یہ عظیم الشان سکیم مولانا نیازی نے 1939ء میں مسلم لیگ کی ہائی کمان کو پیش کی اس اسکیم کو ایک پمفلٹ کی صورت میں مرکزی دفتر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اخبار روڈ لاہور سے شائع کیا گیا۔اس کے علاوہ 1939ء ہی میں آپ نے اپنے ایک دیرینہ ساتھی میاں محمد شفیع کے ساتھ مل کر پاکستان کیا ہے؟ اور کیسے بنے گا'؟ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی۔

مولانا نیازی کی تجویز پیش کردہ خلافت پاکستان سکیم کو مسلم لیگ کی آل انڈیا متفقہ کمیٹی نے قرارداد پاکستان مرتب کرتے وقت مدنظر رکھا۔حضرت قائداعظمؒ نے اس سکیم کے بارے میں مولانا نیازی سے فرمایا۔

Mr. Niazy your scheme is very hot.

''مسٹر نیازی تمہاری سکیم بہت آتشیں ہے''

مولانا نیازی نے جواب دیا۔

Because it has come out from my boiling heart.

''کیونکہ یہ میرے ابلتے ہوئے دل سے نکلی ہے۔''

اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ خلافت پاکستان سکیم اس قرارداد پاکستان کا ابتدائی خاکہ تھی جو 23 مارچ 1940ء کو اقبال پارک لاہور میں منظور ہوئی اور اسلامیان ہند کا نصب العین ٹھہری۔

مولانا نیازی نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں ''خلافت پاکستان کانفرنس'' منعقد کی اور اس میں اپنی خلافت پاکستان سکیم کی وضاحت کی اور اپنا مؤقف بھرپور

انداز میں پیش کیا۔ اسی سال مولانا نیازی نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کا امتحان امتیازی حیثیت میں پاس کیا۔ مارچ 1941ء میں آپ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اسی سال مشہور تاریخی ''پاکستان کانفرنس'' اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں حضرت قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں مرکزی قرارداد مولانا نیازی نے پیش کی۔ جب مجاہد ملت کی ولولہ انگیز آواز پاکستان کانفرنس کے پنڈال میں گونج رہی تھی تو لاکھوں فرزندان توحید کا اجتماع آپ کی آواز پر ہاتھ لہرا لہرا کر آپ کی تائید کر رہا تھا۔ قائداعظمؒ پوری طرح مجاہد ملت کے خطاب کی طرف متوجہ تھے۔ تقریر کے بعد انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک مسلم لیگی رہنما سے فرمایا۔

After this speack I am contident that if these youngmen are whith me, We will achive Pakistan Inshaullah!

''اس تقریر کو سن کر میں پر یقین ہوں کہ اگر یہ نوجوان میرے ساتھ ہیں تو ہم پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔ انشاء اللہ!''

اس کانفرنس میں دیہی علاقوں میں نظریہ پاکستان کی تبلیغ کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی سربراہی مولانا نیازی کو سونپی گئی۔ یہیں سے مولانا نیازی کا حضرت قائداعظمؒ کے ساتھ براہ راست ربط وتعلق قائم ہوا اور خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہوا۔ مولانا نیازی نے اس کمیٹی جس کا نام ''پاکستان رورل پروپیگنڈہ کمیٹی'' تھا میں زبردست کام کیا۔ دن رات ایک کر کے ملک بھر میں طوفانی دورے کئے اور دیہاتوں میں پاکستان کا پیغام پہنچانے کا حق ادا کیا۔

اس دوران آپ کے بے پناہ جذبۂ اخلاص اور سخت جدوجہد سے قائداعظمؒ بہت متاثر ہوئے جس کا اظہار انہوں نے مولانا نیازی کے نام اپنے خطوط میں بار بار کیا۔ قائداعظمؒ سے ملاقاتوں اور خط و کتابت کے سلسلہ میں مولانا نیازی کی تعمیری شخصیت وکردار میں رہی سہی کسر پوری کر دی۔ یوں مفکر ملت علامہ اقبالؒ کے تراشے ہوئے اس گوہر نایاب کی قدر بانی پاکستان نے فرمائی اور اس کی آب وتاب کو اور بڑھا دیا۔ اور اپنے بے پناہ اعتماد سے نوازا۔ حضرت قائداعظمؒ کا فرمان تھا۔ ''جس قوم کے پاس عبدالستار نیازی جیسے پیکران یقین وصداقت اور صاحبان عزم وہمت ہوں اس کے پاکستان کو کون روک سکتا ہے۔''

1941ء میں ''کے ایل گابا'' کی سیٹ خالی ہونے پر مولانا نیازی نے حضرت قائداعظم کی ایماء پر ایم ایل اے کا الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر مولانا نیازی کو طرح طرح کے لالچ دیئے گئے۔ ڈرا دھمکا کر جھکانے کی کوششیں کی گئیں مگر مولانا نیازی مرد میدان بن کر ڈٹے رہے۔ آپ نے فرمایا سر سکندر حیات قائداعظم سے معافی مانگے اور قائد مجھے حکم دیں تو میں اس سیٹ سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ بالآخر سر سکندر حیات کو جھکنا ہی پڑا۔

1942ء میں مولانا نیازی اسلامیہ کالج لاہور میں شعبہ علوم اسلامیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ اسی سال آپ نے علامہ اقبالؒ کے افکار کو عام کرنے کے لیے علامہ اقبال ڈے کمیٹی کے سیکرٹری کے فرائض سنبھالے۔ 1943ء میں صوبائی مسلم لیگ پنجاب کے سیکرٹری ہوئے۔ اسی سال انجمن نعمانیہ ہند کے ڈپٹی سیکرٹری منتخب ہوئے۔

اسی اثناء میں آپ نے مرشد روحانی حضرت فقیر قادر بخش نقشبندیؒ سجادہ نشین دربار عالیہ بیبل شریف ضلع میانوالی کے دست مبارک پر بیعت کی اور روحانی تربیت کے مراحل طے کئے۔ اور یوں اقبالؒ وقائدؒ جیسے عظیم فکری راہنماؤں اور کردار ساز شخصیتوں کے ساتھ ساتھ ایک مرشد کامل کی صحبت سے فیض یاب ہو کر آپ کی شخصیت میں ایک عجیب نکھار پیدا ہوا۔ اور مولانا نیازی اس حقیقت سے آشنا ہو کر بزبان حال گویا ہوئے۔

حق نے کی ہیں دہری دہری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے
خود سراپا نور بن جانے سے کب چلتا ہے کام
تم کو اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے

اس طرح مولانا نیازی ایک طرف تو اسلامیہ کالج لاہور میں شعبہ علوم اسلامیہ کے صدر کی حیثیت میں تشنگان علم کی پیاس بجھا رہے تھے اور دوسری طرف پنجاب مسلم لیگ کے سیکرٹری بن کر تحریک پاکستان کی بنیادیں استوار کر رہے تھے وہ ایک طرف نوجوانان ملت کو شاہین شہ لولاک ﷺ بنانے کے لیے ان کی خودی کی تربیت واستحکام کا فریضہ انجام دے رہے تھے تو دوسری طرف منجدھار میں پھنسی ہوئی

کشتی ملت کو کنارے لگانے کی کوشش میں قائداعظمؒ کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔

1944ء کا واقعہ ہے کہ حضرت قائداعظمؒ لاہور تشریف لائے رات کو ایک جلسۂ عام میں جو ان کی صدارت میں انعقاد پذیر تھا مولانا نیازی نے خطاب کرتے ہوئے اپنے مخصوص بے باکانہ انداز میں حکومت پر کڑی تنقید کی اور پاکستان کی پرزور تائید و وکالت فرمائی۔ جلسہ کے بعد قائد سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا۔

"You are still very hot"

''تم ابھی تک بہت گرم ہو''

مولانا نیازیؒ نے جواباً کہا ''حضرت ماحول کو بھی تو پگھلانا ہے''

قائد نے ہنس کر فرمایا۔

"Good! go ahead cortireously"

''بہت اچھے! مسلسل آگے بڑھتے چلو''

1944ء ہی میں پنجاب مسلم لیگ کی صوبائی کونسل نے مولانا نیازی کی پیش کردہ یہ قرارداد منظور کر لی کہ ''پاکستان کا آئین شریعت اسلامیہ پر مبنی ہوگا'' 1945ء میں جب قائداعظم نے مسلمان طلباء کو آواز دی تو مجاہد ملت مولانا نیازی تحریک پاکستان کے فیصلہ کن معرکے میں طلباء کو بطور ہراول دستہ شریک کرنے کے لیے تیار کرنے لگے۔ انہوں نے طلباء کو قائداعظم کے پیغام کی اہمیت سمجھائی اور وقت کی نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے تحریک پاکستان میں ہمہ تن مصروف ہو جانے کی دعوت دی۔ پھر کیا تھا شاگردان نیازیؒ نے اپنے استاد مکرم اور اسلام کے اس نامور مجاہد کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مشن کو سنبھالا اور ملک کے گوشے گوشے میں قائد کا پیغام مسلمانان ہند تک پہنچایا۔ طلباء نے دن رات دیوانہ وار کام کر کے قیام پاکستان کی راہ ہموار کی۔

1946ء میں جب قائداعظمؒ نے راست اقدام کا اعلان فرمایا تو مجاہد ملت نے کالج کی ملازمت کو خیر آباد کہہ کر اپنے آپ کو تحریک پاکستان کے لیے وقف کر دیا۔ اس زمانے میں جہاں جاگیردار اور وڈیرے اپنے مفادات کی خاطر مسلم لیگ میں شامل ہو رہے تھے وہاں کیمونسٹ حضرات بھی ایک خاص

مقصد کے تحت مسلم لیگ میں در آئے۔ مولانا نیازی نے اپنے رفقا کے تعاون سے ان سازشی کیمونسٹ عناصر کو مسلم لیگ سے نکالنے کے لیے قرارداد پیش کی جس کے منظور ہونے پر دانیال لطیفی، شیر محمد بھٹی، ڈاکٹر ذاکر مشہدی جیسے کیمونسٹوں کی مسلم لیگ سے چھٹی ہوگئی۔

جولائی 1946ء میں مولانا نیازی کی جگہ ایک جاگیردارانہ ذہنیت کے حامل شخص کو مسلم لیگ کا ٹکٹ دیا گیا۔ اس پر مولانا کے سینکڑوں شاگردوں اور مسلم لیگی کارکنان نے صدائے احتجاج بلند کیا۔

قائداعظمؒ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا...... ''جس نوجوان نے 1941ء میں ضمنی انتخابات میں ایک اصولی جنگ لڑی اور ایثار و قربانی کا فقید المثال مظاہرہ کیا ہے' اسے ٹکٹ ضرور ملنا چاہیے۔''......
اس طرح قائد کی مداخلت سے جاگیرداروں کی سازش ناکام ہوئی اور اس مرد قلندر نے 1946ء کا انتخاب مسلم لیگ کے ٹکٹ پر میانوالی سے لڑا اور شاندار کامیابی حاصل کی۔ 25 فروری 1947ء کو خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک میں مولانا نے ایک زبردست جلوس کی قیادت کرتے ہوئے دفعہ 144 کو توڑا۔ اور 28 فروری کو بحیثیت صدر پنجاب مسلم لیگ گرفتار ہوئے۔ 1947ء میں مولانا نیازی نے لاہور کے کالجز اور پنجاب یونیورسٹی کے مسلم طلبا کا کنونشن بلایا۔ قیام پاکستان کے بعد مجاہد ملت ارباب اقتدار کے پاس اپنی کوئی غرض لے کر نہ گئے اور اقبالؒ کے اس شعر کے مصداق۔

قوموں کی ہے تقدیر وہ مرد درویش
جس نے نہ ڈھونڈی سلطان کی درگاہ

اس مرد قلندر نے پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے عظیم مشن کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کر دیں۔ قیام پاکستان کے ساتھ ہی مجاہد ملت نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی کوششیں شروع کر دیں اور اپنی خلافت سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔

1947ء میں خلافت پاکستان اخبار نکالا اور اپنی آواز پوری قوم تک موثر انداز میں پہنچائی۔ اسمبلی میں اسلامی آئین' اسلامی نظام تعلیم اور دوسرے موضوعات پر بھرپور تقاریر کر کے حق گوئی و بیباکی کا حق ادا کیا۔ آپ نے اسمبلی میں مشہور ''پردہ بل'' پیش کیا۔

ہر آمر و جابر کے سامنے ڈٹ جانا مولانا نیازی کا شیوۂ حیات ہے وہ حق بات کہنے میں اپنا

ثانی نہیں رکھتے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مسلم لیگ ابن الوقتوں اور مفاد پرستوں کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے تو آپ نے اپنا راستہ الگ کرلیا اور خلافت پاکستان گروپ قائم کرکے حصول نصب العین کی جدوجہد جاری رکھی۔ اور پیر صاحب مانکی شریف اور دوسرے رفقائے محترم کے ساتھ مل کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی تحریک کو آگے بڑھایا۔

اسی اثنا میں مسلم لیگ مکمل طور پر افسر شاہی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی لونڈی بن گئی۔

اس صورت حال میں مولانا نیازی نے پیر صاحب مانکی شریف اور حسین شہید سہروردی کے ساتھ مل کر 1950ء میں آل پاکستان ورکرز کنونشن بلایا اور آل پاکستان عوامی لیگ کی بنیاد ڈالی۔ مولانا اس کے پہلے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ جب سہروردی جو عوامی لیگ کے صدر تھے نے نواب ممدوٹ کی جناح لیگ کے ساتھ ادغام کرلیا تو مجاہد ملت اور سہروردی مرحوم کی راہیں جدا ہوگئیں۔ لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان نے مولانا نیازی کو دو لاکھ روپے نقد ایک جیپ اور میانوالی سے بلا مقابلہ اسمبلی کی رکنیت کی پیشکش کی مگر اس مرد قلندر نے یہ کہہ کر ٹھکرا دی کہ اگر سہروردی غلط ہوسکتا ہے تو آپ کہاں درست ہوگئے؟ چنانچہ 1951ء کے الیکشن میں آپ نے خلافت پاکستان گروپ کی جانب سے اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ 1952ء میں آئین خلافت پاکستان پیش کیا۔ 1953ء میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عرس پر بھارت گئے اور ہندوازم کی دھجیاں بکھیریں جس کی پاداش میں آپ کے بھارت میں داخلے پر پابندی عائد کردی گئی۔

تحریک تحفظ ختم نبوت

3 مارچ 1953ء کو مولانا نیازی نے تحریک ختم نبوت کی قیادت سنبھالی اور اپنی بے پناہ قائدانہ صلاحیتوں سے دم توڑتی تحریک میں اس طرح جان ڈال دی کہ ایوان حکومت میں زلزلہ آگیا۔ مولانا نیازی کی عشق رسول ﷺ سے لبریز ایمان افروز تقاریر سے تحریک میں اس قدر شدت پیدا ہوگئی کہ حکومت نے اسے دبانے کے لیے تشدد کی راہ اختیار کی۔ اس تحریک میں آپ کی بے پناہ جرأت واستقامت اور پامردی اور دلیری کی پاداش میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ اس پر یہ مرد مجاہد پکار اٹھا۔ "کیا یہی سزا ہے۔ بس! یہ ایک جان تو کیا اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں تو سب آقا ومولا

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت وناموس پر قربان کردیتا۔" اس طرح یہ عظیم مجاہد غازی علم الدین شہیدؒ کی طرح عشق رسول ﷺ میں سرشار والہانہ انداز میں پھانسی کے پھندے کو چومنے کے لیے بیقرار اور تیار رہا۔ اور زبان حال سے یہ کہتے ہوئے شہادت کا منتظر رہا۔

جنون بے خودی میں پائے استقلال رکھتا ہوں
صراط عشق سے لغزش نہیں کرتا قدم میرا
اسے قربان ام مصطفیٰؐ پر کر دیا میں نے
یہ ہے کتنا بڑا احسان جان زار پر میرا

14 مئی 1953ء میں سزائے موت عمر قید میں تبدیل کردی گئی بعد میں 29 اپریل 1955ء کو جیل سے رہائی ملی مگر آپ کی حق گوئی اور صداقت شعاری آپ کو بار بار اسیر زنداں کراتی رہی۔ ہر بار آپ ایک نئے جوش اور ولولہ سے اٹھتے اور باطل کے ایوانوں پر زلزلہ طاری ہوجاتا۔

1958ء میں ایک مرتبہ پھر مجاہد ملت کو خریدنے کی کوشش کی گئی۔ پانچ لاکھ روپے کی پیشکش محض اس لیے کی گئی کہ آپ الیکشن میں حصہ نہ لیں مگر اس مرد درویش نے گھر آئی ہوئی دولت دنیا کو پائے استغنا سے ٹھکرا دیا اور ثابت کیا کہ دنیا میں کچھ مردان خدا ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو سیم وزر کے ڈھیروں سے خریدا نہیں جاسکتا۔ جو اپنا سب کچھ وقف رضائے الٰہی کرچکے ہوتے ہیں۔ اور انہیں دنیا کی کوئی احتیاج نہیں ہوتی۔ ملک میں 1958ء کا مارشل لاء لگا تو مولانا نیازی کی جدوجہد مارشل لائی آمروں کے خلاف جاری رہی۔ 1959ء میں کراچی میں "ورلڈ سیرت کانفرنس" فیلڈ مارشل ایوب خان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مجاہد ملت نے اس میں اپنا پرمغز اور ایمان افروز مقالہ "مقام رسول ﷺ عقل کی روشنی میں" پڑھا۔ اور اس کے ساتھ ایوب خان کی آمرانہ حکومت پر کڑی تنقید کی جس سے گھبرا کر ایوب خان عقبی دروازے سے باہر چلے گئے اور حکام کو ہدایت کی کہ یہ دشمن بہت بے باک ہے اس پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اس طرح مولانا نیازی براہ راست ایوبی آمریت کا ہدف بن گئے۔

1962ء میں نواب آف کالاباغ کے بیٹے کے خلاف الیکشن لڑا اور یہیں آپ پر قاتلانہ حملوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ متعدد بار باطل کی طاغوتی قوتوں نے چاہا کہ نور حق کی اس شمع کو بجھا دیں مگر۔

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

آپ کی شمع زندگی کو بجھانا تو ایک طرف اس کی روشنی میں کمی نہ کر سکے۔ ہر طرف سے ناکام ہو کر مجاہد ملت پر جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ من گھڑت قصے کہانیوں سے اپ کی شخصیت و کردار کو داغدار کرنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں مگر اس چراغ نور کی آب وتاب میں کوئی فرق نہ آیا۔ بھلا کوئی روشنی کو بھی میلا کر سکتا ہے۔ مولانا نیازی کی زندگی اس عہد کی تاریکیوں میں ایک روشن چراغ کی طرح ہے۔

مجاہد ملت پر قاتلانہ حملوں میں آپ کے کئی جانثار ساتھی آپ پر قربان ہو گئے یہ مرد مجاہد ان حملوں سے خائف یا حراساں ہونے کی بجائے جادۂ عزم واستقامت پر گامزن رہا۔ اور بڑی بڑی طاغوتی قوت اس کے پائے استقلال میں لغزش نہ لا سکی۔

جنون بے خودی میں پائے استقلال رکھتا ہوں
صراط عشق سے لغزش نہیں کرتا قدم میرا

کالا باغ کا دور ختم ہوا تو جنرل موسیٰ نے آپ کو آپ کے گذشتہ تمام نقصانات کی تلافی کرنے کی پیشکش کی مگر اس مرد قلندر نے برملا کہا کہ سب سے بڑا ظالم و آمر ایوب خان تو حکومت پر موجود ہے جس نے ایک غنڈے کو گورنر بنا دیا تھا۔ ایوب خان نے مولانا نیازی سے ملاقات کی کوشش کی مگر آپ نے آمر وقت کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیا۔ جب محترمہ فاطمہ جناح نے ایوبی آمریت کے خلاف جدوجہد کی تو مولانا نیازی نے ان کا ساتھ دیا۔ موچی دروازہ لاہور کے تاریخ ساز جلسے میں مادر ملت کے خطاب کے بعد آپ کا تاریخی خطاب ہوا جس میں مولانا نیازی نے وہ تاریخی جملہ کہا تھا کہ ''کسی کی لمبی مونچھوں سے تو بغاوت ہو سکتی ہے مگر کملی والے آقا ﷺ کی مبارک پیاری زلفوں سے بغاوت نہیں ہو سکتی۔'' مولانا نیازی نے ہمیشہ قوم کے ساتھ وفا کی اور کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا کبھی مصلحت کا شکار نہ ہوئے۔ آپ محترمہ فاطمہ جناح کے ان جلسوں میں جن میں جنرل اعظم شریک ہوتا' نہیں جاتے تھے۔ یہ وہی جنرل اعظم ہے جس نے 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں شمع رسالت کے پروانوں کو کچلنے کے لیے ظلم و بربریت کے پہاڑ ڈھائے تھے۔ اور بیسیوں فدایان رسول کو شہید کرایا تھا۔ زین سبب مولانا نیازی نے فرمایا..... ''قوم کا قاتل اور قوم کا خادم ایک سٹیج پر نہیں بیٹھ سکتے'' حالانکہ اس وقت بڑے بڑے تیس مار خان

جنرل اعظم کو سینے سے لگا رہے تھے مگر مولانا نیازی نے قوم کے اس عظیم دشمن کو کبھی معاف نہ کیا اور مصلحت وقت کا شکار ہونے کی بجائے دوٹوک فیصلہ دیا کہ میں شہدائے تحریک تحفظ ختم نبوت سے غداری نہیں کر سکتا۔

1975ء کے انتخابات میں مولانا عبدالستار خان نیازی نے جمعیت علماء پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے حصہ لیا مگر زبردست دھاندلی کے ذریعے آپ کی یقینی فتح کو شکست میں بدل دیا گیا۔

مولانا نیازی نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے عظیم الشان نصب العین کے پیش نظر ''جمعیت علماء پاکستان'' میں شامل ہوئے۔ 1972ء میں جمعیت صوبہ پنجاب کے صدر منتخب ہوئے۔ پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے کے ساتھ پاکستان کو ایک عظیم سانحے کا سامنا کرنا پڑا۔ پاکستان کا ایک بازو کٹ کر (مشرقی پاکستان) ہم سے جدا ہو گیا اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔

مولانا نیازی کو بنگلہ دیش نامنظور تحریک کا پہلا اسیر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ 1973ء میں خانیوال کنونشن میں آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا اور قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صدر منتخب ہوئے اور آج تک ان دونوں عظیم قائدین کی خوبصورت جوڑی قافلہ نظام مصطفیٰ ﷺ کی قیادت فرماتے ہوئے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی منزل کی سمت رواں دواں ہے۔

بھٹو آمریت کے دور سیاہ میں بھی مجاہد ملت کی بانگ تکبیر اسوۂ شبیریؓ تازہ کرتی رہی۔ اللہ کے اس شیر کو قید وبند کی اذیتوں سے مرعوب کرنے کی کوشش کی جاتی رہیں۔ 1974ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کا از سر نو آغاز ہوا۔ مولانا نیازی اس تحریک کے مرکزی نائب صدر منتخب ہوئے۔ اور مولانا اس عالم پیری میں بھی جوان جذبوں اور بلند ولولوں کے ساتھ تحریک میں جان پیدا کرتے رہے۔ آخر کار حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ 1975ء میں ''متحدہ جمہوری محاذ'' کے ملک گیر کنونشن کے لیے آپ کو کنوینر مقرر کیا گیا۔ آپ کو کنونشن کے انعقاد سے قبل گرفتار کر کے ساہیوال جیل میں نظر بند کر دیا گیا۔

1977ء کے عام انتخابات میں پاکستان عوامی اتحاد کے قیام میں مولانا نیازی نے مرکزی کردار ادا کیا اور ان کی مخلصانہ مساعی سے نو جماعتیں بھٹو آمریت کے خلاف متحد ہو کر صف آرا ہوئیں۔

آپ نے قومی اتحاد کی طرف سے ان انتخابات میں میانوالی سے قومی اسمبلی کی دونوں نشستوں پر حصہ لیا۔ مگر آمر حکومت نے تاریخ کی بدترین دھاندلی کرائی جس کا اعتراف بعد میں آنے والی مارشل لاء حکومت کے شائع کردہ قرطاس ابیض میں برملا کیا گیا ہے۔ اس ملک گیر دھاندلی کے خلاف پورے ملک کے عوام نے احتجاج کیا اور پھر یہ احتجاج ''تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ'' کی صورت اختیار کر گیا۔

مولانا نیازی اور ان کی جماعت جمعیت علماء پاکستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اس عظیم عوامی احتجاج کا رخ اسلامی انقلاب کی سمت متعین کر کے اسے تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ بنا دیا۔ اس تحریک کے نتیجہ میں بھٹو آمریت کے خاتمہ کے بعد آنے والے حکمرانوں کا اقتدار نفاذ اسلام کے وعدوں کے ساتھ مشروط ہو گیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں مجاہد ملت کا بھرپور مجاہدانہ اور قائدانہ کردار رہا۔ اپنی بزرگی کے باوصف آپ نے پولیس تشدد اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جنرل ضیاء الحق کی نام نہاد اسلامی حکومت کے دور میں جبکہ بڑے بڑے سیاسی لیڈر اور صاحبان جبہ و دستار اپنی وفاداریاں اسلام آباد میں چند ٹکوں کے عوض بیچ رہے تھے۔ اور وزارتوں پر اپنا ضمیر و ایمان فروخت کر رہے تھے۔ ایسے میں ہمارے قائد غیور مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی اپنی ''غیرت فقر'' پر قائم رہے۔ اور گورنری کی پیشکش کو بے نیازی سے ٹھکرا دیا کہ ''یزید کی بیعت کر کے ابن زیاد بننا بندۂ مومن کا شیوہ نہیں''...... الغرض مجاہد ملت کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسلام اور ملت اسلامیہ کی نصرت و حمایت میں گزرا اور آج بھی یہ مرد غازی رزم حیات میں حق کی سربلندی کے لیے برسرپیکار ہے۔

• مولانا نیازی کی ''سیاست'' جاگیرداروں' سرمایہ داروں اور وڈیروں کی سیاست نہیں جس نے لفظ سیاست ہی کو بدنام کر دیا ہے۔ بلکہ آپ کی سیاست اسلامی سیاست ہے۔ اور آپ کی سیاسی زندگی کا ہر لمحہ عبادت ہے۔ وہ سیاست میں حکیم الامت ترجمان حقیقت کے پیش کردہ اس اصول کو مانتے ہیں۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو!
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

مولانا نیازی قرآنی اور ایمانی سیاست کے مرد میدان ہیں۔ ان کی ساری جدوجہد اور مزاحمت اس لادینی سیاست کے خلاف ہے جسے اقبالؒ نے چنگیزی قرار دیا اور جو ہمارے ہاں کے

جاگیرداروں اور ظالم وڈیروں کی سیاست ہے۔ آج 73 سال کی عمر میں بھی مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی کا عزم جوان' حوصلہ بلند اور جذبہ جہاد عین عالم شباب پر ہے۔ اس مرد خدا' مرد خود آگاہ کے رخ زیبا سے ٹپکنے والا جمال و جلال' اس کی خودداری و بے نیازی' شان استغنا اس کی خدادوستی اور مومنانہ مستحکم خودی کی دلیل ہیں۔

خودی سے مرد حق آگاہ کا جمال و جلال
کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں!

دینی و علمی خدمات

مولانا عبدالستار نیازی ایک متبحر عالم دین اور عارف حق شناس ہیں وہ رموز شریعت و طریقت ہر دو سے واقف ہیں۔ اور اس عہد بے ثمر میں ان کا دم غنیمت ہے۔ مولانا نیازی کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ و خدمت اور اسلام کے احیا و سربلندی کے لیے صرف ہوا ہے۔ مقصد کی لگن سے سرشار یہ مرد حق ساری زندگی اقلیم لا میں آباد رہا ہے۔ اسے دنیاداری' شادی بیاہ' بیوی بچوں کے جھنجھٹ میں پڑنے کی فرصت بھی نہیں ملی۔ سچ ہے کہ۔

میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو
نہیں ہے بندۂ حر کے لیے جہاں میں فراغ

مولانا نیازی اقبال کے اس شعر کے مصداق لا الہ کی سلطنت میں آباد ہو کر بند زن و اولاد سے آزاد ہیں۔

ہر کہ در اقلیم لا آباد شد
فارغ از بند زن و اولاد شد

مولانا نیازی اسلام کے ایک ایسے انتھک مبلغ ہیں جن کا کردار اس کی گفتار کی تائید کرتا ہے۔ مولانا نیازی کی ذات سراپا تبلیغ ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض کی ادائیگی میں دنیا کی کوئی طاقت ان کے لیے رکاوٹ نہ بن سکی۔ ان کی تبلیغی خدمات کا دائرہ پورے عالم انسانی پر محیط ہے۔ وہ بسلسلہ تبلیغ بیرون ملک کئی دورے فرما چکے ہیں اور کئی بین الاقوامی کانفرنسوں سے خطاب کر چکے ہیں۔

گذشتہ چند سالوں سے برطانیہ کے مسلمانوں کی دعوت پر عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس میلاد کی قیادت کے لیے تشریف لے جاتے رہے ہیں۔

انہوں نے پوری دنیا میں اسلامی نظریات وعقائد کا دفاع کیا اور اسلام کی حقانیت کا اثبات کر کے بین الاقوامی طور پر عظمت اسلام کا پرچم بلند کیا۔ ان کے خطبات وتقاریر اسلامی معلومات کا بیش بہا خزانہ ہوتے ہیں۔ مولانا نیازی کی تقاریر بندگان حق کی دلوں میں جوش ایمانی بھڑکانے اور غیرت وحمیت جگانے والی اور خرمن باطل کے لیے برق خاطف کی طرح ہوتی ہیں۔

مولانا نیازی نے کچھ عرصہ اسلامیہ کالج لاہور میں شعبہ علوم اسلامیہ کے صدر کی حیثیت سے علمی خدمات سرانجام دیں اس کے بعد زندگی بھر ایک مصلح کی حیثیت سے مسلمانوں کی علمی وفکری رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔

تصانیف

اپنی مصروف تحریکی زندگی میں اس سراپا انقلاب شخصیت کو اگرچہ تصنیف وتالیف کا وقت بہت کم ملتا ہے مگر پھر بھی مجاہد ملت نے اہم دینی وعلمی موضوعات پر بے شمار پرمغز مقالات وکتب تصنیف فرمائیں۔ چند کے نام بطور نمونہ درج کرتا ہوں۔

☆ اتحاد بین المسلمین (تمام فرقوں کے علماء کو 4 نکاتی فارمولے پر اتحاد کی دعوت) ☆ اسلام یا سوشلزم ☆ پیغمبر اسلامؐ (مقام رسول ﷺ عقل کی روشنی میں) ☆ پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا؟ (تحریک پاکستان میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے لکھا) ☆ پاکستان بچانے کے لیے تحریک کی ضرورت ☆ خلافت پاکستان ☆ مسودہ آئین خلافت پاکستان ☆ سوشلزم ☆ نعرۂ حق ☆ تحریک ختم نبوت 1953ء ☆ نظریہ پاکستان اور ہم ☆ نقاب الٹ جانے کے بعد! ☆ تحریک پاکستان کی اہم دستاویز ☆ ہوتا ہے جادہ پیما (خودنوشت سرگذشت حیات) ☆ فلسفہ شہادت حسینؓ ☆ شہریت اور ملت ☆ مقالات نیازی ☆ مکاتیب نیازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدعوة الاسلامية العالمية

World Islamic Mission Pakistan (Trust)

A Religious Missionary Trust, Registration No. 407

گرامی قدر محترم جناب محمد محبوب الرسول قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے میری والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے انتقال پر ملال پر تعزیت فرمائی۔ انکی مغفرت بلندئ درجات کے لئے دعائیں فرمائیں۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل آپکی دعائیں انکے حق میں قبول فرمائے۔ اور مرحومہ مغفورہ کو حضور پرنور ﷺ کے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

آپ جس خلوص سے میرے غم میں شریک ہوئے اس پر میں آپکا شکرگذار ہوں۔ اللہ رب العزت آپکو اسکا اجر عظیم عطاء فرمائے۔

والسلام

مخلص

فقیر شاہ احمد نورانی

شاہ احمد نورانی صدیقی

چیئرمین

مورخہ ۲۶ مئی ۲۰۰۱ء۔ کراچی

E-mail: wim@inet.com.pk

02-503, 5th Floor, Regency Mall / Uni Shopping Centre, Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi-74400 Pakistan.
able : "MESSAGE" G.P.O. Box 2815, Code-74000. Tel : (92-21) 5676400 / 519537 Fax : (92-21) 5682521

آسمان ولایت کے بدرِ منیر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ

یہ ایک حسین اتفاق ہے کہ اب کی مرتبہ 9 جون 2001ء مولانا نیازی مرحوم کے چہلم اور حضرت خواجہ بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یوم وصال 16 ربیع الاوّل ایک ساتھ آ گئے ہیں۔ اس مناسبت سے ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر محمد نصر اللہ معینی کی ایک اجلی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔

چودھویں صدی کے اوائل میں شاہ پور (سرگودھا) کے نزدیک دریائے جہلم کے کنارے بیربل شریف کی خانقاہ مرتضوی برصغیر میں علم و معرفت کے عظیم مراکز میں شمار ہوتی تھی۔ اس خانقاہ کے بانی اور حضرت دائم الحضوری خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ کے خلیفہ اجل حضرت اعلیٰ غلام مرتضیٰؒ کی خدمت میں طالبین و زائرین کا ایک ہجوم رہتا اور ہر ایک اپنی طلب اور استعداد کے مطابق اس چشمہ فیض سے سیراب ہوتا۔

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰؒ نے بیربل شریف میں معرفت کا جو پودا لگایا زمانے نے دیکھا کہ یہ پھولتے پھلتے ایک چمنستان میں تبدیل ہو گیا۔ آپ کے فرزند گرامی حضرت احمد سعیدؒ و حضرت محمد سعیدؒ اور آپ کے دو عظیم المرتبت پوتے حضرت محمد عمرؒ (بانی و سرپرست ادارہ تصوف لاہور و ماہنامہ سلسبیل لاہور) اور شیخ طریقت حضرت خواجہ فخر الدینؒ جیسی بہار آفرین ہستیوں نے اس باغ کی رونق کو چار چاند لگا دیئے۔ اس گلستان معرفت کے ہر گل اور ہر کلی کی خوشبوئے دلنواز الگ الگ تھی۔ ہر ایک نے محبت الٰہی کی خوشبو سے جہاں کو معطر اور دلوں کو منور کر دیا۔

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰؒ کے پوتے اور جنید وقت حضرت خواجہ احمد میرویؒ کے محبوب خلیفہ حضرت خواجہ فخر الدین چشتیؒ کے کاشانہ ولایت میں 3 رمضان المبارک 1330ھ میں ایک چاند طلوع ہوا۔ معین الدین اسم گرامی تجویز ہوا۔ حفظ قرآن کے علاوہ دیگر علوم دینیہ کی تعلیم آپ نے اپنے گھر پر حاصل کی۔ روحانی تربیت اور منازل سلوک اپنے والد ماجد کے پاس طے کیں۔ ولایت کا نور آپ کی

پیشانی سے عیاں تھا اور اہل نظر دیکھ رہے تھے کہ یہ افق مرتضوی پر آفتاب بن کر چمکنے والے ہیں۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی جو شمع آپ کے والد ماجد حضرت احمد میرویؒ سے روشن کر کے لائے تھے آپ نے اس کے نور سے لاکھوں تاریک دلوں کو منور کیا۔ حضرت خواجہؒ کی سیرت مبارکہ اور فیوضات و کرامات کا احاطہ اس مضمون میں ممکن نہیں تاہم ذیل میں آپ کے اخلاق و اوصاف کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

مجلس پرانوار

پروفیسر محمد طفیل سالک ماہنامہ سلسبیل میں آپ کی محفل کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ''حضرت حاجی معین الدین صاحبؒ کے پاس ایک مجمع لگا رہتا تھا۔ مشتاقان دید کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے آپ یوں معلوم ہوتے تھے گویا ستاروں کے جھرمٹ میں چاند جگمگا رہا ہے۔ واللہ ان کا چہرہ تقدس اور نورانیت کا بدر منیر تھا۔'' حضرت خواجہ کے روئے انور پر ہمیشہ ایک مسکراہٹ رقصاں رہتی آپ کی دھیمی آواز دلکش گفتگو کے سحر میں حاضرین ایسے کھو جاتے کہ دنیا و مافیہا کی تمام کلفتیں یکسر بھول جاتیں۔ جمال محمدی کے انوار آپ کے روئے تاباں سے جھلکتے رہتے اور زائر کی آنکھ اس کے نظارہ سے سیر نہ ہوتی۔ اہل علم کی آپ بڑی قدر فرماتے علماء کو آتا دیکھ کر استقبال کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے، ان کی نشست و قیام و طعام کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ طلباء کے ساتھ بھی نہایت شفقت کا برتاؤ کرتے ان کی مالی اعانت فرماتے رہتے۔ یہ نیاز مند طالب علمی کے دور میں جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو بوقت رخصت آپ چپکے سے کچھ رقم مٹھی میں تھما دیتے۔ غریب پروری میں اپنی مثال آپ تھے۔ ناداروں سے نذر قبول کرنے سے احتراز فرماتے بلکہ اپنے طرف سے مدد بھی فرماتے۔ ایک مرتبہ والد ماجد نے کچھ رقم نذر گزاری آپ نے دلجوئی کی خاطر قبول فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد اتنی رقم اور ملا کر واپس کر دی اور فرمایا بچے کی تعلیم پر خرچ کرنا۔

اتباع سنت، عشق رسول ﷺ، قرب رسالتمآب ﷺ اور آپ ﷺ کی ذات اقدس سے محبت ہی مسلمان کے لیے باعث کمال ہے اور کمال محبت کی پہچان اتباع مصطفیٰ ﷺ میں استقامت ہے۔ حضرت خواجہ سنت رسول ﷺ کی پیروی میں سلف صالحین کا کامل نمونہ تھے۔ نشست و برخاست، قیام و طعام اور لباس غرضیکہ روزمرہ کے تمام معمولات میں اتباع مصطفیٰ ﷺ کی جھلک نظر آتی۔ سنتوں

سے اس قدر پیار تھا کہ عمر بھر سفر اور مرض کی حالت میں کبھی عصر اور عشاء کی سنتیں تک ترک نہ فرمائی بلکہ مخلصین کو بھی ان سنتوں پر مداومت کی تلقین فرماتے رہتے۔

حضرت خواجہ عشق رسول ﷺ میں فنا کے مقام پر فائز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ محبوب کائنات ﷺ کا اسم گرامی آپ کی زبان پر آتا تو سننے والے پر عجیب سرشاری کی کیفیت طاری ہو جاتی اور جی چاہتا کہ بس آپ یہی پیارا نام مبارک دہراتے چلے جائیں۔ نعت شریف سنتے وقت ذوق وشوق اور وارفتگی کا عالم قابل دید ہوتا۔ جس سے زائرین کے قلوب میں حب رسول ﷺ کی شعاعیں پھوٹنے لگتیں اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والا عشق و اطاعت رسول ﷺ کی دولت سے سرفراز ہو جاتا۔ قرب رسالتماب ﷺ سرور کائنات ﷺ سے کمال عشق اور اتباع واطاعت رسول ﷺ میں استقامت نے آپ کو فنافی الرسول ﷺ کے مقام پر فائز کر دیا تھا۔ جامع اسلامیہ بہاول پور میں طالب علمی کے دور میں ایک دفعہ راقم نے خواب میں دیکھا کہ محبوب خدا ﷺ کی تشریف آوری ہے اور ایک مسجد میں معجزہ دکھانے کا اعلان کیا جارہا ہے۔ مشتاقان دید کی اگلی صف میں راقم بھی منتظر ہے کہ اتنے میں سرکار دوعالم ﷺ کے بجائے حضرت خواجہؒ تشریف لاتے ہیں اور مسجد میں [illegible] طرف انگلی سے اشارہ فرماتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں شہد کا چھتہ تیار ہو جاتا ہے آپ اپنی ہتھیلی اس چھتے کے نیچے کرتے ہیں اور شہد آپ کی ہتھیلی پر ٹپکنے لگتا ہے یہ دیکھ کر حاضرین سبحان اللہ، سبحان اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ استادی المکرم غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمیؒ کی خدمت میں خواب عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان بزرگوں کو سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں انتہائی قرب حاصل ہے اور آپ نیابت کے مقام پر فائز ہیں۔ انہی دنوں حضرت خواجہؒ بہاولپور تشریف لائے۔ آپ کے صاحبزادے پروفیسر محبوب حسین چشتی بھی ان دنوں جامعہ اسلامیہ میں زیر تعلیم تھے۔ آپؒ جامعہ میں حضرت سید کاظمیؒ کی درسگاہ میں داخل ہوئے تو اقلیم علم وعرفان کے بادشاہ حضرت کاظمیؒ گھٹنوں میں سخت تکلیف کے باوجود انہیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر استقبال فرمایا۔ دونوں بزرگوں کا ایک دوسرے کا احترام اور اظہار عقیدت ومحبت قابل دید تھا۔

حضرت خواجہ کی کرامات وفیوضات کا سلسلہ دراز ہے۔ کشف کی کیفیت یہ تھی کہ زائر کے

خطرات ووساوس قلبی سے آگاہ ہو جاتے اور مجلس میں دوران گفتگو اس انداز سے اسے تنبیہ فرماتے یا اس کے مسئلہ کا حل فرما دیتے کہ دوسروں کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب (چک 33 جڑانوالہ) زمانہ طالب علمی میں حضرت خواجہ سے بیعت ہوئے۔ چند سال بعد آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ اتفاقاً راقم بھی وہاں حاضر تھا۔ شاہ صاحب علیحدگی میں مجھے بطور مشورہ فرمانے لگے کہ میرا خیال ہے تجدید بیعت کرلوں کیوں کہ علمی مصروفیات کی وجہ سے آپ کے فرمودہ وظائف کی پابندی نہیں کر سکا۔ مشورہ کے بعد شاہ صاحب اٹھے اور حضور کی مجلس میں خاموشی سے جا کر بیٹھ گئے کہ موقع ملے تو عرض کروں۔ حضور قبلہ اس وقت حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کا تذکرہ فرمارہے تھے۔ دوران گفتگو شاہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا حضرت صاحب گولڑویؒ فرمایا کرتے تھے کہ چشتیوں کی بیعت نہیں ٹوٹتی جو وظائف پیر نے بتا رکھے ہوں پورے کرتے جائیں۔ خود راقم اس تجربے سے بارہا گزرا کہ عرض مدعا سے پہلے ہی آپ اس مسئلے کا حل فرما دیتے۔

وصال

آپ 16 ربیع الاول 1401ھ کی شب تہجد کی نماز کے لئے اٹھے نماز کے بعد وظائف میں مشغول تھے کہ مالک حقیقی کا بلاوا آ گیا۔ تسبیح ہاتھ میں لئے جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کے فرزند صاحبزادہ محبوب حسین بجا طور پر اپنے اسلاف کے علم ومعرفت کے وارث ہیں۔ آپ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی اور علوم اسلامیہ میں۔ چاروں مشرقی زبانوں میں فاضل ہیں۔ آپ نے اپنے جدامجد کے منقطع تدریسی وتعلیمی سلسلہ کا احیا کرتے ہوئے ایک عظیم درسگاہ قائم کر دی ہے۔ جس میں دور ونزدیک کے سینکڑوں طلباء اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ حسن اخلاق اور اعلیٰ کردار میں اپنے اسلاف کی یادگار ہیں۔ آپ کے توکل واستغناء کی مثال اس دور میں بہت کمیاب ہے۔ حکومت وقت سے نہ کبھی امداد طلب کی نہ ہی قبول کی۔ نواب ذاکر قریشی مرحوم اپنی وزارت کے ایام میں پیر بل شریف آئے، ان کے اصرار کے باوجود آپ نے کسی قسم کی گرانٹ حکومت سے لینے سے انکار کر دیا۔ آپ اشاعت اسلام اور خدمت دین کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جانشین امام احمد رضا حضرت شیخ الاسلام مولانا

مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کا نذرانہ عقیدت

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشاں جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال
تم نے اچھوں پہ کیا خوب فیضان جمال
ہم بدوں پر بھی نگاہ لطف سلطان جمال
اک اشارے سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا، صلی علےٰ شانِ جمال
تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جانِ جمال
کب سے بیٹھے ہیں لگائے لو در جاناں پہ ہم
ہائے کب تک دید کو ترسیں فدایان جمال
فرش آنکھوں کا بچھاو، رہ گذر میں عاشقو!
ان کے نقش پا سے ہونگے مظہر شان جمال
مرکے مٹی میں ملے وہ نجدیو! بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال
گرمئ محشر گنہگار و ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوئے سلطان جمال
کرکے دعوئ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال
حاسدان شاہ دیں کو دیجئے اختر جواب
درحقیقت مصطفےٰ پیارے ہیں سلطان جمال

اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو
قید شیطان سے چھڑاؤ تو بہت اچھا ہو
مجھ کو اپنا جو بناؤ تو بہت اچھا ہو
گردش دور نے پامال کیا مجھ کو حضور
اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو
یوں تو کہلاتا ہوں بندہ میں تمہارا لیکن
اپنا کہہ کے جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
غم پیہم سے یہ بستی مری ویران ہوئی
دل میں اب خود کو بساؤ تو بہت اچھا ہو
کیف اس بادۂ گلنار سے ملتا ہی نہیں
اپنی آنکھوں سے پلاؤ تو بہت اچھا ہو
تم تو مردوں کو جلا دیتے ہو میرے آقا
میرے دل کو جلاؤ تو بہت اچھا ہو
جس نے شرمندہ کیا مہرو مہ و انجم کو
اک جھلک پھر وہ دکھاؤ تو بہت اچھا ہو
رو چکا یوں تو میں اوروں کے لئے خوب مگر
اپنی اُلفت میں رلاؤ تو بہت اچھا ہو
یوں نہ اختر کو پھراؤ مرے مولیٰ در در
اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

در احمد پہ اب میری جبیں ہے
مجھے کچھ فکر دو عالم نہیں ہے
مجھے کل اپنی بخشش کا یقیں ہے
کہ الفت ان کی دل میں جاگزیں ہے
بہاریں یوں تو جنت میں ہیں لاکھوں
بہار دشت طیبہ پر کہیں ہے
میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے
عبث جانا تو ہے غیروں کی جانب
کہ باب رحمت رحماں یہیں ہے
گناہ گارو نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبین ہے
فریب نفس میں ہمدم نہ آنا
بچے رہنا یہ مارِ آستیں ہے
دل بے تاب سے اختر یہ کہدو
سنبھل جائے مدینہ اب قریں ہے

دور اے دل ہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
ان سے میرا سلام کہدینا
جا کے تو اے صبا قرینے سے
ہر گل گلستاں معطر ہے
جان گلزار کے پسینے سے
یوں چمکتے ہیں ذرے طیبہ کے
جیسے بکھرے ہوئے نگینے سے
ذکر سرکار کرتے ہیں مومن
کوئی مرجائے جل کے کینے سے
بارگاہ خدا میں کیا پہونچے
گر گیا جو نبی کے زینے سے
پیجئے چشم ناز سے ان کی
میکشوں کا بھلا ہے پینے سے
اس تجلی کے سامنے اختر
گل کو آنے لگے پسینے سے

لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
جو دیکھے ان کا نقش پا خدا سے وہ نظر مانگوں
کرم ان کا چلا یوں دل سے کہتا راہ طیبہ میں
نچھاور ہیں مدینہ کی یہ میرا دل میری آنکھیں

لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے
چراغ دل چلو لے کر مدینہ آنے والا ہے
دل مضطر تسلی کر مدینہ آنے والا ہے
نچھاور ہوں مدینہ پہ مدینہ آنے والا ہے

الٰہی میں طلب گار فنا ہوں خاک طیبہ میں
الٰہی کر نثار در مدینہ آنے والا ہے

مدینہ کو چلا میں بے نیاز رہبر منزل
رہ طیبہ ہے خود رہبر مدینہ آنے والا ہے

مجھے کھینچے لئے جاتا ہے شوق کوچہ جاناں
کھنچا جاتا ہوں میں یکسر مدینہ آنے والا ہے

وہ چمکا گنبد خضریٰ وہ شہر پر ضیاء آیا
ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے

جہاں سے بے خبر ہو کر چلو خلد مدینہ میں
چلو اب ہوش کی پی کر مدینہ آنے والا ہے

مدینے میں کھلے باب حیات نو بطرز نو
بدل ڈالو کہن دفتر مدینہ آنے والا ہے

ذرا اے مرکب عمر رواں چل برق کی صورت
دکھا پرواز کے جوہر مدینہ آنے والا ہے

طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے
تو دنیا سے کنارہ کر مدینہ آنے والا ہے

مدینہ آ گیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے

فلک شاید زمیں پر رہ گیا خاک گزر بن کر
بچھے ہیں راہ میں اختر مدینہ آنے والا ہے

فضائیں مہکی مہکی ہیں ہوائیں بھینی بھینی ہیں
بسی ہے کیسی مشک تر مدینہ آنے والا ہے

قمر آیا ہے شاید ان کے تلووں کی ضیاء لینے
بچھا ہے چاند کا بستر مدینہ آنے والا ہے

وہی تبسم ، وہی ترنم ، وہی نزاکت ، وہی لطافت
وہی ہیں وز دیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے
گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے
یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے
یہ میں نے مانا حسین و دلکش سماں یہ مستی بھرا ہے لیکن
خوشی میں حائل ہے فکر فردا مجھے یہ مستی کھٹک رہی ہے
نہ جانے کتنے فریب کھائے ہیں راہ الفت میں ہم نے اختر
پر اپنی مت کو بھی کیا کریں ہم فریب کھا کر بہکا رہی ہے

تاروں کی انجمن میں یہ بات ہو رہی ہے
مرکز تجلیوں کا خاک در نبی ہے
ذرے یہ کہہ رہے ہیں اس نور کے قدم سے
یہ آب و تاب لے کر ہم نے جہاں کو دی ہے
یکتا ہیں جس طرح وہ ، ہے ان کا غم بھی یکتا
خوش ہوں کہ مجھ کو دولت انمول مل گئی ہے
پھر کیوں کہوں پریشاں ہو کر بقول شخصے
یکتا کے غم میں اب بھی بے کیف زندگی ہے

ہمارے باغ ارماں میں بہار بے خزاں آئے
کبھی جو اس طرف خنداں وہ جان گلستاں آئے
وہ جان یوسف آجائے اگر میرے تصور میں
خدا رکھے وہیں کھنچ کر بہار دو جہاں آئے
کوئی دیکھے میری آنکھوں سے یہ اعزاز آقا کا
سلامی کو در حضرت پہ شاہ قدسیاں آئے
جمال روئے جاناں دیکھ لوں کچھ ایسا ساماں ہو
کبھی تو بزم دل میں یا خدا آرام جاں آئے
الٰہی اپنی ستاری کا تجھ کو واسطہ! سن لے
سر محشر نہ بندے کا گنہ کوئی عیاں آئے
کرم سے اس کمینے کی بھی مولیٰ لاج رکھ لینا
ترا اختر ترے سایہ میں شاہ دوجہاں آئے

زندگی کے ہیں مدینے میں مزے
عیش جو چاہے مدینے کو چلے
ہے مدینہ چشمہء آب حیات
زندگی کو ہے مدینے میں ثبات
خلد کی خاطر مدینہ چھوڑ دوں
"ایں خیال است و محال است و جنوں"
خلد کے طالب سے کہدو بیگماں
طالب طیبہ کی طالب ہے جناں
مجھ سے پہلے میرا دل حاضر ہوا
ارض طیبہ کس قدر ہے دلربا
کتنی بھینی ہے مدینے کی مہک
بس گئی بوئے مدینہ عرش تک
یا رسول اللہ از رحمت نگر
در بقیع پاک خواہم مستقر
بس انوکھی ہے مدینہ کی بہار
رشک صد گل ہیں اسی گلشن کے خار

کتنی روشن ہے یہاں ہر ایک شب
ہر طرف ہے تابش ماہ عرب
کیا مدینہ کو ضرورت چاند کی
ماہ طیبہ کی ہے ہر سو چاندنی
نور والے صاحب معراج ہیں
مہرومہ ان کے سبھی محتاج ہیں
اے خوشا بخت رسائے اختر ت
باز آور دی گدارا بردرت

محمد ﷺ کے گدا کچھ فرش والے ہی نہیں دیکھو
وہ آتا ہے شہ خاور مدینہ آنے والا ہے
غبار راہ انور کس قدر پر نور ہے اختر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

توصیف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشق بے ثبات
تو کائنات حُسن ہے یا حسنِ کائنات
جو ذکر زندگی کے فسانے کی جان ہے
وہ تیرا ذکر پاک ہے، اے زینت حیات
اک خالق جہاں ہے تو اک مالک جہاں
اک جان کائنات ہے اور اک وجہء کائنات
اب تک سجی ہوئی ہے ستاروں کی انجمن
اس انتظار میں کہ پھر آئیں؛ وہ ایک رات
ارشاد "مارمیت" سے ظاہر ہوا یہ راز
ہے کبریا کا ہاتھ رسول خدا کا ہاتھ
اعظمؔ میں ذکر شاہ زمن کیسے چھوڑ دوں
میرے لئے تو ہے یہی سرمایہ حیات
محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے دیوانے کھلی بات کہاں کرتے ہیں
بات سمجھے وہی جو صاحب دانائی ہو
مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو
دشت طیبہ میں چلوں، چل کے گروں، گر کے چلوں
ناتوانی مری صد رشک توانائی ہو
گل ہو جب اخترؔ خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوہ زیبائی ہو
(حضرت ازہری میاں، بریلی شریف)

من رآنی کا مدعا چہرہ
صورت حق کا آئینہ چہرہ
سرگمیں چشم آیہء مازاغ
زلف واللیل والضحےٰ چہرہ
عالم خواب میں حقیقت ہے
آپ کا چہرہ، آپ کا چہرہ
مصطفٰے آنکھ ہو خدا صورت!
ہو خدا آنکھ، مصطفٰے چہرہ
یہی چہرہ نشان وجہ اللہ
ورنہ رکھتا ہے کیا خدا چہرہ
یہ ہے تفسیر احسنِ تقویم
ابتداء چہرہ، انتہا چہرہ
مرنے والوں کی آخری خواہش
مرے آقا! مجھے دکھا چہرہ
ریگزار حیات میں واصفؔ
باغ فردوس کی ہوا چہرہ
واصف علی واصف رحمۃ اللہ علیہ

جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف در آنجناب ہوجاؤں
تمہارا نام لیا ہے "تلاطم غم" میں
میں اب تو پار، رسالت مآب ہوجاؤں
یہ میری دوری بدل جائے قرب سے اخترؔ
اگر وہ چاہیں تو میں باریاب ہوجاؤں
(حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری)

بحضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

غوث اعظم محمد ﷺ کا محبوب ہے
غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے
غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے
سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی
مہر ان کے قدم کی لگائی گئی
چاہے اوتاد ہو ، چاہے ابدال ہو
میرے غوثِ جلی کا مدح خواں ہے
اس نے چوروں کو دیکھا ولی کر دیا
پُر خطاؤں کو قطب جلی کردیا
غوث اعظم کی ہے ، ہر نظر کیمیا
ان کا فرمان خالق کا فرمان ہے
سنیو یاد ان کی مناتے رہو
نعرہء یا غوث اعظم لگاتے رہے
اسم اعظم ہے یہ یہی لاحول ہے
جس کو سنتے ہی جل جاتا شیطان ہے
غوث اعظم ولایت کا سرتاج ہے
ہر جگہ ہر گھڑی آپ کا راج ہے
اس کے ہاتھوں میں صائم میری لاج ہے
جو مریدوں کا ہر دم نگہبان ہے

(صائم چشتی رحمتہ اللہ علیہ)

دل منزل تست اے شہا یا غوث اعظم دستگیر
پس بےحجابانہ درآ یا غوث اعظم دستگیر
محبوب سبحانی توئی ، اسرار یزدانی توئی
اے سرورا غوث الوریٰ یا غوث اعظم دستگیر
اے چارۂ بے چارگاں ، اے دستگیر بے کساں
نظر کرم سوئے گدا یا غوث اعظم دستگیر
گرچہ بے بال و پرم خواہم کہ سوئے تو پرم
چوں بشنوم بانگ ورا یا غوث اعظم دستگیر
تو شاہ باز لامکاں فخراست مور ناتواں
تو از کجا من از کجا، یا غوث اعظم دستگیر

(حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ)

علامہ اقبال اور ختم نبوت

مولانا عبدالستار خان نیازی کی ایک یادگار زندہ وجاوید تحریر

وہ دانائے سبل ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا ، فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں ، وہی اول ، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں ، وہی یٰسین ، وہی طٰہٰ

عقیدہ خاتمیت جناب سیدالمرسلین ﷺ کی بابت اہل علم ومعرفت نے ہزار ہا صفحات پر اپنے خیالات پیش کیے ہیں اور سب کا نقطہ ماسکہ یہی رہا کہ سیدالاولین والآخرین ﷺ کی نبوت چونکہ تا قیام قیامت ہے اور قرآن پاک کی اس مشہور آیت:

تبارک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہٖ لیکونَ للعالمینَ نَذیراo

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر، تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو۔

۱) میں منصب نبوت(Office of the Prophet)

۲) اختیار نبوت(Authority of the Prophet)

۳) سلطنت نبوت(Iurisdicton of the Prophet)

کوشامل کیا گیا ہے اور صحیح مسلم شریف میں خود ہادی برحق ﷺ نے:

ارسلت الی الخلق کافۃ (میں اللہ کی تمام کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں)۔

میں وضاحت فرما کر تمام جہانوں اور تمام جہانوں کی مخلوقات کے لئے نبوت کے حیطہء اختیار واقتدار کی لامتناہی وسعتوں پر نیابت الٰہی کا علم لہرا دیا ہے۔ اس لئے کسی مخلوق کے لئے چاہے وہ جنات ہوں، ملائکہ ہوں یا اور مخلوق گنجائش باقی نہیں رہی کہ وہ بجز حضور ﷺ کی اطاعت کے کوئی اور منصب اختیار کر سکے کیونکہ تمام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں علم کے ممکنہ طرق وسبل کھول کرانہیں توحید کے دروازے سے گزرنے کا پابند بنایا وہاں اس دروازے کی کلید اقرار رسالت خاتم النبیین ﷺ کو مقرر فرمایا،

انسان ضعیف البنیان کو کائنات کے تمام اسرار و رموز سے دوچار ہونے کی اجازت بھی صرف اس شرط پر ملی کہ ظاہر پر غیب کے دریچے کھول دینے والے پیغمبر کی سنت کا دامن کسی حالت میں ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

جب امت اس سنت کا دامن تھام لیتی ہے تو پھر اس سنت کا اجماع سنت سلف صالحین کا منصب حاصل کر لیتا ہے، بہر حال امکانی لحاظ سے جناب خاتم النبین ﷺ کی امت پر تمام دروازے اس طرح کھلے ہیں کہ انبیائے بنی اسرائیل جن مسائل کو وحی سے حل کرنے کے محتاج تھے وہ آج امت محمد ﷺ کے علماء اتباع سنت محمدی کے ذریعے حل کر سکتے ہیں لیکن حصول کمالات و ترقی مقامات کے ان لامحدود امکانات میں اپنی ہستی گم نہ کر بیٹھے اور ہدایت کے بجائے گمراہی سے بچنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ حضور خاتم النبین والمرسلین ﷺ کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر شعبے میں ہر پہلو سے تسلیم کر لیا جائے حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے اسی حقیقت بالغہ کو اپنے مشہور شعر ؎

بہ مصطفےٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

میں بیان فرما کر نہ صرف روح خاتمیت کو اجاگر کیا ہے بلکہ انکار و ابہام خاتمیت پر بھی لعنت و پھٹکار کی قدغن لگا رکھی ہے، متکلم اسلام، حکیم شریعت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی نے اس جامعیت کو امتناع نظیر کی بحث میں واضح کیا تھا اور نباض فطرت، شاعر بے بدل اسد اللہ خان غالب نے بھی ان سے ہی فیضیاب ہو کر

مقصد ایجاد ہر عالم یکے است
گرچہ صد عالم بود خاتم یکے است

میں حضرت علامہ کے عقیدہ خاتمیت کو شرح صدر کے ساتھ تقریباً ایک صدی پہلے بیان کر دیا تھا۔ افسوس ہے کہ ایک ایسا عقیدہ جس کے دوسرے پہلو پر بحث و تمحیص کو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کفر قرار دیا تھا ہمارے برصغیر میں بحث و نظر کا موضوع بنا رہا اور آج بھی دجل و تلبیس کے علمبردار خاتمیت کے عقیدے میں منافقانہ آمیزش کرتے ہوئے جسد ملت کو زار و زبوں کرنے کے لئے اپنی سازشوں میں مصروف ہیں۔

علامہ اقبال نے اس مسئلے کے متعلق وہ کچھ کہہ دیا ہے کہ توجیہات کے انبار لگا دینے کے

باوجود بھی کوئی سلیم الطبع انسان گمراہ نہیں ہو سکتا، حضرت علامہؒ نے اس مسئلے کو صرف فقہی مسائل قرار نہیں دیا بلکہ اس کے دائرہ گیرائی کو ساری ملی زندگی پر حاوی کر دیا اور ثابت کر دیا ہے کہ یہ پوری ملت کے استحکام و بقا کا مسئلہ ہے اور ہم ان کے ارشادات کی روشنی میں ثابت کر سکتے ہیں کہ پاکستان کی سالمیت بھی عقیدہ ختم نبوت سے ہی وابستہ ہے۔

دین کے عام فہم معانی بھی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آخری نبی ﷺ کی تعلیمات کو زندگی اور آخرت کے ہر مسئلے میں آخری حجت تسلیم کیا جائے یہی وجہ ہے کہ ملت کے اجماعی مطالبے کی بنا پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر آئین میں قرآن و سنت کو قانون سازی کا سرچشمہ قرار دیا جاتا رہا۔

ان حالات میں پاکستان کی سالمیت برقرار رکھنے کی خاطر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس نبی پر نازل ہونے والی کتاب اور کس نبی کی سنت آئین و قانون کا سرچشمہ ہے؟

؎ دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم

کی رُو سے ختم نبوت کا مسئلہ صرف عقائد کا مسئلہ نہیں ہے پاکستان کے مختلف صوبہ جات کو ایک دوسرے سے پیوست کرنے یا ایک دوسرے سے اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کرنے کا مسئلہ ہے صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان کو بھارت سے جدا رکھنے یا خدانخواستہ بھارت کے ساتھ واپس ملحق کر دینے کا مسئلہ ہے صرف یہی نہیں یہ ہر پاکستانی خاندان کے اندر نسبت اور صلہ رحمی کے رشتے قائم رکھنے یا منقطع کر دینے کا مسئلہ ہے بلکہ بحیثیت ایک مسلمان کے اس کی شخصیت کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے برسر پیکار کر کے اس کی اخلاق اور ذہنی موت وارد کر دینے یا توحید و خاتمیت سے اس کو با معنی بنا دینے کا مسئلہ ہے۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ کسی شاعر کی مبالغہ آرائی یا کسی واعظ کی محفل آرائی نہیں، تجربے نے ثابت کر دیا ہے کہ جس دن سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ سے حکومت وقت نے مجرمانہ غفلت برتی ہے اس دن سے مشرقی پاکستان، سازشوں سے ہمارے جسد ملت سے کاٹ کر اندرا گاندھی کی جیب میں ڈال دیا گیا ہے جس پشتونستان کو ہم جاہلانہ عصبیت کا نام دیتے تھے وہ گمراہ نسل کا مرغوب نعرہ بنتا جا رہا ہے اور لسانی فسادات نے وحدت ملی کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں اس لئے ہم حضرت علامہ علیہ رحمۃ کے اس

احسان عظیم کو کہ انہوں نے عقیدہ خاتمیت کی وکالت میں وہ مواد فراہم کر دیا ہے جو اس صدی میں کسی عالم یا فلسفی سے نہ ہو سکا تھا۔ فراموش نہیں کر سکتے۔

آج تک جدید تعلیم یافتہ گروہ جس سے حضرت علامہؒ کو بھی بجا شکوہ ہے اس نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر ابھی غور نہیں کیا اور معنویت کی ہوا نے اس حفظ نفس کے جذبے سے بھی عاری کر دیا ہے بعض ایسے نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمان غیرت ملی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے ہمیں رواداری کا مشورہ دیتے ہیں اگر کوئی غیر مسلم (ہربرٹ ایمرسن وغیرہ) رواداری کا مشورہ دے تو وہ معذور ہے کیونکہ اس نے ایک مختلف تمدن میں نشوونما پائی ہے اس کے لئے اتنی ژرف نگاہی دشوار ہے کہ وہ اسلامی تمدن کی اہمیت کو سمجھ سکے۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے آج سے چالیس سال قبل جس خطرے کی نشاندہی کی تھی وہ آج فتنہ بن چکا ہے اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ حکومت وقت نے نہ صرف اس خوفناک فتنے کی جارحیت کے سامنے مسلمانوں کو بے دست و پا بنا دیا ہے بلکہ پراسرار طریقے سے اس کی پرورش کی جا رہی ہے حضرت علامہؒ نے اس وقت حکومت انگلشیہ سے مطالبہ کیا تھا کہ مسلمانوں سے باغیان ختم نبوت کو علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے ان کے اصل الفاظ یہ ہیں:

> "میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علٰیحدہ جماعت تسلیم کر لے یہ قادیانیوں کے عقائد کے عین مطابق ہوگا اور اس طرح ان کے علٰیحدہ ہو جانے کے بعد مسلمان ویسی ہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔"

(حرف اقبال صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹)

حضرت علامہؒ نے مزید فرمایا:

> "میرے خیال میں قادیانی، حکومت سے کبھی علٰیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت دانستہ ان کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے"

(ایڈیٹر روزنامہ سٹیٹس مین کو ایک خط، مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

انہوں نے اس خطرے کی بھی نشاندہی کی تھی کہ اگر مسلمانوں نے اپنے داخلی استحکام کے لئے کوئی آئینی انتظام نہ کیا اور انتشار انگیز قوتوں سے احتراز کے لئے موثر اقدامات نہ کیے تو ان کا ملی وجود منتشر ہو کر رہ جائے گا۔

ان خیالات کو پیش کیے چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے آج حکومت اپنی ہے اور سواد اعظم کے نام پر اختیارات حکومت بطور امانت موجودہ حکمران پارٹی کو حاصل ہیں مگر بڑے ہی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنی حکومت بھی ملی وحدت و استحکام کی ذمہ داریوں سے غفلت برت رہی ہے اور تلخ تجربات کے باوجود انتشار انگیز نعروں کے لئے میدان ہموار کر رہی ہے جب مروجہ آئین میں واضح طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ پاکستان مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر شریعت کا پابند بنایا جائے گا (دیباچہ پیرا ۴) ریاست کا مذہب اسلام ہوگا۔ (آرٹیکل ۲) تمام قوانین کو شریعت کے مطابق ڈھالا جائے گا (آرٹیکل ۲۲۷) پارلیمنٹ سینٹ اور صوبائی و مرکزی وزارتوں پر احتساب شرعی کے لئے ایک اسلامک کونسل قائم کی جائے گی اور وزیر اعظم و صدر مملکت نے ایمان باللہ، ایمان بالکتُب، ایمان بالرسالت (ختم نبوت) ایمان بالآخرت اور تعلیمات کتاب و سنت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کا حلف اٹھایا (تھرڈ شیڈول آئین پاکستان) آرٹیکل نمبر ۴۲، و نمبر ۹۱، تو کوئی وجہ جواز نہیں کہ اس ملک کے اندر خاتمیت کے منکروں اور باغیوں کو من مانی کرنے کا موقع دیا جائے اور حکومت کی کلیدی آسامیوں پر متمکن رہنے دیا جائے۔

اگر حکومت سمجھتی ہے کہ یہ محض فقہی بحث ہے اور سیاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں تو زبردست سوفسطائیت کا شکار ہے ہمارا ایمان یہ ہے کہ اس عقیدے کے بغیر نہ دو قومی نظریہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ پاکستان۔ بلکہ بقول حضرت علامہ ہماری قومیت کی بنیاد ہی عشق ناموس رسول ﷺ ہے اگر نبی ﷺ کا نام بیچ سے اٹھ جائے تو وہ کیا حد ہوگی اور وہ کونسی دیوار ہوگی جو تمہیں سورن سنگھ یا اندرا گاندھی سے جدا رکھ سکے گی اور اگر تم ہی نہ ہو گے تو پاکستان کہاں ہوگا؟ اور اگر پاکستان نہ ہوگا تو یہ حکومت کہاں ہوگی؟ اور قومی غیرت کس شے کا نام ہوگا!

ان تمام رشتوں اور تمام وابستگیوں کی جڑ خاتم النبین ﷺ ہیں تو جو طاقت تمہیں اس نبی سے جدا کرتی ہے وہ کیا تمہارے ماں، باپ، بہن بھائی، تمہاری جائیداد تمہاری زندگی کی ہر اس خوشی سے تمہیں محروم کرنا نہیں چاہتی جس سے تمہاری دنیاوی زندگی کے سہارے بھی قائم ہیں؟

تم نے جو یہاں اسلامک سربراہی کانفرنس منعقد کی ہے اس کے ثمرات بھی صرف اسی شکل میں حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ ہم اتحاد عالم اسلام کے بنیادی رابطے عشق رسالت مآب ﷺ کو اپنی زندگی کے لئے قوت محرکہ قرار دیتے ہیں حضرت علامہؒ نے مندرجہ ذیل اشعار میں خاتمیت کو ہماری ملی زندگی اور آئندہ وحدت حق کے لئے بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم وما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما نہاد
داد مارا آخریں جامے کہ داشت
"لا نبی بعدی" زاحسان خداست
پردہ ناموس دین مصطفی ﷺ ست

حضرت علامہؒ نے جس درد و کرب کے ساتھ بلا خوف لومۃ ولائم برٹش گورنمنٹ، اسٹیٹمینس کے ایڈیٹر اور پنڈت نہرو کو اس مسئلے کی اہمیت سے آگاہ کیا تھا وہ ملت کے ہر فرد کے لئے نشان راہ کا درجہ رکھتا ہے حضرت علامہؒ تو یہاں تک کہتے ہیں۔

خلق و تقدیر وہدیات ابتداست
رحمتہ اللعالمینی انتہا است

بنابریں اس عقیدے کی عالمگیر آفاقیت کا علمی وتحقیقی انداز میں جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے۔ کہ اس سے انکار وانحراف نہ صرف کفر کو مستلزم ہے بلکہ امت محمدیہ کے خلاف کھلی بغاوت کے مترادف ہے جب کوئی شخص حضور ﷺ کی ختم المرسلینی کے خلاف اقدام کرتا ہے تو سواد اعظم امت محمدیہ سے

جنگ آزما ہو کر وحدت ملی کو پارہ پارہ اور دار الاسلام پاکستان کو ریزہ ریزہ کرنا چاہتا ہے حضرت علامہ اقبالؒ چاہتے ہیں کہ امت کے سنگین حصار کا تحفظ، ختم نبوت کے تحفظ سے کیا جائے!

اس عقیدے کی اہمیت کو علامہ اقبالؒ نے اپنی معرکہ آرا کتاب "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" میں بدیں الفاظ بیان کیا ہے۔

"اس نقطۂ خیال سے دیکھا جائے تو پیغمبر اسلام ﷺ "دنیائے قدیم" اور "دنیائے جدید" کے درمیان بطور حد فاصل کھڑے دکھائی دیں گے اگر یہ دیکھا جائے کہ آپ کی وحی کا سرچشمہ کیا ہے تو آپ دنیائے قدیم سے متعلق نظر آئیں گے لیکن اگر اس حقیقت پر نظر کی جائے کہ آپ کی وحی کی روح کیا ہے تو جناب ﷺ کی ذات گرامی دنیائے جدید سے متعلق نظر آئے گی آپ کی بدولت زندگی نے علم کے ان سرچشموں کا سراغ پالیا جن کی اسے اپنی شاہراہوں کے لئے ضرورت تھی۔ اسلام کا ظہور استقرائی علم (Inductive Knowledge) کا ظہور ہے اسلام میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور اس تکمیل سے اس نے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا اس میں یہ لطیف نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ عہد طفولیت کی حالت میں نہیں رکھا جا سکتا اسلام نے دینی پیشوائی اور وراثتی بادشاہت (Priest hood & Hereditary Kingship) کا خاتمہ کر دیا۔ قرآن حکیم غور وفکر اور تجارب ومشاہدات پر بار بار زور دیتا ہے اور تاریخ وفطرت دونوں کو علم انسانیت کے ذرائع ٹھہراتا ہے یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہہ میں پوشیدہ ہے۔ پھر عقیدہ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اس سے لوگوں کے باطنی واردات (Mystic Experiences) کے متعلق ایک آزادانہ اور ناقدانہ طرز عمل قائم ہوتا ہے اس لئے ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہں ہو سکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار (Supernatural Authority) کی بناء پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرے (یعنی مسیح موعود یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے (ن)

ختم نبوت کا یہی عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے دعوے اقتدار کا خاتمہ کر دیتا ہے اب کسی کے باطنی مشاہدات کیسے ہی غیر معمولی کیوں نہ ہوں ان پر اس طرح تنقیدی نگاہ ڈالی جا سکتی ہے، جس طرح انسانی مشاہدات کے دوسرے پہلوؤں پر۔

(تشکیل جدید الہیات اسلامی ص ۱۲۶)

جہاں تک میں نے حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عہد حاضر میں عقیدہ خاتمیت کی تبلیغ وتحفظ کے لئے ان سے بڑھ کر کسی شخص نے کام نہیں کیا آج چودھویں صدی میں تمام عالم اسلام کے اندر ہر محب اسلام کا یہ فرض ہے کہ ختم نبوت کے مسئلے کو تمام دوسرے مسائل پر ترجیح دے اگر ہم ناموس ختم نبوت کے تحفظ سے اپنی بقاء کا اہتمام کر لیتے ہیں تو توحید، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قرآن شریعت کسی اصول دین کو ضعف نہیں پہنچ سکتا لیکن خدانخواستہ مستشرقین یا منافقین اس تعریف کو کہ اسلام حضور ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا اس کی غیر مشروط اتباع کا نام ہے ہماری لوح قلم سے ذرا بھی اوجھل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو پھر نہ ہمیں ناموس صحابہؓ ہمارا ایمان برقرار رکھنے میں مدد دے سکتا ہے نہ اہلبیت ہماری نجات کے لئے کافی ہو سکتی ہے نہ قران کے اوراق ہی میں ہمارے لئے ہدایت باقی رہ جاتی ہے نہ مساجد کے منبر ومحراب ہی میں کوئی تقدیس باقی رہ جاتی ہے نہ اولیاء اللہ اور مشائخ عظام ہی کی نسبتیں جاری رہ جاتی ہیں نہ علمائے کرام کی تدریس وواعظ ہی میں اثر باقی رہ جاتا ہے نہیں، نہیں، صرف یہی نہیں، خاکم بدہن امت محمدیہ کے تسمیہ اور وجود دونوں پر زد پڑتی ہے۔

امت محمدیہ عمل میں تقسیم ہوجاتی ہے ملتیں حکومتوں میں بٹ جاتی ہیں اور حکومتیں گروہوں کی سازشوں کا شکار ہوجاتی ہیں فقط اتنا ہی نہیں خاندان، ملت سے خارج ہوجاتے ہیں۔ خود خاندان کے اندر صلہ رحمی، قطع رحمی، سے مبدل ہوجاتی ہے اس لئے کہ اگر خاتم النبیین ﷺ ایک نہیں تو پھر شریعت ایک نہیں، جب شریعت ایک نہیں تو پھر حرام وحلال بھی ایک نہیں، جب حرام وحلال میں کوئی حد نہیں تو باپ، بیٹے، ماں، بہن، خاوند اور بیوی، غرض دنیا کے سب رشتے اپنی تقدیس سے محروم ہوجاتے ہیں۔

ختم نبوت کا انکار، آسمان پر فرشتوں کا انکار ہے زمین پر قبلہ اور حج کا انکار ہے، سیاست میں مسلمانوں کے غلبے اور جداگانہ وجود کا انکار ہے، غرض ختم نبوت سے انکار خود مسلمان کے مسلمان ہونے سے انکار ہے یہاں پہنچ کر زبان گنگ ہوجاتی ہے قلم ٹوٹ جاتا ہے اور الفاظ کا ذخیرہ ختم ہوجاتا ہے۔

قائداعظم کا بےلوث سپاہی

پروفیسر محمد ظفرالحق بندیالوی

مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی یکم اکتوبر 1915ء کو بنیالہ ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی ذوالفقار خاں تھا۔ 1937ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور اپنے چند دردمند ساتھیوں مثلاً میاں محمد شفیع (م۔ش)' جسٹس انوارالحق' حمید نظامی اور ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے تعاون سے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی جس کے پہلے صدر حمید نظامی منتخب ہوئے' دوسرے صدر میاں محمد شفیع اور 1937ء میں مولانا نیازی تیسرے صدر چنے گئے۔ آپ نے فیڈریشن کا نیا دستور مرتب کرایا۔ 1929ء میں مولانا نیازی نے دہلی میں قائداعظم سے ملاقات کے دوران انہیں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی جانب سے خلافت پاکستان کی سکیم پیش کی قائداعظم اس سکیم کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

Your scheme is very hot. (یہ بہت گرم سکیم ہے)

مولانا نیازی نے جواب دیا:

Because it has come out from a boiling heart.

(یہ اس لیے گرم ہے' کیونکہ یہ ابلتے ہوئے دل سے نکلی ہے)

قائداعظم اس پر بہت خوش ہوئے اور اس کو مسلم لیگ کی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا وعدہ فرمایا۔

مارچ 1941ء میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے قائداعظم کی زیر صدارت ''پاکستان کانفرنس'' منعقد کی' تو اس اجلاس کی مرکزی قرارداد پیش کرنے والے مولانا نیازی ہی تھے۔ اس اجلاس میں دیہی علاقوں میں تحریک پاکستان کو منظم کرنے کے لیے ''پاکستان رول پروپیگنڈا کمیٹی مقرر ہوئی' تو مولانا نیازی سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اس حیثیت سے مولانا نیازی کو قائداعظم کے ساتھ براہ راست خط وکتابت کا موقع

بھی ملا اور یہیں سے تعلقات کا آغاز ہوا۔

1942ء میں آپ ضلع میانوالی میں مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ اس حیثیت کے ساتھ ہی ساتھ انہیں صوبائی کونسل اور آل انڈیا مسلم لیگ کا رکن بھی چن لیا گیا۔ 1944ء میں پنجاب مسلم لیگ کی صوبائی کونسل نے یہ قرارداد منظور کی۔ پاکستان کا آئین شریعت پر مبنی ہوگا۔ صوبائی کونسل کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ نے بھی یہ تجویز منظور کر لی۔

1945ء میں مولانا نیازی نے میاں محمد شفیع کے ساتھ مل کر پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی جس پر زندگی کے ہر مسئلہ پر نظریہ خلافت کے نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی گئی۔ جب قیام پاکستان کی منزل قریب آ رہی تھی' تو مسلم لیگ میں ابن الوقت قسم کے اور کمیونسٹ ذہن رکھنے والے سیاست دان بھی شامل ہونے لگے۔ چنانچہ نیازی صاحب نے اپنے احباب کے تعاون سے پنجاب کونسل کے اجلاس میں کمیونسٹوں کو لیگ سے نکالنے کی قرارداد پیش کی جو منظور کر لی گئی اور مسلم لیگ سے دانیال لطیفی' ڈاکٹر ذاکر مشہدی' شیر محمد بھٹی اور دیگر کمیونسٹوں کو نکال دیا گیا۔ 1946ء میں آپ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر میانوالی سے ایم۔ ایل۔ اے منتخب ہوئے' لیکن لیگ کی واضح کامیابی کے باوجود فرنگی گورنر نے سر خضر حیات ٹوانہ سے ساز باز کر لی اور اسے وزارت بنانے کی دعوت دی۔ مولانا نے صوبہ سرحد اور پنجاب کا طوفانی دورہ کر کے مسلمانوں کو منظم کیا۔ خضر حیات ٹوانہ جہاں جاتا' آپ اس کا تعاقب کرتے۔ میاں چنوں ضلع ملتان میں تصادم ہوتے ہوتے بچا۔ خضر حیات نے تنگ آ کر لالچ دینا چاہا' منہ مانگی مراد پانے کی پیشکش کی' تو مولانا نے فرمایا: "میرے لئے دولت ایمان ہی کافی ہے۔"

زمین دینا چاہی تو فرمایا: "تم چند ایکڑ کی بات کرتے ہو۔" ہم چھ صوبوں کا پاکستان' مانگتے ہیں۔ شریک اقتدار ہونے کا لالچ دیا۔ آپ نے فرمایا: اسلام کی دی ہوئی عزت کافی ہے۔ 1946ء میں جب قائداعظم نے کانگریس کی زیادتیوں سے تنگ آ کر ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا' تو نیازی صاحب کالج کی مصروفیات چھوڑ کر تحریک پاکستان کے لیے ہمہ تن وقف ہو گئے اور بالآخر پاکستان بنا کر دم لیا۔ آپ کی بے مثال خدمات کے اعتراف کے طور پر قائداعظم آپ کو اپنا معتمد خاص سمجھتے تھے۔ قائداعظم نے مولانا کی طرف بیسیوں خطوط لکھے۔

انجمن طلباء اسلام کے کنونشن منعقدہ یکم اور 2 اکتوبر 1987ء نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کا تاریخی خطاب سے چند اقتباسات

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم o آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

ان الذین قالوربنا الله ثم استقامو تنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولاتحزنوا وا بشر و بالجنة التی کنتم تو عدون o

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا وعدہ تمہیں دیا جاتا ہے۔

صدر محترم اور میرے عزیزو! آج کا یہ اجتماع اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیے منعقد ہوا ہے کہ تمام مسلمان نوجوانوں کا نصب العین جب نظام مصطفیٰ ﷺ طے ہو چکا ہے اور وہ نظام مصطفیٰ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ان کا نعرہ ہے کہ "غلامی رسولؐ میں موت بھی قبول ہے۔" بجائے اس کے کہ یہاں پر اس اہم غور و فکر کے اجتماع میں نعرے بازی میں اپنا وقت صرف کرو۔ آپ نے ساری صورتحال کا جائزہ لینا ہے۔

طلباء کا مسئلہ قومی جدوجہد میں ہمیشہ زبردست اہمیت کا حامل رہا ہے۔ آپ اقوام عالم پر نگاہ ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر انقلاب کے پیچھے مکتب کا جوان اور گرم خون فیصلہ کن طاقت ثابت ہوا ہے۔

عزیزو! جب نوجوانوں کی تنظیم زور پکڑتی ہے تو دشمن طاقتیں کوشش کرتی ہیں کہ ان کو خریدا

جائے یا دبایا جائے۔ ان کو آلہ کار بنایا جائے۔ مثلاً جب سکندر حیات مسلم لیگ کے فیصلے کے خلاف سپریم ڈیفنس کونسل میں شامل ہو گئے تھے تو ہم نوجوانوں نے ان سے اس موقع پر جواب طلبی کی تھی۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ پنجاب مسلم لیگ اس وقت سکندر حیات کی جیب میں تھی۔ کچھ نوجوان جو مسلم فیڈریشن سے کٹ گئے تھے ان کو اس نے خرید لیا تھا۔ اور وہ اس کے ہم نوا تھے۔ لیکن ہم نے اس کی پرواہ نہ کی نامساعد حالات میں کسی مالدار سرمایہ دار کا سہارا لیے بغیر آپس میں چندہ اکٹھا کر کے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا۔ کانفرنسیں کی۔ مظاہرے کیے۔ اسی دوران سکندر حیات نے پھر کوشش کی کہ ہمیں ورغلایا جائے۔ اور پھر وہی پرانے ہتھکنڈے استعمال کئے۔ میں آپ کے سامنے اس امر کا تذکرہ کسی تفاخر کے طور پر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر کر رہا ہوں۔ اور اس لیے بیان کر رہا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ سے پہلے اس تحریک کے جو نوجوان تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں کام کیا تھا۔ ان کو دنیا کی کوئی طاقت نہ خرید سکی اور نہ جھکا سکی۔ جس وقت ہم اس وقت کے وزیراعظم کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے۔ اس کا ایک آدمی آیا اور مجھے کہا کہ آپ ایم اے پاس ہیں بڑے سے بڑا عہدہ آپ کو دیتا ہوں۔ کہو تو آپ کو براہ راست کمشنر بنا دیتا ہوں۔ آپ اس جھگڑے کو چھوڑ دیں۔ میں نے اس ظالم آدمی سے کہا۔

ستم گر ادھر آؤ ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

جب اس کا یہ تیر خطا گیا تو اس نے پینترا بدلا۔ سردار شوکت حیات کا ماموں مقبول آیا۔ اس نے کہا اپنا کیریئر بناؤ۔ آپ لکھ سکتے ہو بول سکتے ہو۔ کوئی رسالہ' اخبار نکالو۔ یہ دو لاکھ کا چیک ہے لے لو آپ اس کو قبول کر لو۔ میں نے اسے سختی سے مسترد کر دیا۔ کہا تم بزرگ آدمی ہو فوراً کمرے سے نکل جاؤ۔ ایسی چیزیں آپ کے سامنے بھی آئیں گی۔

یہاں پنجاب میں طلبہ کی ایک سیاسی تنظیم تھی جو نیشلسٹ طلبہ پر مشتمل تھی اس میں ہندو سکھ غیر مسلم بھی تھے اور مسلمان طلبہ بھی۔ اس سٹوڈنٹ فیڈریشن نے یونیورسٹی ہال کے اندر قائداعظم کو Impeach کرنے کے لیے باقاعدہ جلسہ کا اہتمام کیا۔ ہمارا طالب علمی کا دور تھا۔ ہم نے اشتہارات پڑھے کہ قائداعظم کی Impeachment کی جارہی ہے جیسے کسی کو غدار قرار دے کر اس کی مذمت کے

لیے باقاعدہ عدالت قائم کی جائے۔ اور اس کو مسترد کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ ہم سب مسلم نوجوان اکٹھے ہوئے وہاں جلسہ گاہ میں پہنچے۔ میں نے وہاں جلسے میں کھڑے ہو کر Point of order اٹھایا کہ تم جو قائداعظم کو Impeach کر رہے ہو ہم تمہیں اجازت نہیں دیں گے اس بک بک کی۔ کہاں فیصلہ ہوا ہے کہ قائداعظم غدار ہے یہ جلسہ نہیں ہوگا۔ اس کو Debate بناؤ۔ ہمارے ساتھ ابوسعید انور' عبدالسلام خورشید' میاں محمد شفیع' حمید نظامی اور مولانا ابراہیم علی چشتی تھے۔ ہم نے جلسہ نہ ہونے دیا اور Debate ہوئی کہ who can lead the country M.A.Jinnah or M.K. Gandhi ملک کی قیادت محمد علی جناح کر سکتے ہیں یا گاندھی؟ جلسہ کے بعد میں نے مسلم طلبہ کو کہا کہ آج تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی تم فتح یاب ہوئے۔ آئندہ کا لائحہ عمل سوچو ہماری الگ تنظیم ہونی چاہیے۔ اس سٹوڈنٹس فیڈریشن میں ہم نے اپنا نقطۂ نظر بیان نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح ہمیں وہ Communalist یعنی فرقہ پرست کہیں گے Reactionary (رجعت پسند) اور Narrowminded تنگ نظر اور Antinational۔

غیر محب وطن کہیں گے۔ اس طریقے سے ہمیں وہ بدنام کریں گے۔ یہ بحث ہوتی رہی۔ میں نے کہا علامہ اقبال کے پاس چلتے ہیں۔ علامہ اقبال کی خدمت میں گئے اس وقت وہ صوفے پر کمبل اوڑھے بیٹھے تھے۔ محبت سے ملے اور آنے کا مقصد پوچھا انہیں سارا واقعہ بتایا۔ اور کہا کہ اب یہ لڑکا ستار نیازی کہتا ہے: مسلمان طلبہ کی الگ تنظیم ہو۔ ہمیں خدشہ ہے کہ یہ قوم پرست ہمیں کہیں گے کہ یہ فرقہ پرست تنگ نظر ہیں۔ اس لیے ہمیں ڈر لگتا ہے کہ ہماری تحریک کامیاب نہیں ہوگی۔ یہ سن کر علامہ اقبال جوش میں آ گئے۔ عینک الگ کی اور فرمایا!

If I such your blood you are entiteled to dub me and sunk me as a communalist, a reactionary, a narrowminding and antinational, but I do not allow you to suck my blood, I do not care for that If any body sunk me and dabs me as a teactinary, communalist, narrowminded and unpatriotie I will be the patriotie of first water.

"اگر میں تمہارا خون چوسنا چاہوں تو تم مجھے فرقہ پرست، رجعت پسند، تنگ نظر اور غیر محب وطن کہہ سکتے ہو۔ مگر میں تمہیں اپنا خون چوسنے کی اجازت نہ دوں تو مجھے اس امر کی مطلق پروا نہیں ہے کہ کوئی شخص مجھے فرقہ پرست تنگ نظر یا غیر محب وطن کہتا ہے۔ میں اپنے آپ کو اول درجے کا محب وطن سمجھتا ہوں۔"

یہ لڑکا ستار نیازی ٹھیک کہتا ہے۔ تم اپنی الگ جماعت بناؤ۔ چنانچہ علامہ اقبال کی تجویز پر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بنائی قائداعظمؒ نے بھی ہمیں نیک جذبات کا پیغام دیا حوصلہ بڑھایا اور قائداعظم ہمیشہ ہماری سرپرستی کرتے رہے۔ اور نوجوانوں نے بھی قائداعظم کی ہمیشہ تائید وحمایت کی۔ اگرچہ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، مسلم لیگ کی ذیلی تنظیم نہیں تھی۔ ہم ان کی شاخ نہ تھے۔ ہمارا الگ منشور تھا لیکن ملکی اور ملی معاملات میں ہم سمجھتے تھے کہ قائداعظم محمد علی جناح دس کروڑ مسلمانوں کی آواز ہیں۔

رکھتا ہے تب و تاب دس کروڑ کی
کہنے کو ناتواں ہے محمد علی جناحؒ

آپ نوجوان بھی اس بات کا اقرار کرو اسے سمجھو کہ اہل سنت و جماعت کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت جمعیت العلماء پاکستان ہے۔ اور تم علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت پر اعتماد کی قرارداد یں پاس کرو۔ اور نظام مصطفیٰ کی تحریک کی تائید وحمایت کرو۔ آپ کا یہ فرض منصبی ہے گو آپ ہمارے ماتحت نہیں ہیں۔

جماعت اہل سنت ہم نے خود ملتان سنی کانفرنس کے موقع پر 1987ء میں بنائی تھی۔ تاکہ مذہبی مسائل یہ جماعت حل کرے گی۔ یہ غیر سیاسی تنظیم ہوگی اور جماعت اہل سنت کے صدر وسیکرٹری جمعیت العلماء پاکستان کی مجلس شوریٰ کے رکن ہوں گے۔ اور علی ہذا القیاس جمعیت العلمائے پاکستان کا صدر وسیکرٹری جماعت اہل سنت کی مرکزی شوریٰ کا رکن ہوگا۔ اس طریقے سے باہم ربط وضبط ہوگا۔ ہم نے پروگرام بنایا لیکن اس سے بھی موجودہ حکومت کو خطرہ لاحق ہوا۔ کیونکہ ان کے کرتوت مثلاً کنزالایمان پر پابندی، صلوٰۃ وسلام پر پابندی، مدینہ منورہ میں حجاز مقدس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں پر ظلم، یہ درد ہمارے سینے کے اندر موجود ہے۔ حکومت کو اس بات کا ڈر ہے کہ انقلاب آجائے گا۔ جب

یارسول اللہ کے نعرے لگا کر آئندہ الیکشن میں غلامان مصطفیٰؐ میدان میں اتریں گے اس تصور سے ضیاء لرز رہا ہے۔ اسلامی طرز معاشرت کے تصور سے ایوان لرز رہے ہیں۔ ہماری معاشرت میں کبھی یہ نہیں ہوا کہ ایک لڑکی کی منگنی ہو اور وہ اپنی منگنی پر تالیاں بجا رہی ہو۔ اور ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ بیٹی کی منگنی ہو اور اس کا باپ اور بھائی وہاں ڈانس کر رہے ہوں۔ یہ ہماری معاشرت نہیں ہے یہ پلید معاشرت ہے۔ جب ہم اٹھیں گے اور اسلامی معاشرت کا تصور پیش کریں گے تو یزیدی معاشرت ختم ہو جائے گی۔ جب اسلامی نظام حیات کا تصور پیش کریں گے تو تمام بت گر جائیں گے۔ اس لیے آج ان کو یہ خطرہ لاحق ہے کہ یہ اہل سنت و جماعت پھر منظم ہو گئی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا جو نعرہ ہے اس میں وہ قوت ہے کہ جب یہ میدان میں نکلیں گے خدا کی قسم لوگ دوسری تمام کوفی جماعتوں کو چھوڑ کر ادھر آجائیں گے۔

عزیزو! آپ محنت سے کام کریں۔ رابطہ استوار کریں نوجوانوں سے ملو۔ انہیں کہو یہ جو صورت حال بن رہی ہے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔ کسی کے آلہ کار نہ بنو۔ یہ تمہارے لیے ایک مرکز ہم نے قائم کر دیا ہے۔ یہاں پر دولت نہیں ہے۔ یہاں پر کسی قسم کا لالچ نہیں ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہاں رضائے مصطفیٰؐ ﷺ ہے یہاں اللہ رب العالمین کی محبت میں اگر تم آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے گا۔ اور ہاں یہ بھی سن لو کہ ایسی باتیں آتی رہتی ہیں۔

5 جولائی 1941ء کو سکندر حیات نے بکاؤ مال کے ذریعے کانفرنس کی۔ ہمارے آدمیوں نے ان سے تعاون کیا۔ وہاں پر ظہور عالم شہید جو آج تحریک استقلال کے لیڈر ہیں۔ اور اقبال شیخ یہ ہمارے کارکن تھے۔ ظہور عالم شہید کا والد ڈی سی کا ریڈر تھا۔ اس کے باپ پر دباؤ ڈالا گیا کہ اس نوجوان کو قابو میں رکھو۔ وہاں ڈی سی زور لگاتا رہا۔ کہ وہ سکندر حیات کے نرغے میں آجائیں۔ مگر نہ ظہور عالم شہید اور نہ ہی اقبال شیخ ان کے قابو میں آئے کانفرنس میں سکندر حیات نے کہا کہ ایک پاگل پٹھان (مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی) نے نوجوانوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ تم اپنے کیریئر کی سوچو۔ اس کے پیچھے نہ لگو۔ کل تم پچاس پچاس روپے کی خاطر ہمارے دفتروں میں جوتیاں کھاتے پھرو گے۔ یہ پاکستان مرگستان ہے اس نے تمہیں پاگل بنا دیا ہے۔ اس کے جلسہ کے بعد ہم نے اسی میدان میں اپنا جلسہ کیا۔ ڈی سی نے کوشش کی

کہ اس میدان میں پانی چھوڑ دیا جائے۔ مگر ہم نے وہاں نوجوانوں کو ڈنڈے دے کر کھڑا کر دیا کہ جو آئے سر پھاڑ دو اس طرح ہم نے وہاں دن کو بھی اور رات کو بھی جلسہ کیا میں نے کہا کہ سکندر حیات کو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ نوجوان آگ کے شعلے ہیں ان سے الجھنا موت کو دعوت دینا ہے۔

نیازی اور نورانی تمہیں اپنا تابعدار نہیں بنانا چاہتے۔ ہم تمہیں استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ اسی طرح ہم نہیں چاہتے کہ کوئی اور تمہیں آلہ کار بنائے ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہم ایک منزل کے راہی ہیں۔ ہماری ایک راہ حیات ہے۔ ہماری محبت کی وجہ یہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس انداز سے کام کرو گے تو انشاء اللہ آپ کامیاب ہوں گے۔

جب موقع آئے گا ہم انشاء اللہ ان نوجوانوں کو جو فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور جمعیت علمائے پاکستان میں کام کر رہے ہیں ہم چاہیں گے کہ وہی اسمبلی کے ممبر بنیں وہی کامیاب ہو کر آئیں۔ اور آپ میں سے جو آدمی کوئی ملازمت کرے گا۔ کوئی وکیل بنے گا۔ کوئی کاروبار میں جائے گا۔ جہاں آپ جائیں گے ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی آپ پر نظر ہوگی۔ اور اللہ رب العالمین آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔

ہر سو گھپ اندھیرا ہے علمی طور پر بہت خلا محسوس کرتا ہوں

ہر مسلمان قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اپنا کردار ادا کرے

بریلوی، کوئی مسلک نہیں ہم اہلسنت والجماعت ہیں

خانقاہی نظام میں دراڑیں علم و عمل سے دوری اور فقدان کا ثمر ہیں

سجادہ نشین آستانہ عالیہ بریلی شریف (انڈیا)

حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد اختر رضا خان الازہری قادری مدظلہ العالی

سے ایک مفصل انٹرویو

ملاقات = ملک محبوب الرسول قادری

بھارت سے تعلق رکھنے والے عالمی شہرت یافتہ مبلغ اسلام حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی دنیا بھر کے روحانی اور علمی حلقوں میں خوب متعارف ہے اور دنیائے اسلام کی غالب اکثریت آپ کو جانشین امام احمد رضا کے طور پر جانتی اور پہچانتی ہے۔ وہ عہد حاضر میں اسلاف کی یادگار اور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کے علم و تقوی کے حقیقی وارث ہیں۔ حب رسول ﷺ سے لبریز دل رکھتے ہیں اور اسی عظیم دولت کے فروغ کے لئے ہمہ وقت مصروف جہد ہیں ماہنامہ "سوئے حجاز" کے قارئین کے لئے حضرت صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا خصوصی انٹرویو پیش کیا جا رہا ہے۔ (محبوب قادری)

س: پورا اسم گرامی؟

جواب: محمد اختر رضا خاں قادری تو مشہور ہے اس کو میرا عرفی نام کہیے اصل نام تو محمد ہے اور مجھے گھر میں محمد اسماعیل رضا بھی پکارا جاتا رہا ہے۔

س: والد گرامی کا اسم گرامی؟

ج: مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی بن حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

جو حضور ﷺ سے بے تعلق ہے ہمارا ہو نہیں سکتا

س: مقام ولادت؟

ج: محلہ سوداگراں بریلی شریف

س: تاریخ پیدائش؟

ج: 25 فروری 1942ء

س: ابتدائی تعلیم؟

ج: چار سال چار ماہ چار دن کی عمر جب پوری ہوئی تو والد گرامی نے دارالعلوم جامعہ منظر اسلام میں لے جا کر تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی اور دعوت کا اہتمام فرمایا حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری رحمۃ اللہ علیہ (جو میرے نانا جان تھے) نے مجھے بسم اللہ پڑھائی قرآن پاک اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا۔ اور اُردو کتب اپنے والد گرامی سے، پھر دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لے لیا۔ نحو میر، منشعب سے لے کر ہدایہ آخرین تک وہیں پڑھا ۔1963ء میں جامعہ الازہر شریف (مصر) چلا گیا اور کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا تین سال تک وہاں سے اکتساب علم کیا۔ وہاں دوسرے سال کا جب امتحان ہوا تو الحمدللہ میں نے

اب تو اہلسنت کا بچہ بچہ لٹریچر کی تیاری میں لگ جانا چاہیے

جامعہ الازہر میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی اور جامعہ الازہر کے سابقہ ریکارڈ بیٹ کر دیئے 1966ء میں جامعہ ازہر شریف سے فارغ ہوا تو مجھے خود جمال عبدالناصر نے "جامعہ ازہر ایوارڈ" اور سند دی۔

س: اہم اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی؟

ج: حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری۔ بحرالعلوم حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین مونگیری رضوی، مفسر اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان جیلانی، فضیلۃ شیخ محمد سماحی (جامعہ ازہر شریف)، الشیخ محمود عبدالغفار (جامعہ ازہر شریف)، استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد جہانگیر خان رضوی اعظمی اور حضرت ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا خان رحمانی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

س: آپ نے تدریسی خدمات سرانجام دیں؟

ج: الحمدللہ 1967ء میں، میں نے اپنے پہلی مادر علمی جامعہ منظر اسلام میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا 1978ء میں "صدر المدرسین" بنا دیا گیا۔ اور ساتھ ہی دارالافتاء کی ذمہ داری بھی سونپ دی گئی اس وقت تک مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں فتاوی کے کئی رجسٹر تیار ہو چکے ہیں جو کئی جلدوں پر محیط ہوں گے۔ بہر حال یہ سلسلہ جاری رہا اب مصروفیات کی وجہ

بیعت سنت نبوی ﷺ ہے تمام سلاسل طریقت ایک ہی چشمہ فیض کی نہریں ہیں

سے خود باقاعدہ تدریس نہیں کر سکتا۔

س: شادی کب ہوئی؟

ج: 3 نومبر 1968ء کو حضرت حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا خان کی دختر سے نکاح ہوا۔

س: آنجناب کی زیر نگرانی قائم ہونے والے دینی اداروں کی تعداد کتنی ہے؟

ج: یوں تو کچھ زیادہ نہیں، چند ہیں مرکزی دارالافتاء بریلی شریف مرکزی دارالافتاء ڈین ہاگ، ہالینڈ، جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ ہالینڈ، جامعہ نوریہ ضلع بہرائچ جامعہ رضویہ پٹنہ، مدرسہ عربیہ غوثیہ حبیبیہ برہان پور، مدرسہ غوثیہ جشن رضا پٹیلا گجرات (انڈیا) مدرسہ رضا العلوم بمبئی، ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی شریف، مدرسہ اہل سنت گلشن رضا، بہار سنی دنیا بریلی شریف وغیرہ اس طرح بہت سارے ہیں۔

س: آپ نے تصنیف تالیف کے میدان میں بھی کوئی کام کیا؟

ج: کئی کتابچے رسالے چھپے ہیں مثلاً شرح حدیث نیت، الحق المبین (عربی) تصویر کا شرعی حکم، دفاع کنز الایمان، جشن عید میلاد النبی ﷺ، اسمائے سورہ فاتحہ کی وجہ تسمیہ، سنو، چپ رہو، (تلاوت کے دوران نعرے بلند کرنا درست نہیں) اسی طرح درجنوں کتب پر تقاریظ، دیباچے، آراء، شائع ہوئیں مجموعہ فتاوی بھی مرتب ہو رہا ہے۔

س: اولاد؟

ج: ایک بیٹا ہے۔ محمد عسجد رضا خان اور الحمد للہ پانچ بیٹیاں ہیں۔

س: اور بھائی کتنے؟

ج: الحمد للہ پانچ۔ مولانا ریحان رضا خان، محمد تنویر رضا خان، (فقیر) محمد اختر رضا خان، محمد قمر رضا خان اور محمد منان رضا خان۔

کرامت کا وجود مفقود نہیں ہوا یہ برحق ہے اور سب سے بڑی کرامت، استقامت ہے

س: آپ انڈین سیاست میں کس قدر دلچسپی لیتے ہیں؟

ج: میرا وہاں کی سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دینی و تبلیغی، روحانی و خانقاہی اور علمی و تحقیقی اتنی مصروفیات ہیں کہ سیاست کے لیے وقت ہی نہیں نکال سکتا۔

س: تبلیغی حوالے سے آپ نے کہاں کہاں کا دورہ فرمایا ہے؟

ج: یورپ، افریقہ، عرب امارات، ہندو پاک تقریباً ساری دنیا میں تبلیغی حوالے سے جانے کا موقع ملا۔ اب بھی ہمہ وقت تبلیغی مشن کے حوالے سے دورے کرتا ہوں۔ عمر بھی ۵۸، ۵۹ سال ہوگئی ہے شوگر کی تکلیف بھی مستقل رہتی ہے لیکن الحمد للہ دینی خدمت کر کے مسرور ہوتا ہوں میری تھکان ختم ہو جاتی ہے میرا مشن ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور حضور پر نور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کو عام کروں تا کہ محبت رسول ﷺ کی خوشبو سے ہمارا سارا معاشرہ معطر ہو جائے اور اسلامی اقدار کو فروغ ملے۔

س: آپ کے خلفاء اور مریدین کی تعداد کتنی ہوگی؟

ج: سلسلہ طریقت، دنیاوی اعداد و شمار کا متقاضی نہیں ہے اس لئے میں اس تعداد پر غور نہیں کرتا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا مشن ہے بساط بھر کوشش کر کے جہاں تک ممکن ہو اس کو فروغ دینے کی کوشش میں ہمہ وقت مصروف ہوں ویسے ہندوستان، پاکستان، امریکہ، حجاز مقدس، یو کے، ہالینڈ، عراق، ایران، سری لنکا، ترکی، اور جنوبی افریقہ میں بے شمار مریدین ہیں۔

س: حجاز مقدس میں شیخ محمد بن علوی المالکی سے ملاقات رہتی ہے؟

ج: ہاں کبھی کبھار ملاقات ہو جاتی ہے اصحاب صفہ کے چبوترہ پر وہ عموماً نظر آتے ہیں ان کی خدمات بہت عمدہ ہیں۔

اہل لوگ، شرعی احکام کو ملحوظ خاطر رکھ کر قوال سنیں تو جائز ہے

س: کویت سے الشیخ السید یوسف ہاشم رفاعی سے؟

ج: نہیں، ان سے ملاقات کبھی نہیں ہوئی یہ محض اتفاق ہے ویسے ماشاء اللہ اچھے عقیدہ کے حامل، خدمت کا جذبہ رکھنے والے عالم دین ہیں۔

س: آپ اپنی زندگی میں کس شخصیت سے متاثر ہوئے؟

ج: اپنے نانا جان حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ سے بے حد متاثر ہوا۔ وہ علمی و عملی کمالات اور جلال و جمال کا مرقع تھے سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مظہر تھے حق بات بولنے میں کسی کی رعایت نہ فرماتے۔ حق گوئی، بے باکی ان کی شان تھی۔

س: مسلم امہ پر اس وقت ابتلاء کا زمانہ ہے کسمپرسی ہے اس کا علاج کیا ہے؟

ج: بدعقیدگی اور بدعملی کی زندگی سے توبہ، اس کا علاج ہے یہ سب قہر خداوندی ہے جب تک ہم اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھک نہیں جاتے دین پر مضبوطی سے قائم نہیں ہو جاتے اس وقت تک بقاء کے معاملے میں تشکیک رہے گی دین سے دوری ہماری موجودہ ابتری کا سبب ہے اور دین سے قرب ہی اس کا حل ہے ارشاد الٰہی ہے۔

و انتم الاعلون ان کنتم مومنین (آل عمران:۱۳۹)

اس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے یہ کیا ہے۔ کہ.........".............. تمہیں

غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو...................،،

ارشاد باری تعالیٰ بالکل برحق ہے۔

س: حج کی سعادت کب حاصل ہوئی؟

ج: پہلی مرتبہ 1983ء دوسری مرتبہ 1985ء، تیسری مرتبہ 1986ء میں یہ سعادت حاصل ہوئی اس کے بعد تو عمرہ اور زیارت حرمین شریفین کا شرف مسلسل حاصل ہو رہا ہے جب چاہتے ہیں سرکار ﷺ کرم فرماتے ہیں۔

علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے

س: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ساری کتب چھپ گئی ہیں؟

ج: نہیں، ساری کتب نہیں چھپی ہیں ابھی تو بہت کام باقی ہے۔

س: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی قلمی کتب، مخطوطے وغیرہ کس قدر محفوظ ہیں؟

ج: ہمارے ہاں بریلی شریف میں بھی مخطوطے، محفوظ ہیں اور دوسرے مقامات پر بھی موجود ہیں لیکن ان کو محفوظ تو اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے جب چھپ جائیں تقریباً ہر موضوع پر اعلیٰ حضرت کا کام ہے انشاء اللہ ان کی اشاعت ضرور ہوگی۔

س: علمی طور پر آپ کن موضوعات پر خلاء محسوس کرتے ہیں؟

ج: علمی طور پر کوئی ایک خلاء ہو تو بتاؤں۔ ہر سو گھپ اندھیرا ہے خلا ہی خلا ہے اب تو اہل سنت کا بچہ بچہ لٹریچر کی تیاری میں لگ جانا چاہیے۔ علم کی دوڑ میں شریک ہو اور لٹریچر کے محاذ پر ڈٹ جائے یہاں آپ کے ہاں بھی الحمد للہ معاملہ امید افزاء ہے تحقیقی کام کی ضرورت ہے عصری تقاضوں کے مطابق اردو زبان میں مبسوط اور جامع "سیرت طیبہ" پر کام کی ضرورت ہے عقائد کے تحفظ کے لئے ٹھوس بنیادوں پر کام کی ضرورت ہے قادیانی یورپ میں اسلام کے نام پر اپنا کام کئے جارہے ہیں ان کا ناطقہ بند کرنے کی ضرورت ہے، ہر سنی، فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

س: "ضیاء النبی" کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ج: وہ ابھی تک میری نظر سے نہیں گذری۔

س: وحدت امت کے حوالے سے آنجناب کیا فرماتے ہیں؟

ج: اس وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ اہل سنت ایک مرکز پر اکٹھے نہیں ہیں ان کا اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے ہمارے مدارس، خانقاہیں، علماء مشائخ، دانشور، لکھنے پڑھنے والے سارے افراد یکسوئی کے ساتھ ایک ہی مرکز پر جمع ہوں تو اسلام دشمن قوتوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملایا جاسکتا ہے۔

س: پروفیسر طاہر القادری کے متعلقین کہتے ہیں کہ افریقہ میں آنجناب کے ایماء پر آپ کے مریدین نے پروفیسر طاہر القادری پر حملہ کیا تھا؟ کیا یہ سچ ہے؟

ج: لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ سفید جھوٹ ہے اپنی ناموری اور شہرت کے لئے لوگ کیا کیا باتیں گھڑ

نعت لکھنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور پڑھنے کی بھی "سفینۂ بخشش" میرا مجموعہ نعت ہے

لیتے ہیں اور الزام تراشی اور بہتان طرزای سے کام لیتے ہوئے ذرا اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کھاتے طاہر القادری پر ہمیں افریقہ میں حملہ کرانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ معاملہ ہم اللہ تعالیٰ پر چھوڑتے ہیں وہ سچے اور جھوٹے کا خود فیصلہ کر دے گا اور جھوٹوں کے لئے بڑی سخت وعید ہے اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔

س: مسلم برادری کے موجودہ انتشار وافتراق کا حقیقی سبب کیا ہے؟

ج: شریعت سے بغاوت، حضور ﷺ کی غلامی سے گردن نکالنا، یہی سبب ہے عیسائیوں اور یہود و ہنود کی غلامی کے بجائے حضور ﷺ کی غلامی اختیار کئے بغیر وحدت کی نعمت اس امت کو میسر نہیں آسکتی۔

س: بریلوی، دیوبندی اختلاف کا کوئی حل ممکن ہے؟

ج: بریلوی کوئی مسلک نہیں ہم اہل سنت والجماعت مسلمان ہیں حضور اقدس ﷺ سے غیر مشروط اور لامحدود محبت، صحابہ کرام کا ادب واحترام، اہلبیت رسول سے عقیدت ومحبت، اولیاء کرام

سے عقیدت ہمارا شیوہ ہے ایمان ہے بلکہ ایمان کی جان ہے ہم حنفی ہیں کیونکہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ، کے مقلد ہیں ہم اپنے آپ کو سنی حنفی مسلمان کہتے ہیں بریلوی نہیں کہتے کیونکہ ۔بریلوی مسلک نہیں ہے میں بریلوی ہوں کیونکہ شہر بریلی کا باشندہ ہوں۔امت میں اتحاد کی کنجی، حضور سید عالم ﷺ کی محبت وغلامی ہی ہے اس کے بغیر اتحاد ممکن نہیں اصل معیار حضور ہیں جوان کا وفادار ہے باوقار ہے جوان سے بے وفائی کا ارتکاب کرے چاہے کتنا ہی عزیز اور قریبی کیوں نہ ہو اس سے فوری اور مکمل جدائی ایمان کا تقاضا ہے ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر اطاعت ومحبت مصطفوی ﷺ کا راستہ اختیار کیا جائے کیونکہ جوان سے بے تعلق ہے ہمارا ہونہیں سکتا۔

''اللہ ربی لاشریک لہ'' کا وظیفہ 874 مرتبہ پڑھنا ہر مسئلہ کا حل ہے

تو بات کو سمجھئے۔اصل مسئلہ عقائد کی درستگی کا ہے جو عقیدہ اولیائے امت، تابعین، صحابہ، اہلبیت، اور خلفائے راشدین کا تھا قرآن وحدیث سے ثابت ہے وہی درست ہے اسے ہی اپنایا جائے اسی میں برکت ہے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت مشروط ہے۔

س: سلاسل طریقت کی اصل کیا ہے؟

ج: سلاسل طریقت کی اصل قرآن وسنت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الّذین یبایعونک انما یبا یعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم ۔ (الفتح:۱۰)

(اے حبیب) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے، پھر ارشاد فرمایا۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرہ (الفتح:۱۸)

بے شک اللہ راضی ہوا۔ایمان والوں سے، جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو بیعت سنت نبوی ہے صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور صحابہ کے ہاتھ پر تابعین نے یونہی یہ سلسلہ الحمد اللہ آج تک چل رہا ہے تمام سلاسل طریقت ایک ہی چشمۂ فیض کی نہریں ہیں سب کا اکرام وادب لازم ہے۔

س: اس وقت خانقاہی نظام نتیجہ خیز کارکردگی سے محروم ہو گیا ہے سبب کیا ہے؟

ج: خانقاہی نظام میں دراڑیں علم وعمل سے دوری اور فقدان کا ثمرہ ہیں اور پھر مشیت الٰہی ہر چیز پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ کاہل اور سست لوگوں کا ساتھ نہیں دیتا وہ تو محنت کرنے والے مخلص لوگوں کا حامی ومددگار ہے خانقاہ نشینوں کو علم حاصل کرنا چاہیے اور اعمال حسنہ کو اپنانا چاہیے اسی سے بہتری کی امید ہے۔

س: کرامت کا وجود مفقود ہو کر رہ گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: کرامات اولیاء برحق ہیں اور قرآن کریم سے ثابت ہیں سب سے بڑی کرامت دین پر استقامت ہے کرامت کا وجود مفقود نہیں ہوا۔ ہمیں کرامت نظر نہیں آتی اصحاب کرامت

میں نے دوسرے سال کے امتحان میں جامعہ ازہر شریف سابقہ ریکارڈ بیٹ کر دیئے

آج بھی موجود ہیں کاش ہم دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرلیں تفہیم دین کے بغیر حقیقی ہدف حاصل نہیں ہوسکتا۔

س: مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کی اس وقت صورت حال کیا ہے؟

ج: الحمد اللہ علمی خدمات سرانجام دی جارہی ہیں مولانا سبحان رضا خاں میرے بھتیجے ہیں وہ اس کے انچارج ہیں اور ان دنوں انہی کی نگرانی میں تشنگان علم کی سیرابی کا اہتمام کیا جارہا ہے میرا منظوم تاثر یہ ہے۔

منبع نور رسالت منظر اسلام ہے
درس گاہ علم سنت منظر اسلام ہے
قبلہ گاہ دین و ملت منظر اسلام ہے
مرکز اصلاح خلقت منظر اسلام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

س: جادو سے نجات کا کیا وظیفہ ہے؟

ج: آیۃ الکرسی کا کثرت سے پڑھنا۔

س: نظر بند سے حفاظت اور بچاؤ کے لئے؟

ج: آخری دونوں قل شریف پڑھے پانی پر دم کر کے پی لے یا پڑھ کر اپنے اوپر، دوسرے پر (مریض پر) دم کر دے اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی برکت سے خیر فرمائے گا۔

س: کشائش رزق کے لئے وظیفہ؟

ج: یا فتاح و یا اللہ۔ کو روزانہ۔ ۴۸۹۔ مرتبہ پڑھے

س: موجودہ مادی اور مشینی زندگی پریشان کن حالات میں گھری ہوئی ہے اس حوالے سے کوئی جامع وظیفہ ارشاد فرمایئے؟

ج: سو باتوں کی ایک بات بتاؤں۔ یہ ایک درود پاک ہے۔

صلی اللہ علی النبی الامی والہ صلی اللہ علیہ وسلم ط

صلاۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ ط

اس کے پڑھنے والے کے لئے حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے رب کریم کی رضا اس کو

1942ء کو بریلی میں پیدا ہوا اور 1966ء میں جامعہ ازہر سے فراغت پائی

ایسی حاصل ہوگی کہ اللہ اس پر کبھی ناراض نہ ہوگا خاتمہ ایمان پر ہوگا یوم قیامت سرکار ابد قرار ﷺ اس کو مصافحہ کا شرف عطا فرمائیں گے لوگوں کے دلوں میں اس کے لئے محبت پیدا ہوگی اس کے لئے پڑھنے والے کے لئے بہت زیادہ اجر و ثواب ہے اگر نماز فجر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر ایک سو مرتبہ پڑھنا معمول بنا لیا جائے اور گنبد خضرا شریف کا تصور جمایا جائے تو اس کے حیرت انگیز نتائج برآمد ہوں گا ادب و احترام، وضو کا اہتمام، جگہ، کپڑے، کا پاک صاف ہونا، خوشبو اگر دستیاب ہو تو پھر اس کے اثرات زیادہ اور فوری مرتب ہوں گے۔

س: شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے آپ کا تاثر؟

ج: علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے دیکھا نہیں تاہم یہ ضرور جانتا ہوں کہ وہ منظر اسلام بریلی شریف کے سابق طالب علم ہیں وہیں سے فارغ التحصیل ہوئے اور انہیں وہیں سے ہی -

"ابوالحقائق" کا لقب عطا ہوا تھا میں پاکستان آیا تو وہ رحلت فرما چکے تھے ان کی خدمات جلیلہ کا ایک زمانہ معترف ہے وہ ہمارے بڑوں کی ایک اہم نشانی تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

س: قوالی کے حوالے سے آپ کا موقف کیا ہے؟

ج: قوالی ساز کے بغیر جائز ہے۔ مزامیر نہ ہو۔ قوالی کرنے والا خوبصورت لڑکا نہ ہو عورت نہ ہو اور سننے والے اہل ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں بلکہ باعث برکت ہے۔

س: فن نعت کے حوالے سے آنجناب؟

ج: نعت لکھنے کی سعادت بھی حاصل کرتا ہوں اور پڑھنے کی بھی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے

میرا اصل نام "محمد" ہے جبکہ محمد اسماعیل رضا کے نام سے بھی پکارا جاتا رہا

کہ اپنے حبیب پاک ﷺ کی مدحت سرائی کی توفیق عطا فرما دی۔ ورنہ ہم اس قابل کہاں۔

س: نعت کے حوالے سے کوئی مجموعہ بھی ہے؟

ج: جی "سفینۂ بخشش" کے نام سے میرا مجموعہ نعت ۱۴۰۷ھ میں پاکستان سے شائع ہوا یہ نام بھی تاریخی ہے۔

س: آپ کی نعت کا کوئی نمونہ؟

ج: اس طرف بھی اک نظر مہر درخشان جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمان جمال
تم نے اچھوں پہ کیا خوب فیضان جمال
ہم بدوں پر بھی نگاہ لطف سلطان جمال
اک اشارے سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا، صلی علی شان جمال
تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ تیرا جان جمال

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

حاسدان شاہ دین کو دیجئے اختر جواب
درحقیقت مصطفیٰ پیارے ہیں سلطان جمال

س: سعودی عرب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان" پر پابندی کیوں لگائی گئی اور اس پابندی کے خلاف آپ نے کیا جدوجہد کی؟

ج: ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر حجاز مقدس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر پابندی لگائی گئی وہاں مخصوص ذہنیت کے حامل افراد کے ہاتھ میں اقتدار ہے وہ دلیل کی زبان ہرگز نہیں سمجھتے ہم نے احتجاج کا راستہ بھی اپنایا اور انہیں اس موضوع پر مذاکرات کی دعوت بھی دی وہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتے

سلسلہ طریقت، دنیاوی اعداد و شمار کا متقاضی نہیں اس لئے مریدین کی گنتی نہیں کرتا

ویسے ہماری تمنا ہے اور مطالبہ ہے کہ یہ بے جا، پابندی فوری طور پر ختم ہو جائے اس سلسلہ میں دنیائے اہلسنت کو اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے قدم اٹھانا چاہیے۔

س: سعودی عرب داخلے کے سلسلہ میں آپ پر بھی پابندی ہے؟

ج: میرے پر پابندی ہے یا نہیں مجھے، اس کا کچھ پتہ نہیں 86ء میں مجھے حرمین شریفین حاضری کے موقع پر گرفتار کیا گیا تھا پھر رہا کر دیا گیا پھر اسی سال بلایا گیا وہ دن اور آج کا دن ہر سال حاضر کے لئے بلاوا آ جاتا ہے مسلسل حاضری کا شرف پاتا ہوں الحمد للہ مارچ 1987ء میں اپنے "جذبات پریشان" کا اس طرح اظہار کیا۔

تلاطم ہے یہ کیا آنسوؤں کا دیدہ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

تجسس کی کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

حضرت شیخ الاسلام
دامت برکاتہم
العالیہ کا عطا فرمودہ
آٹوگراف

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما
نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما
محمد اختر رضا [illegible]

ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستمگارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دور ستم گر میں

مدینے سے رہیں خود دور اس کو روکنے والے
مدینے میں خود اختر، مدینہ چشم اختر میں

تقریباً ہر موضوع پر اعلیٰ حضرت کے مخطوطے موجود ہیں ان شاء اللہ ضرور چھپیں گے

س: بلند آواز سے ذکر کرنا کیسا ہے؟

ج: ذکر بالجہر جائز ہے۔ باعث برکت و ثواب ہے ذکر الٰہی سے انوار الٰہی نازل ہوتے ہیں اور ساری مخلوق کو اس کا نفع پہنچتا ہے ہمارے سلسلہ میں ذکر جہر کی ترکیب یوں ہے کہ پہلے دس بار درود پاک، دس بار استغفار، تین بار آیت مبارکہ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون (البقرۃ:۱۵۲) پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے پھر ذکر جہر شروع کرے۔ لا الٰہ الا اللہ۔ ۲۰۰، الا اللہ۔ ۴۰۰ بار۔ اللہ اللہ ۶۰۰۔ بار یہ ذکر دوازدہ تسبیح ہے اس کے بعد، حق حق، ایک سو بار یا کم و بیش بطور ضربی یا چہار ضربی۔

س: آپ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ عنہ کے اوراد و وظائف کی کس قدر اجازت مرحمت فرماتے ہیں؟

ج: آپ کوفقیر کی طرف سے اعلیٰ حضرت کے تمام وظائف کی اجازت ہے۔ "مجموعہ اعمال رضا" (مولفہ، قاضی عبدالرحیم) کے وظائف میں سے جو چاہیں پڑھیں قصیدہ غوثیہ شریف بھی پڑھا کریں رب کریم دارین کی سعادتیں عطافرمائے اللہ خیر کرے۔

س: مشکلات ومصائب میں کامرانی کے لئے کوئی وظیفہ؟

ج: جو چاہے کہ ہرمیدان میں کامیابی اس کا مقدر بنے وہ ہرروز باوضو قبلہ رو، دوزانو بیٹھ کراول وآخر گیارہ مرتبہ درودشریف پڑھ کر۔ اللہ ربی لاشریک لہ۔ کوآٹھ سو چوہتر (874) مرتبہ پڑھے اور مقصد پورا ہونے کے تک یہ وظیفہ جاری رکھے ویسے ہمہ وقت اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اس وظیفہ کوورد زبان رکھے بے حد مجرب ہے۔

س: پریشانی وگھبراہٹ، خوف سے نجات کے لئے؟

ج: درودشریف اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر چارسو پچاس مرتبہ۔۔۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۔۔ پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ گوہرمراد پائے گا خوف وپریشانی سے نجات پائے گا اگر گھبراہٹ ہو تواس وقت ویسے ہی اسی کلمہ کوورد زبان رکھے۔

س: تصور شیخ کے حوالے سے آپ کیاارشادفرماتے ہیں؟

ج: تصور شیخ برحق ہے بشرطیکہ شیخ طریقت واقعی شیخ ہو یہ خیال ضرور رہے کہ حضور سید عالم ﷺ

بدعقیدگی اور بدعملی کی زندگی سے توبہ کے بغیر عالم اسلام کے مسائل حل نہیں ہوسکتے

مرکز انوار الٰہی ہیں اورآپ ﷺ سے انوار وفیوضات شیخ کے قلب پر جلوہ فرمارہے ہیں جہاں سے میرا قلب شیخ کے قلب کے نیچے دریوزہ گری کررہا ہے اس سے یقیناً فیوضات حق نصیب ہوں گے۔

س: کوئی اہم دعاارشادفرمائیں؟

ج: منسون دعائیں ہی اہم دعائیں ہیں انہی میں دنیاوآخرت کا نفع ہے اللہ خیرفرمائے ویسے ہر نماز کے بعد یہ مناجات پڑھنا ازحد مفید ہے۔

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادی دیدار حسن مصطفےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جو دو عطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو
یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتاب ہاشمی نورالھدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفےٰ کا ساتھ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
عزیزی محمد نواز کھرل کے جذبۂ وابستگی و دلبستگی تحریک پاکستان کی نذر -
محمد عبدالستار خان نیازی
مورخہ ۳ اپریل ۱۹۹۷ء

جماعت اہلسنت کے رہنما، رائے محمد نواز کھرل کو مولانا نیازی نے محمد صادق قصوری کی کتاب "مجاہدملت" کا پہلا حصہ عنایت کیا اوراس پر یہ یادگار کلمات رقم فرمائے۔

جانے کس شخص نے اس شہر کو چھوڑا ہے
سونے سونے سے در و بام نظر آتے ہیں

مجاہد ملت، بطل حریت، ضیغم اسلام حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی انتقال پوری قوم کے لیے بڑا صدمہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے ہم مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے اپنے رب کے حضور دست بہ دعا ہیں۔

نیز

بہت مختصر وقت میں برادرم ملک محبوب الرسول قادری کو مجلّہ ''انوار رضا'' کا ضخیم ''مولانا نیازی نمبر'' شائع کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

صاحبزادہ میاں غلام صفدر گولڑوی (سجادہ نشین)

صاحبزادہ میاں غلام سرور درویش

آستانہ عالیہ بالا شریف ضلع میانوالی (فون:04522-396229)

مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں

زندگی بھر برہنہ شمشیر تھے وہ جا چکے
سینہ دشمن میں چبھتے تیر تھے وہ جا چکے
کوئلے آہوں کے برہم ہوگئے ہر سمت آج
عاشقان مصطفےٰ ﷺ کے میر تھے وہ جا چکے
رسم شبیری کے قالب میں ڈھلے تھے مرد حُر
ظلم کے پیروں جو زنجیر تھے وہ جا چکے
مقصد واحد کی خاطر سر ہتھیلی پر رہا
عمر بھر جو صاحب تدبیر تھے وہ جا چکے
جب بھی للکارا عدو نے رزم گاہ میں آگئے
دشمنوں کے واسطے تقدیر تھے وہ جا چکے
وہ قلندر کہ سکندر جن کے آگے دب گئے
مرد عارف مرد دانا پیر تھے وہ جا چکے
قوت دار و رسن سے بھی نہ بد لائے گئے
سخت تھے مضبوط و محکم گیر تھے وہ جا چکے

مولانا آفتاب احمد خان رضوی
(ڈیرہ اسماعیل خان)

چشم گریاں قلب من آمد فگار
کز جہاں شد مولان عبدالستار
مرد حُر دانائے رمز لا الہ
ہمتش مضبوط مثل کوہسار
قوم و ملت را زعم بے ہمال
قائد اسلامیان حق شعار
چہرہ اش تاباں چوں بدر آسماں
سینہ اش روشن زحب کردگار
''ادخلو فی السلم کافۃ'' نعرہ اش
دعوتش جہد و عمل لیل و نہار
مشعل رہ ہد دریں دور رفتن
ماحی بدعات و جہل روزگار
حبذا بہر نظام مصطفےٰ ﷺ
وقف کردہ بد حیات مستعار
عمر او بگذشت چوں ہشاد و شش
کرد رحلت از جہان نا بکار
داد مارا داغ فرقت دائمی
ہفتم از ماہ صفر شنبہ چہار
موت عالم موت عالَم قول حق
جملہ عالم از فراقش سوگوار
برمزارش یا الہ العالمین
تا قیامت ابر صد رحمت ببار
سال ترحیلش بگو فیض الامیں
''مرد کامل حسرتا عالی وقار''
(۱۴۲۲ ہجری) از صاحبزادہ فیض الامین فاروقی
مونیاں (گجرات)

نذرانہ عقیدت بحضور مجاہد ملت مولانا

محمد عبدالستار خان نیازی

نظر میں بانکپن جس کی عمل میں کارسازی ہے
رگوں میں جوش ایماں اور سخن میں دلنوازی ہے

دہن میں پھول جھڑتے ہیں تکلم اسپ تازی ہے
چلے تو چال میں جس کی محبت جدت طرازی ہے

ابھی تابندہ جس کے دم سے حسن پاکبازی ہے
ارے بوجھو تو یارو کون، ایسا مرد غازی ہے

رہا منشاء ہی جس کا دین حق کی سرفرازی ہے
کہو پھر کون ایسا ماسوائے خاں نیازی ہے

عیاں ہے چارسو شہرت ترے کردار تاباں کی
بتاؤ تو یہ کس نے تجھ سے بڑھ کر جیتی بازی ہے

بھلا کیوں کر نہ ہو نازاں تو اپنی اس فضیلت پر
غلام مصطفٰے ہے تیری نسبت حجازی[1] ہے

مجدد[2] کا تو شیدائی امامؒ دیں کا متوالا
غزالی تجھ میں بولے ہے زمانے کا تو رازی ہے

رہے ہر دور میں مرعوب تجھ سے حکمران وقت
حقیقت یہ ہے تیرے سامنے ہر شے مجازی ہے

ترا مقصد نظام مصطفٰے ہو سو بہ سو نافذ
ترا مشرب مقام مصطفٰے کی سرفرازی ہے

ارے ہمت ہے کس میں یک جو حق جان سے گزرے
شرف ہے یہ تجھے حاصل تو بیشک مرد غازی ہے

خدا رکھے سلامت باکرامت ان جیالوں کو
جناب شاہ نورانی و مرد حق نیازی ہے

تجھے قائد[4] نے اپنا اعتماد خاص تھا بخشا
ہوا کیا جو ہوئی اب کے نئی تاریخ سازی ہے

ضیائے کم نظر ہو یا کہ کوئی اور غاصب ہو
خدا رکھے تری ہر اک سے طرفہ بے نیازی ہے

تمنا ہے ترے مجور کے دل میں یہ مدت ہے
عطا حق سے اسے بھی ہو جو شان امتیازی ہے

سید عارف محمود مجور رضوی
علی پور روڈ، گجرات

[1] شیخ العرب والعجم مولانا ضیاالدین احمد مدنی سے اجازت و خلافت
[2] امام ربانی مجدد الف ثانی
[3] اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں بریلوی
[4] قائداعظم محمد علی جناح

اے فدائے سرور کونین ﷺ اے بطل جلیل
اے سراپا عشق احمد ﷺ سطوت دیں کی دلیل

مظہر اقبالؒ تو اور تو رضاؒ کا نور ہے
فضل حق کا جانشین و صاحب ذوق جمیل

تیرا سینہ مخزن انوار محبوب خدا
تیرا طرہ ظالموں کے واسطے تیغ اصیل

تو پیارے دور حاضر میں حسینیؓ شیر ہے
ہیں یزیدان زمانہ تیغ سے جس کی قتیل

رشک صد بام ثریا فکر عالی مرتبت
نطق جیحوں سامنے شرمندہ ہو راوی و نیل

کانپ کانپ اٹھے ہیں تجھ سے ظلمان "کالاباغ"
لرزاں و ترساں ہے تجھ سے ہر منافق ہر ذلیل

خسرو دلراو جم کی سطوتیں تجھ پہ نثار
تو قلندر مرد مومن بے عدیل و بے مثیل

تیری ہر تقریر ہے اقبالؒ کی "بانگ درا"
تیرا ہر ہر لفظ ہے "جاوید نامہ" کا مثیل

تیری تقریروں نے بتلائے ہیں اسرار خودی
اور تحریروں سے قصر نجد دیکھا ہے مہیل

سایہ افگن تیرے سر پہ خواجہ ءِ بسی شریف
اور دعائے شاہ "ضیاالدین" نورانی فضیل

مولانا شبیر احمد ہاشمی، چتوکی

السلام اے پیکر عزم صمیم
السلام اے صاحب قلب سلیم

السلام اے عظمت دین متین
السلام اے سطوت حق المبین

السلام اے ابر فیضان کرم!
السلام اے شمع زندان ستم

السلام اے رہبر راہ تسویم،
کوہ استقلال جبل مستقیم

شہسوار مرکب صدق و صفا
یادگار خنجر جور و جفا

رہ نورد وادیءِ رنج و محن
برتو ازما صد سلام ذوالمنن

حق ترا بہر صداقت آفرید
بہر اظہار حقیقت آفرید

پدر و شبیر در کرب و بلا
سرفراز اہل تسلیم و رضا

مولانا صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

..........o..........

مولانا نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے حسب حال کلام اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن!
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

..........o..........

شیر یزداں حضرت ستار خاں
ان کی ہیبت اور شجاعت کو سلام

حضرت ستار خاں کی ہے قیادت بے مثال
قافلہ سالار شیر حق تعالیٰ ہو گیا

قاری ضیاء الحق کراچی

..........o..........

نہ کوئی نگاہ بازی نہ کوئی زمانہ سازی
کبھی چین سے نہ بیٹھا تو اے مولوی نیازی

نہ وہ بزم میں بلائیں نہ تو ان کی بات مانے
وہی ان کی بے رخی ہے وہی تیری بے نیازی

وقار انبالوی (۲۷ نومبر ۱۹۷۵ء کو مولانا نیازی کی گرفتاری پر)

..........o..........

معتمد تھے قائد اعظم کے اپنے محترم
ضیغم ملت نیازی عمل دین حسن

جبر و استبداد کے رستے میں کوہ گراں
لعل حق گوئی اگلتا ہی رہا ان کا دہن

راجا رشید محمود

..........o..........

تعلق ذرا سے دیرینہ ہے آوازۂ حق کا
یہی بنیاد ہنگامہ یہی باعث ہے رونق کا

زمانہ لے چلا تھا در کی جانب نیازی کو
عدالت نے بھرم رکھ ہی لیا انصاف مطلق کا

وقار انبالوی (۹ فروری ۱۹۷۶ء کو لاہور ہائی کورٹ سے مولانا نیازی کی باعزت رہائی پر)

..........o..........

جیتا ہوں نگہبانی اسلام کی خاطر
فاسق ہیں مری تلخ نوائی سے گلہ مند

ہر درد کے شداد میرے پاؤں کے نیچے
ساتھی ہیں میرے دین پیمبر کے جگر بند

شورش کاشمیری

..........o..........

دل نے کہا مجاہد ملت کو ڈھونڈیے
لے کر چراغ شاہ ولایت کو ڈھونڈیے

میں نے کہا سن اے دل مبتلائے غم
اپنی یہ کب مجال کہ پا جائیں ان کو ہم

ہم زیر آسماں انہیں یوں دیکھتے رہے
وہ کب کے آسماں کے پرے خلد میں گئے

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

میں رحلت مجاہد ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستون

ہر سو یہ کہہ رہے ہیں دل چمن چمن
اے بلبل مدینہ کہاں ہے تو خوش دہن

۸۶ / ۹۲

قطعہ ہائے تاریخ (سالِ وصال)

مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱)

حسیں نقشِ کمالات و محاسن   وہ تصویرِ مجلّٰی خوبیوں کی
وہ مخلص خادمِ دینِ محمّد   مسلسل جہد اُس کی زندگی تھی
انوکھا اُس کے قامت کا تحمّل   نرالی اُس کے شعلے کی بلندی
یکے از باغبانِ گلشنِ پاک   خدا نے یہ سعادت اُس کو بخشی
حصولِ اوجِ آزادی کی خاطر   تگ و دو میں جوانی اُس کی گزری
گرانِ کوہِ جہاد و استقامت   مثالی ہے نیازی کی دلیری
رہا ایثار و قربانی وطیرہ   روش اُس کی ہمیشہ راستی تھی
محبِ قائدِ اعظمؒ وہ مسعود   عقیدت حضرتِ اقبالؒ سے بھی
حبیبِ کبریا کا تھا وہ شیدا   شرف اُس کا محمّد کی غلامی
فقیرِ بارگاہِ مصطفیٰ تھا   یہ ہے پہچان اُس مردِ جری کی
خدا تعلیٰ ہے وہ قاسم ہیں لاریب   انہی کے در سے ہر شے اُس نے پائی
وہ طالب سطوتِ دینِ نبی کا   نہ تھا مقصود اُس کا اور کوئی
وہ ناموسِ حبیبِ حق کا حافظ   وہ تھا ختمِ نبوّت کا سپاہی
نہ گھبرایا سزائے موت سن کر   نہ اُس نے زندگی کی بھیک مانگی
فقیری میں کیا نام اُس نے پیدا   کبھی اپنی خودی اُس نے نہ بیچی
محرّک تھا نظامِ مصطفیٰ کا   وہ تنفیذِ شریعت کا تھا داعی

حریفِ ہر جابر و آمر کا تھا وہ   نہ چلنے دی کسی کی شاہ زوری
ہمیشہ دشمنانِ ملک و دیں پر   رہی بھرپور اس کی نکتہ چینی
جہاد انگیز اسلوبِ خطابت   جنوں آموز اُس کی لب کشائی
غلط کار حاکمِ دوراں کا ناقد   دبی ہرگز نہ اُس کی صاف گوئی
زباں سے بھی عمل سے بھی بہ ہر دور   شہادت حق کی اس حق کیش نے دی
مجاہد، رزم آرا، مردِ میداں   خطیبِ بزمِ درویشاں نہ تھا ہی
نہ یہ الفاظ تھے اُس کی لغت میں   زر اندوزی، خوشامد، چاپلوسی
وہ اک درویش تھا، شرمندہ جس سے   غرورِ خسروی کا و کج کلاہی

٥

ہوئے اس سانحہ سے خستہ جاں ہم   قیامت سوختہ جانوں پہ گزری
نہیں چارہ بجز صبر و تحمّل   یہی باری تعالیٰ کی رضا تھی

وصالِ بندۂ مومن کی تاریخ
کہی، "شمشیرِ دستِ حق" نیازی
۱۴۲۲ھ

نذرِ اخلاص: بخدمت مکرم
ملک محمد محبوب الرسول قادری زید مجدہٗ
جوہر آباد۔

طارق سلطانپوری
حسن ابدال
۲۵ مئی ۲۰۰۱ء

مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

(۲)

افتخار و وقارِ ملت تھا | جس کا عبدالستار خان تھا نام
شیفتۂ محمدِ عربی | جاں نثارِ پیغمبرِ اسلام
اہلِ بیت و صحابہ کا والہ | وہ ولا دارِ اولیائے کرام
پیکرِ استقامت و ایثار | خوگرِ سعی و حرکت و اقدام
آسمانِ عمل کا مہرِ منیر | اوجِ صدق و صفا کا ماہِ تمام
منزلِ حق کے قافلے کا امیر | سرفروشوں، بہادروں کا امام
اک حقیقت ہے اس کی بے نفسی | اس کے اخلاص میں نہیں ہے کلام
وہ ہمارا سپاہی تھا بے تیغ | وہ دیں کا خادم بلند مقام
باغیانِ نبی سے ٹکرایا | اس کے بے مثل حوصلے کو سلام
تھا نہ دار و رسن کا خوف اسے | تھا وہ دلدادۂ رسولِ انام
حبِ اقبالؒ سے تھا با اقبال | پیروِ قائدِ عظیم مقام
اس خداداد پاک کشور کے | بانیوں میں ہے شامل اس کا نام
اس کی عظمت کو کر سکیں گے نہ کم | انقلاباتِ گردشِ ایام

عاشقانِ نبی نہیں مرتے
اہلِ حق کو عطا ہوا ہے دوام
اس کا سالِ وصال ہے فاروق
"بیش قیمت اثاثۂ اسلام"
۶ ۲ ۵ ۵ ۱

فاروق سلطانپوری

ہمارے مشنری اشاعتی ادارے

ترتیب: راجہ محمد طاہر رضوی ایڈووکیٹ

محترم راجہ محمد طاہر رضوی ایڈووکیٹ زید مجدہ، گلی راجگان محلہ پیر اغیب جہلم شہر میں بیٹھ کر مسلک اہلسنت کی ترویج و اشاعت اور تعمیر و ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں زمانہ طالب علمی سے لے کر اس وقت تک پوری مستعدی سے مصروف جہد ہیں آج کل علیل ہیں قارئین کرام صحت و سلامتی کے ساتھ ان کے لئے درازی عمر کی دعا فرمائیں بلاشبہ ایسی شخصیات ہمارا عظیم سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے انہوں نے اپنی ڈائری سے مختلف اشاعتی مشنری اداروں کے پتہ جات عطا کئے ہیں جو ہمارے قارئین کے لئے اس حوالے سے نہایت مفید ہیں کہ وہ ان اداروں سے رابطے کر کے دینی لٹریچر حاصل کر سکیں گے۔ .... (ادارہ)

۱۔ رضا اکیڈمی، مسجد رضا، رضا چوک، محبوب روڈ چاہ میراں لاہور۔
۲۔ بزم عاشقان مصطفےٰ مکان نمبر 25 زبیر سٹریٹ نمبر 32 فلیمنگ روڈ لاہور۔
۳۔ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان، نور مسجد کاغذی بازار کراچی نمبر ۲
۴۔ سنی لٹریری سوسائٹی، ریلوے روڈ لاہور۔
۵۔ رحیمیہ اکیڈمی G.A میراں جنرل مارکیٹ چاہ میراں لاہور۔
۶۔ مدینہ اکیڈمی، بزم انوار مدینہ، انیس منزل احاطہ فقیر محمد 15 راجپوت روڈ وسن پورہ لاہور۔
۷۔ ادارہ معارف نعمانیہ، ۳۲۳ شاد باغ لاہور۔
۸۔ ادارہ تعلیمات مجددیہ، ارشد لائبریری، ریلوے روڈ شکر گڑھ ضلع نارووال۔
۹۔ تنظیم نوجوانان اہلسنت، جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بازار حکیماں بھاٹی گیٹ لاہور۔
۱۰۔ بزم رضویہ رجسٹرڈ، مکان نمبر 37 گلی نمبر 14 نزد بلال پان کارنر، مین بازار داتا نگر بادامی باغ لاہور
۱۱۔ تنظیم الجویریہ، ۱۳۶۷، ایچ حویلی معراں اکبری منڈی لاہور۔
۱۲۔ مرکزی مجلس امام اعظم رجسٹرڈ C/o پرویز الیکٹرک سٹور، کوڑے چوک، کیولری گراؤنڈ لاہور چھاؤنی
۱۳۔ مظہری پبلی کیشنز A/2606 پی آئی بی (P.I.B) کالونی کراچی۔

۱۴۔ ادارہ مسعودیہ ۲/۶۔۵۔ای، ناظم آباد کراچی

۱۵۔ حلقہ اشرفیہ، اے 344 شادمان کالونی نمبر۱، غوث الاعظم روڈ لاہور۔

۱۶۔ مجلس رضا پوسٹ بکس نمبر 50 واہ کینٹ۔

۱۷۔ مرکزی مجلس رضا، دارلعلوم نعمانیہ ٹیکسالی گیٹ لاہور۔

۱۸۔ ادارہ تعلیمات اسلامیہ، مکان نمبر ۳۱ ملکھی رام روڈ سٹریٹ نمبر ۲۳ ریلوے روڈ لاہور۔

۱۹۔ مجلس گنج بخش، جامع مسجد عمر روڈ اسلام پورہ لاہور۔

۲۰۔ حافظ الملت اکیڈمی، بھر چونڈی شریف ڈھرکی ضلع سکھر سندھ۔

۲۱۔ مجلس رضا پوسٹ بکس نمبر ۵۷۳ فیصل آباد۔

۲۲۔ انجمن تحفظ حقوق اہلسنت کھارادر کراچی نمبر۲

۲۳۔ ادارہ پیغام رضا پوسٹ بکس نمبر ۱۳۱۱ کراچی۔

۲۴۔ بزم عروج اسلام جامع مسجد فاروق اعظم وقارالدین سٹریٹ بلاک نمبر ۱۳ گلستان مصطفیٰ فیڈرل بی ایریا کراچی۔

۲۵۔ انجمن انوار القادریہ ٹرسٹ 159/A مدرسہ قادریہ رضویہ حیدرآباد کالونی کراچی۔

۲۶۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ڈی 44/4 سٹریٹ نمبر 38 سیکٹر F-6/1 اسلام آباد، پوسٹ بکس نمبر 2910 اسلام آباد

۲۷۔ انجمن غلامان رسول، جامع مسجد کوچہ لوہاراں اندرون موچی گیٹ لاہور۔

۲۸۔ مصطفیٰ لائبریری، مصطفےٰ فاؤنڈیشن، فاروق کالونی والٹن روڈ لاہور۔

۲۹۔ عبدالمقسط قادری 302 وارگارڈن جمال الدین افغانی روڈ شرف آباد نزد بہار آباد کراچی

۳۰۔ دارالفیض گنج بخش صدام منزل گلی نمبر۱، بلال گنج لاہور۔

۳۱۔ ادارہ مظہر الاسلام 3/64 نئی آبادی مجاہد آباد مغل پورہ لاہور۔

۳۲۔ تحریک اشاعت القرآن 11/156 کمرشل ایریا، شاہ فیصل کالونی کراچی۔

۳۳۔ بزم انوار رضا، انوار رضا لائبریری 198/4 جوہرآباد 41200

۳۴۔ کاروان اسلام، حجاز پبلیکیشنز۔ا۔ فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور۔ فون نمبر: 7594003

اپنے لیے جینا کمال نہیں دوسروں کے لیے جینے کا سلیقہ سیکھو

ابھرتے سیاست دان رضوان مختار رندھاوا سے ایک انٹرویو

ملاقات: محبوب قادری

حالیہ انتخابات میں غیر جماعتی نمائندہ گروپ این بی آر جی پنجاب کے چیف آرگنائزر اور یونین کونسل چک نمبر 50 ایم بی جوہرآباد کے ناظم چوہدری رضوان مختار رندھاوا نے کہا ہے کہ ہمارا گروپ وڈیرہ شاہی اور سیاسی اجارہ داریوں کے خاتمہ کے لیے ضلعی حکومتوں کے نئے نظام میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اور ہم پورے صوبے میں ضلعی ناظمین کے انتخابات میں اچھی شہرت کے حامل تعلیم یافتہ، باکردار اور باصلاحیت امیدواروں کو منتخب کرانے کے لیے بھرپور کردار ادا کریں گے ہم حکومت کے ہر اچھے اور مثبت اقدام کی کھل کر حمایت کریں گے۔ کیونکہ موجودہ حکومت نے عوام کی نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی اور دیہی علاقوں کی تعمیر وترقی اور خوشحالی کے لیے ضلعی حکومتوں کے قیام کا فیصلہ کر کے تاریخی قدم اٹھایا ہے چوہدری رضوان مختار رندھاوا نے کہا کہ این بی آر جی کو پنجاب بھر میں فعال بنایا جا رہا ہے اور اس کی تنظیم سازی کا کام بہت جلد مکمل کر لیا جائے گا جن میں تمام اضلاع کو نمائندگی دی جائے گی انہوں نے کہا کہ وہ خود خوشاب کے ضلعی ناظم کے عہدہ کے امیدوار نہیں ہیں تاہم ان کا ضلع بھر کی یونین کونسلوں کے منتخب ناظمین اور کونسلروں سے مسلسل رابطہ ہے اور ان کی کوشش ہے کہ آزاد خیال کونسلروں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر کے اچھے کردار کے حامل شخصیت کی حمایت کی جائے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ملک محمد بشیر اعوان اگر این بی آر جی میں شامل ہو جائیں اور ہمارے منشور پر عمل پیرا ہونے کا یقین دلائیں تو ہمارا گروپ ان کی حمایت کا فیصلہ کرتا ہے رضوان مختار رندھاوا نے کہا کہ خوشاب کے نو منتخب ناظمین اور کونسلروں کا ایک کنونشن جولائی میں منعقد کیا جائے گا جس میں کونسلروں سے اس غیر جماعتی

نمائندہ گروپ میں شمولیت کی استدعا کی جائے گی اور انہیں باور کرایا جائے گا کہ ضلع میں پرانی سیاسی اجارہ داریوں کے خاتمہ سے ہی ضلع کی تعمیر وترقی ممکن ہے انہوں نے کہا کہ نعت روح کی غذا ہے اور ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرے۔ انجمن غلامان مصطفیٰ جوہرآباد کے زیر اہتمام محفل نعت میں شرکت ہمارے لیے بہت بڑی سعادت ہے اور خوش قسمتی ہے انہوں نے کہا کہ میں سیاست کو عبادت سمجھتا ہوں کیونکہ اصل مقصد عوام اور علاقے کی خدمت ہے دوسروں کے کام آنا اصل انسانیت ہے وگرنہ ہر کوئی اپنے ہی لیے جیتا ہے اپنے لیے جینا کمال نہیں دوسروں کی خاطر جینا کمال ہے۔ انہوں نے کہا کہ نومنتخب ناظمین کو تھانہ کلچر کے خاتمہ کے لیے جدوجہد اور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ لوگوں کے اجتماعی مسائل پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں انہوں نے کہا کہ نوجوان نسل موجودہ ضلعی حکومتوں کے نظام کی بھرپور حامی ہے اور وہ چاہتی ہے کہ آزمائے ہوئے مخصوص گروپوں کی بجائے نئے چہرے سامنے آئیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ ضلع خوشاب کا آزاد بلدیاتی گروپ ضلعی وتحصیل ناظمین ونائب ناظمین اور مخصوص نشستوں کے انتخابات میں حسب سابق اپنا فیصلہ کن کردار ادا کرے گا ہمارا کسی بھی بلدیاتی دھڑے یا علاقائی گروپ سے کوئی اتحاد نہیں ہوا اور نہ ہی ہم قبل از وقت کوئی فیصلہ کریں گے ہم کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل اپنے گروپ سے وابستہ تمام بلدیاتی نمائندوں کی میٹنگ بلا کر باہمی مشاورت سے ضلع خوشاب کے اجتماعی مفادات اور عوام کی خواہشات کو مدنظر رکھ کر ہی فیصلہ کریں گے انہوں نے کہا کہ نظام کو تبدیل کرنے کا یہ ہرگز مقصد نہیں کہ پرانے آزمائے ہوئے چہرے دوبارہ سامنے لائے جائیں ہم خلوص نیت کے ساتھ نئے نظام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں اور اس ضمن میں حالات کا باریک بینی سے جائزہ لیا جا رہا ہے ہمارے گروپ کی جانب سے جو بھی فیصلہ ہوا وہ ضلع خوشاب کے عوام کے لیے بہتر ہی ہوگا ہمارے پاس بلدیاتی نمائندوں کی اکثریت ہے جو نئے نظام کی کامیابی کی ضمانت بن جائے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفتہ وار ورد

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اوراد سے بہت کچھ پایا ہے۔

جمعہ کے دن اللّٰہ سو بار پڑھنے سے تنگی دور ہو جاتی ہے۔

ہفتہ کے دن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سو بار پڑھنے سے ہر غم دور ہو جاتا ہے۔

اتوار کے دن یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہزار بار پڑھنے سے روزی غیب سے پہنچتی ہے۔

پیر کے دن بھی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہزار بار پڑھیں۔

منگل کے دن درود پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّم ہزار بار پڑھیں ہر بلا ٹل جاتی ہے۔

بدھ کے دن استغفار ہزار بار پڑھیں عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے۔

جمعرات کے دن لَآ اِلٰہَ اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ہزار بار پڑھیں ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائیں گے۔

سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ سے سنا جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا جیسے ہی فوت ہوگا سیدھا جنت میں جائے گا (مشکوۃ شریف)

اللہ تعالیٰ ہم سب کے رزق میں اضافہ فرمائے (آمین)

حافظ محمد مسعود لنگی ہاؤس سرگودھا روڈ خوشاب (فون:712369)

۷۸۶
۹۲

قطعہ ہائے تاریخ (سال وصال)
حضرت محمد سلیم قادری ؒ۔ امیر اعلیٰ سنی تحریک (پاکستان)

تاریخ شہادت ۱۸ مئی ۲۰۰۱ء
۲۳ صفر ۱۴۲۲ھ

(۱)

۱۔ وہ محسودِ اشرار تھا خیر فطرت — وہ اک روشنی جس سے خائف تھی ظلمت
۲۔ تگ و تاز کا اس کی مقصود یہ تھا — جہانگیر ہو عظمتِ اہلِ سنت
۳۔ تڑپ، پیچ و تاب اضطرابِ مسلسل — سراپا وہ تحریک و جہد و جسارت
۴۔ زیادہ ہو جاہ و حشم اہلِ حق کا — بڑھے اور بھی عزتِ اہلِ سنت
۵۔ تلافی بظاہر ہے دشوار اس کی — ہُوا ہے جو افسوس نقصانِ ملت
رکھا جا تھا یادِ بزمِ وفا میں — وہ مردِ بلند ہمت و پاک طینت
ز روئے "مجاہد" سنِ وصل اس کا — کہا "پیکرِ جراتِ اہلِ سنت"
۴۰ + ۱۳۸۲ = ۱۴۲۲ھ

سنِ وصل از روئے "طوبیٰ" ہے دیگر — تعالی اللہ یہ "افتخارِ شہادت"
۹ + ۱۹۹۲ = ۲۰۰۱ء

(۲)

اولوالعزمی و جرأت اس کی فطرت — ہے بیباکی سرشتِ قادریت
عزیمت، عاشقانِ غوث کا وصف — جسارت، سرنوشتِ قادریت
شہادت کا سن اس حق آشنا کا — کہا فاروق "بہشتِ قادریت"
۲۲ ۱۴ ۵

فاروق شعلہ جوہری

دستور العمل

بزم انوار رضا ضلع خوشاب

دفتر: انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد ضلع خوشاب پوسٹ کوڈ نمبر 41200

1۔ **نام انجمن:۔** بزم انوار رضا ضلع خوشاب

2۔ **دفتر:۔** انوار رضا لائبریری' بلاک نمبر 4 جوہر آباد ضلع خوشاب

3۔ **قوائد وضوابط:۔** (i) ہر راست العقیدہ سنی حنفی بریلوی پاکستانی مسلمان بزم کا ممبر بننے کا مجاز ہے۔ جو بزم کے قوائد وضوابط کا پابند رہے۔ (ii) ہر عہدیدار ماہانہ چندہ مبلغ 10 روپے ادا کرے گا اور بنیادی رکنیت فیس 10 روپے ہوگی۔ (iii) ہر ممبر ماہانہ چندہ مبلغ 5 روپے ادا کرے گا۔ (iv) دو ماہ لگا تار چندہ ادا نہ کرنے سے ممبر شپ ختم کی جا سکتی ہے۔

4۔ **اجلاس:۔** (i) ماہانہ اجلاس بزم کے مرکزی دفتر میں ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو صبح دس بجے منعقد ہوگا۔ (ii) ہنگامی اجلاس بارہ گھنٹے کے نوٹس میں بلایا جا سکتا ہے۔ (iii) ماہانہ اجلاس کے لیے 2 تہائی عہدہ داران اور ہنگامی اجلاس کے لیے ایک تہائی ممبران کی حاضری ضروری ہوگی۔

5۔ **عہدہ داران:۔** ☆ صدر: ملک محبوب الرسول قادری ☆ نائب صدر: صاحبزادہ حافظ غلام احمد
☆ جنرل سیکرٹری: عمار یاسر ☆ جوائنٹ سیکرٹری: ملک ظہور احمد اعوان
☆ خازن: محمد نذر شباب ☆ پریس سیکرٹری: محمد ریاض حیدر

7۔ **مجلس مشاورت:۔** (i) استاذ العلماء علامہ محمد رشید (ii) علامہ سید مسعود الحسن شاہ گولڑوی (iii)

علامہ اختر حسین چشتی گولڑوی (iv) میجر (ریٹائرڈ) رائے محمد قاسم (v) ملک خان محمد (vi) ملک محمد شعیب اعوان (vii) راجہ محمد افضل ایڈووکیٹ

8۔عہدہ داروں کے فرائض واختیارات

(الف) صدر:۔(i) بزم کے تمام اجلاسوں کی صدارت کرے گا۔

(ii) تمام عہدہ داروں اور مجلس مشاورت کے باہمی فیصلوں کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

(iii) تنظیم کے اندر اختلافات کی صورت میں صدر کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

(ب) نائب صدر:۔(i) صدر کے ساتھ جملہ تنظیمی معاملات میں تعاون کرے گا۔

(ii) صدر کی عدم موجودگی میں صدارت کے فرائض سرانجام دے گا۔

(ج) جنرل سیکرٹری:۔(i) اجلاسوں کی کاروائی کا ریکارڈ رکھے گا۔ نیز دوسری تنظیموں اور بزم کے پروگراموں کے متعلق خط و کتابت کا فریضہ سرانجام دے گا۔(ii) ماہانہ یا ہنگامی اجلاسوں کے ایجنڈے ارکان وعہدہ داران کو بذریعہ ڈاک ارسال کرے گا۔

(د) جوائنٹ سیکرٹری:۔(i) جنرل سیکرٹری کے ساتھ جملہ تنظیمی امور میں معاون ہوگا۔

(ii) جنرل سیکرٹری کی عدم موجودگی کی صورت میں جملہ فرائض سرانجام دے گا۔

(ر) خازن:۔(i) ماہانہ چندہ، رکنیت فیس اور اخراجات کا حساب کتاب رکھے گا۔ نیز ارکان وعہدہ داران معاونین سے باقاعدہ وصول کرے گا۔(ii) ہنگامی صورت میں 150 روپے تک خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔ جس کی منظوری بعد میں جنرل سیکرٹری کی رضامندی سے صدر سے لینا ضروری ہوگا۔

(ز) پریس سیکرٹری:۔(i) اپنے اجلاسوں اور پروگراموں کے لیے صحافیوں کو پریس ریلیز جاری کرے گا۔

(ii) اخبارات اور رسائل میں شائع کیے گئے تراشوں کا ریکارڈ رکھے گا۔

9۔مجلس مشاورت کے فرائض و اختیارات:۔(i) بزم کے عہدہ داران کے ساتھ

معاونت اور پروگراموں کو آخری شکل دینے کے لیے ہدایات جاری کرے گی اور بزم کی ترقی کے لیے اقدامات کرے گی۔(ii) خدانخواستہ تنظیم میں اختلافات پیدا ہوجائیں تو انہیں ختم کرنے کے لیے کوشش کرے گی۔(iii) بزم کے شعبہ نشرواشاعت کے سلسلہ میں کسی بھی کتاب یا رسالے کی اشاعت کے لیے مسودے پر غور کرے گی۔(iv) بزم انوار رضا کے سالانہ آمدن واخراجات کی پڑتال کرے گی۔ اور سالانہ انتخابات کی نگرانی کرے گی۔

اغراض ومقاصد

i۔ توحید ورسالت، مقام صحابہ واہل بیت اور مسلک اولیاء اللہ کا احیاء اور تقاریب کا انعقاد۔

ii۔ عشق رسول ﷺ کے فروغ اور استحکام پاکستان کے لیے روحانی جذبہ بیدار کرنا۔

iii۔ علماء ومشائخ اہل سنت سے رابطہ رکھنا۔

iv۔ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ۔ امام اہل سنت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ۔ قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی (رحمتہ اللہ علیہ) کے ایام وصال پر خصوصی محافل کا انعقاد کرنا۔

v۔ اخلاقیات کے تحفظ اور فروغ کے لیے تحریک چلانا۔

(بزم انوار رضا کا یہ دستور العمل 2 فروری 1988ء میں منظور ہوا)

کالی کملی والے رحم فرما!

سجاد میر

محترم سجاد میر، روزنامہ نوائے وقت کراچی کے ایڈیٹر ہیں بنیادی طور پر ضلع ساہیوال کے رہنے والے ہیں محب وطن، نہایت مخلص، مثبت فکر اور دھیمے مزاج کے مالک کہنہ مشق صحافی ہیں۔ کراچی میں "نوائے وقت" کے پلیٹ فارم سے ان کی خدمات لائق تعریف ہیں کراچی میں سنی تحریک کے سربراہ مولانا محمد سلیم قادری کی شہادت کے بعد حالات حاضرہ کے حوالے سے ان کا خصوصی کالم "شہر آشوب" پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے واقعی مشکل حالات میں ضروری ہے کہ بارگاہ رسالت میں استغاثہ پیش کیا جائے کیونکہ یہی طریق ساڑھے چودہ سو سال سے امت میں رائج و راسخ ہے۔ یہ کالم 29 مئی 2001ء کو روزنامہ "نوائے وقت" لاہور نے شائع کیا جو دونوں کے شکریہ کے ساتھ قارئین ہے۔ "انوار رضا" کی نذر ہے۔ (محبوب قادری)

ہو کا عالم ہے، شہر سائیں سائیں کر رہا ہے، دفتر میں تقریباً اکیلا بیٹھا یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کر رہا ہوں۔ آج کراچی میں "کرفیو" ہے، پہلا عوامی کرفیو بلکہ سنی کرفیو۔ سنی تحریک والوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم ہڑتال نہیں کر رہے، شہر میں کرفیو لگا رہے ہیں، کوئی باہر نکلے تو اپنی ذمہ داری پر نکلے۔ لوگوں نے کرفیو کا احترام کیا ہے۔ اگرچہ سرکاری طور پر یہ اعلان آ چکا ہے کہ کرفیو لگانے کا حق کسی جماعت کو نہیں ہے، گورنر سے لے کر وفاقی وزیر داخلہ تک سب نے بتایا کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت کی جائے گی مگر عوام نے ایک نہ سنی اور بالکل اعتبار نہ کیا، انہوں نے یہ بھی کہا کہ کسی کو لاقانونیت کی اجازت نہیں دی جائے گی اور قانون شکن عناصر سے سختی سے نپٹا جائے گا، مگر کرفیو لگانے والوں نے یہ سب کچھ بغیر اجازت کے کر دیا۔ اے آر ڈی کے جلسے کی ناکامی کے بعد چیف ایگزیکٹو صاحب نے فرمایا تھا کہ کہہ دیا جلسہ نہیں ہوگا تو بس نہیں ہوگا، جواب میں نکتہ سنج سرکار سے الٹی سیدھی باتیں پوچھتے تھے کہ ایم کیو ایم کی ہڑتال پر تو آپ خاموش تماشائی بنے رہے، اب کیوں اتنے جوش میں آئے ہیں۔ اس پر

ہمارے جنرل معین الدین حیدر نے بتایا تھا کہ ہم نے بتا دیا کہ حکومت جس طرح چاہے کر سکتی ہے، اسے ہماری نرمی نہ سمجھا جائے، بہرحال اب کسی کو اجازت نہ دی جائے گی۔ خیال تھا یہ پالیسی جاری رہے گی، مگر لگتا ہے جلسہ تو بغیر اجازت کے نہیں ہو سکتا، ہڑتال ہو سکتی ہے اور ہڑتال بھی ایسی کہ اسے کرفیو کہا جائے۔

جس وقت یہ ہڑتال ہو رہی ہے اور شہر میں ہو کا عالم ہے، عین اس وقت بحیرہ عرب کے ساحلوں پر لہریں غضب ناک ہو ہو کر اچھلتی، مچلتی، شور مچاتی انسان کو اس کی بے بسی کا احساس دلا رہی ہیں، شاید اسی ہڑتال کے دوران اس کا کوئی بڑا ریلا ساحل سے ٹکرا جائے۔ طوفان کو بھی آج ہی آنا تھا، اسے خبر نہ ہوئی کہ ہم کرفیو کی حالت میں ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ بھی چند گھنٹے آگے پیچھے ہو جائے۔

ہڑتال، طوفان اور اس کے ساتھ ہی آج یوم تکبیر بھی ہے۔ وہ دن جب ہم نے بزعم خود بھارت کا غرور خاک میں ملا دیا تھا۔ یہیں اس میز پر جہاں میں خاموشیوں میں گھرا یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں، وہیں تین برس پہلے اردگرد میلے کا سماں تھا، فون کی گھنٹیاں رکنے کا نام ہی نہ لیتی تھیں، شہر بھر میں جشن تھا۔ ہم تین سال سے اس جشن کی قیمت دے رہے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں، ہم نے اعلان کیا تھا کہ ہم اس کی ہر قیمت دینے کو تیار ہیں۔ آج اس کا جشن ہے، افسوس ہم یہ جشن منا نہ سکیں گے، ہم کرفیو کی حالت میں ہیں۔

جشن سے یاد آیا کہ ہم ان دنوں ایک اور جشن منا رہے ہیں۔ اپنے نبی ﷺ کی ولادت کا جشن، سب جشنوں سے بڑا جشن، میں بھی درود و سلام والا ہوں اور یہ جو سنی تحریک کے قائد قتل ہوئے ہیں تو یہ بھی درود و سلام والے ہیں۔ ہم سب جشن عید میلاد النبی ﷺ میں مصروف ہیں کہ اس سے بڑی سعادت اور کوئی نہیں۔ ایسے میں درمیان میں یہ سوگوار سانحہ ہو گیا۔ خیال تھا کہ حکومت الٹی میٹم کا نوٹس لے گی اور قاتلوں کو گرفتار کرے گی، مگر حکومت نے عید میلاد النبی ﷺ کا بھی خیال نہیں کیا اور قاتل گرفتار نہ ہو سکے اب کہتی ہے ایف آئی آر میں کوئی نامزد نہیں کیا گیا۔ حکومت کو اب تک یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ جو دوسرے مسلک کا آدمی وہاں مارا گیا، وہ وہاں کیوں تھا۔ کہتے ہیں وہ بے گناہ ہے، تو پھر کون اسے وہاں لایا، یہ تو پتہ کر لیتے، کم از کم اس لانے والے کو گرفتار کر لیا جاتا، بری بات ہے، کب تک ہم یہ آگ و خون کا

کھیل کھیلتے رہیں گے۔

میں شرمندہ ہوں کہ اپنے نبی ﷺ کی ولادت کے جشن کے دوران یہ بدمزگی ہوئی۔

میں شرمندہ ہوں کہ میں یوم تکبیر کو شایان شان طریقے سے نہ منا سکا۔

میں شرمندہ ہوں کہ میں ساحلوں سے ٹکرانے والے طوفان کا مناسب استقبال نہ کرسکوں گا۔

مگر میں اس پر بھی تو شرمندہ ہوں کہ میں اپنے بڑے لوگوں کے قتل کے سلسلے کو روک نہیں سکا۔ لوگ قتل ہوتے رہے، میں بیان دیتا رہا، زیادہ دباؤ پڑا تو خانہ پری کرتا رہا، دکھاوے کے لیے مقدمے بناتا رہا۔

میں شرمندہ ہوں کہ سرکار کے سخت بیانات کے باوجود ہڑتالیں کرتا رہا اور بہانہ جو رہا کہ مجھے ضروری تحفظ فراہم نہیں کیا گیا۔

ایک شرمندگی چھوٹی سی اور بھی ہے، جو چپکے سے بتائے دیتا ہوں کہ آج بلدیاتی انتخابات میں نامزدگی کی تاریخ بھی تھی۔ میں شرمندہ ہوں کہ کاغذات داخل نہیں کرسکوں گا، میں نے اس کا بائیکاٹ تو نہیں کیا ہوا۔ شرمندگی اس بات کی بھی ہے کہ آج انٹر کے امتحانات نہ ہوسکیں گے، خیر ان کا کیا ہے، یہ تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔

سچ مچ میں بہت شرمندہ ہوں، کالی کملی والے تو ہی ہم پر کرم فرما، کم از کم تیری یادوں بھرا یہ مہینہ تو محبت سے منانے کی توفیق عطا ہو! رحم فرما، ہم پر رحم فرما۔ ہم شرمندہ ہیں، بہت شرمندہ ہیں، میں شرمندہ ہوں، بہت شرمندہ ہوں! کالی کملی والے، رحم کی استدعا ہے، رحم، رحم، رحم کالی کملی والے، رحم!

☆ شبہ کے ساتھ کمانا مانگنے سے بہتر ہے۔

☆ ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے۔

☆ بزرگ بننے سے پہلے علم حاصل کرو۔

☆ بدکاری کی کثرت سے زمین میں فساد (زلزلہ آتا ہے) اور حکام کے ظلم وستم سے قحط واقع ہوتا ہے۔

☆ حرص سے روزی نہیں بڑھتی مگر آدمی کی قدر ضرور گھٹ جاتی ہے۔

ضیغم اسلام حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ

ڈاکٹر صاحبزادہ محمد انوار الحق بندیالوی

مجاہد ملت، بطل حریت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی مرحومؒ 2 مئی کو راہی ملک عدم ہو گئے۔ نیازی صاحب نے جس طرح پاکیزہ زندگی گزاری وہ ایک عظیم مقصد، ایک حسین مشن اور ایک بے باک و نڈر رہنما کی زندگی تھی ان کی موت ایک عام انسان کی موت نہیں بلکہ ایسے مرد آہن، حق گو مرد مجاہد اور عزم بلند کے مالک عظیم انسان کی رحلت ہے۔ جو خود ایک مکمل تاریخ تھا۔ جو خود عظمت اسلام کی عظیم علامت تھا، نیازی صاحب ایک ایسے مرد خود آگاہ اور خدامست تھے جن کا دل محبت رسول ﷺ سے لبریز تھا۔ سینہ عشق الہی سے بھرپور تھا ان کی قلندرانہ سیرت، مومنانہ فراست اور بلندی کردار جیسی عظیم صفات اپنے وقت کے تمام رہنماؤں سے انہیں ممتاز کرتی تھیں جو بھی شخص اپنا ہو یا بیگانہ ان کی صحبت میں آ جاتا تو وہ اس شعر کے مصداق کہتا پھرتا۔

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ہوتے تو ہیں

نیازی صاحب سے ملنے والا ہر شخص ان کا عقیدت مند اور گرویدہ تھا۔ وہ اقبالؒ کے مرد مومن تھے صاحب بصیرت اور منبع علم وحکمت تھے۔ جس بھی خوش نصیب شخص نے نیازی صاحب کے جنازے میں شرکت کی بقول اقبال وہ یقیناً پکار رہا ہوگا کہ

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

انہوں نے جس شان سے، جس ڈھنگ سے زندگی گزاری اسی شان سے ملک عدم کے مسافر

بنے بڑی دلیری سے موت کو وصال محبوب کا جام سمجھ کر پیا اور مسکراتے ہوئے اپنے محبوب کے ہاں پہنچ گئے اور حضرت امیر خسروؒ کی زبانی فرما گئے (زبان حال سے)۔

کشش کہ عشق دارد نہ گذاردت بدیساں
بہ جنازہ گرنہ آئی بہ مزار خواہی آمد

(حضرت امیر خسروؒ)

نیازی صاحب کی زندگی کا ہر ہر گوشہ تابناک ہے اور رہے گا انہوں نے جن عظیم مقاصد کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کیا اللہ اور اس کا پیارا حبیب ﷺ یقیناً ان پر راضی اور خوش ہیں سب سے بڑھ کر ان کی وارفتگی اور عشق و جنون کی حد تک نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ سے عقیدت اور محبت تھی۔ ان سے ملنے والا انہیں دیکھنے والا اور پھر انہیں سننے والا بھی حضور پاک ﷺ کا شیدائی بن جاتا تھا۔ کس قدر حسین مشن کے وہ داعی تھے اور کس قدر خوبصورت مشرب کے وہ شیدائی تھے جب بھی بولتے حضور ﷺ کی شریعت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی بات کرے۔ جب بھی منہ کھولتے تو تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی اور مقام مصطفیٰ ﷺ کی بلندی کی بات کرے۔ لوگوں کے دلوں میں حب رسول ﷺ کی بجلیاں بھرتے رہتے۔ حضور کی ناموس پر مر مٹنا ان کا مشن اور نصب العین تھا۔ تبھی تو وہ کسی بڑے سے بڑے رہنما کو۔ (آمر اور ڈکٹیر کو) خاطر میں نہ لاتے کسی سے مرعوب نہ ہوتے یہی وجہ تھی کہ 1959ء آل ورلڈ سیرت کانفرنس (جو صدر ایوب خان کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی) نیازی صاحب نے "مقام رسول ﷺ عقل کی روشنی میں" مقالہ پڑھا اور دوران تقریر اپنے مخصوص انداز میں فرمایا "کہ آج اگر ایوب خان کی حکومت کو چیلنج دیا جائے تو ریگولیشن موجود ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کو چیلنج کرنے والوں کے لیے کوئی قدغن نہیں" تو اس پر ہال نعروں سے گونج اٹھا اور ایوب خان کو عقبی دروازے سے باہر جانا پڑا۔

اسی طرح 1953ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے پر انہیں پھانسی کی سزا (مارشل لاء عدالت نے) سنائی تھی اور یہ سزا سن کر نیازی صاحب بار بار یہ شعر دہراتے تھے۔

کشتگان خنجر تسلیم را   ہر زماں از غیب جان دیگر است

نواب کالاباغ، بھٹو، یحییٰ خان، ایوب خان اور جنرل ضیاء جیسے آمر اور ڈکٹیر حکمرانوں کا بڑی

جوانمردی سے مقابلہ کیا ان کے سامنے ایوانوں میں اپنی گرجدار آواز میں حق گوئی اور بیباکی کی ایسی مثالیں پیش کیں کہ رہتی دنیا تک لوگ انہیں یاد رکھیں گے۔

آپ تحریک پاکستان میں قائداعظمؒ کے معتمد ساتھی رہے۔ اس دور میں ٹوانہ صاحب نے ایک لاکھ روپے کی آفر دی جو نیازی صاحب نے حقارت سے ٹھکرا دی اور فرمایا "میرے لیے دولت ایمان ہی کافی ہے" پھر ٹوانہ صاحب نے زمین دینا چاہی تو فرمایا "چھ صوبوں کا پاکستان مانگتے ہیں چند مربعے نہیں مانگتے"

نواب آف کالاباغ کو اس کے شہر میں للکارا اور فرمایا۔ "تیری مونچھوں سے بغاوت ہو سکتی ہے کالی کملی والے محبوب ﷺ کی زلفوں سے بغاوت نہیں ہو سکتی"

لیبیا کے کرنل قذافی نے ایک موقع پر کہا تھا کہ "عالم عرب کو مولانا نیازی جیسے قائد کی ضرورت ہے"

عراق کے صدر صدام جس نے 350 بین الاقوامی سکالرز اور قائدین کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ "مولانا نیازی کی گفتگو سے ایک صحیح مرد مومن کی جھلک نظر آتی ہے ان کے خیالات عالم اسلام کے وقار کی ضمانت ہیں"

جب 1953ء میں نیازی صاحب کو ختم نبوت کی تحریک چلانے پر پھانسی کی سزا سنائی گئی تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا تھا جو کام کرتے کرتے ہماری داڑھیاں سفید ہو گئیں وہ کام نیازی صاحب نے چند دنوں میں کر دکھایا۔

بھٹو نے بھی نیازی صاحب کے بارے کہا تھا کہ نیازی صاحب اتحاد کے واحد رہنما ہیں جنہیں نہ خریدا جا سکتا ہے نہ ڈرایا جا سکتا ہے۔ میں نے خود بندیال میں اپنے جد امجد حضرت فقیہہ العصر استاذ الاساتذہ علامہ یار محمد بندیالویؒ کے کئی اعراس کے موقع پر نیازی صاحب کے گرجدار خطبات سنے اور جید علماء و مشائخ اور زعماء ملت کو نیازی صاحب کی شان میں قصیدہ گو دیکھا۔

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی، جب 1977ء کی تحریک میں قائدآباد ملک محمد اکبر خان ساقی مرحوم اور میانوالی مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے حلقہ میں تشریف لائے تو میرے والد ذی وقار

اساتذ العلماء علامہ محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہ (سجادہ نشین بندیال شریف) پورے پروگرام میں ساتھ رہے اور نیازی صاحب کی حمایت میں تقاریر فرمائیں اگرچہ علاقہ بھر کے امراء پیپلز پارٹی میں شامل تھے کسی کی پروانہ کرتے ہوئے استاذ الکل علامہ عطا محمد صاحب بندیالویؒ اور علاقہ بھر کے علماء ومشائخ نے (والد صاحب قبلہ کی وجہ سے) جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی قیادت کے اشارے پر رات دن محنت کی۔ بھرپور الیکشن مہم چلائی۔ اس طرح ہمیں بھی مولانا نیازیؒ جیسے عظیم لوگوں کے زیر سایہ خدمت اسلام کا موقع ملا۔ ہر جلسے میں نیازی صاحب اپنے مخصوص لہجے اور انداز میں آمروں اور ڈکٹیروں کو للکارتے ان پر لطائف فٹ کرتے اور محفل کو کشت زعفران بناتے' تاریخی حوالہ جات سے مزین' مضبوط اور اچھوتا انداز تکلم' دبنگ لہجہ' جوش اور طنطنہ' ان کی تقریر کے بعد یوں لگتا ہے کہ۔

وہ آئے بزم میں بس اتنا تو ہم نے دیکھا میر
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

غرض نیازی صاحب کی ایک ایک بات سونے کے حروف میں لکھنے کے قابل ہوتی۔ ان کی زندگی کا مشن' ان کی خدمت اسلام' جمعیت علماء پاکستان میں بیسیوں سال قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ جیسے عظیم قائد کے ہمراہ رہ کر خدمات' اتحاد بین المسلمین' تحریک پاکستان' تحریک ختم نبوت' تحریک نظام مصطفیٰ اور تحریک تحفظ ناموس رسالت جیسی عظیم تحریکوں میں کردار پر سیکنڑوں کتابیں لکھی جا سکتی ہیں لکھی جاتی رہیں گی ان کا مشن جاری ہے جاری رہے گا۔

تاہم مسلک امام رضاؒ کا درد رکھنے والے' نیازی صاحب کے شیدائی' قبلہ نورانی میاں کے فدائی' JUP کے سرگرم کارکن ہمارے مہربان' نوجوان صحافی ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے نیازی صاحب کے حالات کو جمع کر کے شائع کرنے کا جو عظیم بیڑہ اٹھایا ہے وہ یقیناً قابل داد ہے انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کے تمام عقیدت مندوں سے التماس کرتا ہوں کہ اس عظیم رہنما کے عظیم مشن کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نیازی صاحب کے درجات بلند فرمائے ان کے خوبصورت جذبہ کے صدقہ ہمیں بھی دین حق کی خدمت کی توفیق بخشے' آمین۔

حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے ہاں واقعہ نصف شب کا راوی۔ مولانا نیازیؒ

سید محمد عبداللہ قادری (واہ کینٹ)

حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے خادم خاص میاں علی بخش نے اپنی زندگی میں حضرت علامہؒ کے ہاں ایک ایسا ناقابل فراموش واقعہ دیکھا جسے میاں علی بخش عمر بھر یاد کرتے رہے۔ ایک دن کی نصف شب کا واقعہ ہے۔ جس میں ایک بزرگ حضرت علامہؒ کے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے دوسرے بزرگ بازار میں لسی کی دوکان لگائے بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ بہت مشہور اور زبان زدعام ہے۔

مئی 2000ء کے ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ کراچی میں سید مہر علی کا ایک مضمون دریا دل' شائع ہواہ۔ جس میں انہوں نے علامہ کے ہاں واقع نصف شب تحریر کیا ہے۔ جو ادھورا چھوڑ دیا ہے۔ یہ نہیں بتا سکتے دونوں بزرگ کون تھے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی مدظلہ کو راوی لکھا ہے۔

میں (سید محمد عبداللہ قادری) واقعہ کی تہہ تک جانا چاہتا ہوں کہ اصل واقعہ کیا ہے ہماری خوش قسمتی ہے کہ نیازی صاحب ہم میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل شانہ انہیں صحت والی عمر عطا فرمائے بجاہ سید المرسلین ﷺ اس وقت نیازی صاحب کی عمر تقریباً 85 سال ہے۔

میں نے 9 اگست 2000ء کو مولانا نیازی صاحب کو "واقعہ نصف شب" کے سلسلہ میں ایک خط بذریعہ جناب ظہور الدین خان' مکتبہ رضویہ 2/24 سوڈی وال کالونی ملتان روڈ لاہور روانہ کیا۔ کیوں کہ ظہور الدین خان صاحب کی مولانا نیازی صاحب سے پرانی نیازمندی ہے اکثر وبیشتر ملاقات کرتے ہیں۔ مولانا کی کتاب "اتحاد بین المسلمین" بھی شائع کر چکے ہیں۔

اتفاق سے راقم السطور کے والد مکرم نامور محقق ونقاد ماہر اقبالیات سید نور محمد قادری علیہ الرحمۃ 15 نومبر 1996ء چک نمبر 15 شمالی ضلع منڈی بہاؤالدین اور راقم سے بھی ظہور الدین خاں کے دیرینہ

علمی وادبی مراسم ہیں الحمدللہ یہ تعلقات آج تک بڑی گرم جوشی سے قائم ہیں۔

جناب ظہورالدین خان صاحب میرا خط لے کر مولانا نیازی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں میرا خط سنایا تو نیازی صاحب نے اپنی یادداشت کے مطابق اصل واقعہ لکھوا دیا۔ نیازی صاحب کا کہنا مستند ہے کیوں کہ وہ ثقہ راوی ہیں۔

ظہورالدین خاں نے مجھے بذریعہ خط مورخہ 18۔ اگست 2000ء جواب روانہ کیا ملاحظہ فرمائیں۔

2/24

سوڈی وال کالونی

ملتان روڈ لاہور

برادرم سید محمد عبداللہ قادری زیدمجدکم

سلام ورحمت

مولانا نیازی صاحب (محمد عبدالستار خان) خوش قسمتی سے ان دنوں لاہور میں ہی تھے۔ پچھلے دنوں نواب زادہ نصراللہ خاں کی APC کانفرنس میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ جونہی میں نے آپ (سید محمد عبداللہ قادری) کا معاملہ ان کے سامنے رکھا تو انہوں نے فوراً واقعہ لکھوانا شروع کر دیا۔

احقر نے آپ کے مرسلہ واقعہ کی پشت پر لکھنا شروع کر دیا۔ جلدی میں لکھا ہے امید ہے پڑھا جائے گا۔

گوجرانوالہ کے جس بزرگ نے واقعہ نیازی صاحب سے بیان کیا تھا۔ اس وقت زندہ نہیں ہیں اور ان کا نام بھی مولانا کو بھول گیا ہے۔ یاد نہیں آ رہا ان کی اولاد بیٹے وغیرہ موجود ہیں۔

والسلام مع الکرام

ظہورالدین

اصل واقعہ

گوجرانوالہ کے ایک بزرگ علی بخش کے پاس آئے اور کہا مجھے علامہ محمد اقبال کی زندگی کے کچھ واقعات بتاؤ علی بخش نے جواب دیا کوئی بات ایسی نہیں رہ گئی جو مجھ سے علامہ محمد اقبال نے بیان نہ کی ہو حتی کہ مجھے ان کے شب وروز خوراک کا حال بھی یاد ہے۔ ایسی کوئی بات یاد نہیں جو بیان نہ کی ہو اور آپ کو بتاؤں۔ جب اس بزرگ نے اصرار کیا تو علی بخش نے کہا۔ ہاں ایک واقعہ ایسا ہے جو پیش آیا مگر علامہ

محمد اقبال نے اس کی تفصیلات نہیں بتائیں۔

ایک روز وہ میری فداکارانہ خدمت سے مسرور تھے مجھے کہا علی بخش بتاؤ تمہیں کیا دوں تاکہ تم خوش ہو جاؤ میں نے جواب دیا کہ جو معاملہ آپ کو ایک دن نصف شب کو پیش آیا تھا اور میں نے اس کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو آپ نے بتانے سے انکار کر دیا' اب بتانا چاہتا ہوں۔ مگر اس شرط کے ساتھ میرے حیات (عمر بھر) میں کسی کو نہ بتانا البتہ میری زندگی کے بعد بتا سکتے ہو۔

جس رات کا ذکر ہے وہ یوں ہے ایک روز نصف شب آپ (علامہ محمد اقبال) بستر پر لیٹے ہوئے بے حد بے چین اور مضطرب تھے دائیں بائیں پلٹتے تھے یکایک آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور کوٹھی (میکلوڈ روڈ) کے باہر گیٹ کی طرف نکل گئے میں بھی پیچھے چلا گیا۔ اتنے میں ایک پاکیزہ بزرگ اندر داخل ہوئے ان کا لباس خوب صورت سفید تھا انہیں آپ نے پلنگ پر بٹھا دیا اور خود نیچے ان کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور اس روحانی بزرگ کے پاؤں دبانے لگے۔ اور اسی دوران علامہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کے لیے کیا لاؤں۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے دہی کی لسی بنا کر پلا دو۔ اس پر میں نے علی بخش کو کہا جگ لے کر جاؤ اور باہر سے لسی بنوا کر لے آؤ۔

میں (علی بخش) حیران تھا کہ اس وقت لسی کہاں سے حاصل کروں بھاٹی گیٹ جا کر مسلمانوں کی کسی دوکان سے بنوا کر لے آؤں یا لاہور اسٹیشن جا کر کسی مسلمان سے بنوا کر لے آؤں۔ جونہی میں باہر نکلا تو کوٹھی کے سامنے ایک بازار دکھائی دیا۔ بازار میں مجھے ایک لسی والے کی دوکان نظر آئی میں اس کے پاس چلا گیا اور اسے کہا کہ مجھے جگ میں لسی بنا کر دے دو اس نے جگ مجھ سے لے لیا جگ کو اچھی طرح دھوایا اور پھر ایک دہی کی صحنک (کونڈا) اٹھا کر اپنے گڈوے میں لسی بنا کر مجھے میرے جگ میں بھر کر دے دی۔

میں (علی بخش) نے اس کے پیسے پوچھے تو سفید ریش بزرگ دوکاندار نے جواب دیا کہ علامہ محمد اقبال سے ہمارا حساب چلتا رہتا ہے تم لے جاؤ اور ان کو پیش کر دو میں جگ لے کر آیا تو حضرت علامہ کو پیش کر دیا۔ حضرت علامہ نے ایک گلاس بھرا اور سفید ریش روحانی بزرگ کو پیش کیا انہوں نے پی لیا اور پھر دوسرا گلاس بھر کر دیا وہ بھی انہوں نے پی لیا جب تیسرا گلاس بھرا تو بزرگ نے فرمایا خود پی لو۔ کافی دیر تک علامہ صاحب اس بزرگ کے پاؤں دباتے رہے اور باتیں کرتے رہے کچھ دیر بعد وہ بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کوٹھی سے باہر نکلنے کے لیے چل دیئے۔ علامہ صاحب بھی ان کے ساتھ نکلے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ کوٹھی سے باہر وہ بزرگ نکلے تو پھر غائب ہو گئے میں حیران کہ یہ کون ہیں کہاں چلے

گئے اور پھر سامنے وہ دوکاندار بھی نہ تھا جس نے مجھے لسی بنا کر دی تھی۔

میں نے پوچھا حضرت (علامہ محمد اقبال) یہ بزرگ کون تھے اور دوکان پر بیٹھے سفید ریش بزرگ کون تھے۔

علامہ صاحب نے فرمایا کہ میں ان کے نام بتاتا ہوں لیکن میری زندگی میں کسی کو نہ بتانا۔ جو بزرگ کوٹھی میں تشریف لائے اور لسی پی وہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری تھے اور جس بزرگ نے لسی بنا کر دی وہ داتا گنج بخش علی ہجویری ہیں۔

یہ سارا واقعہ گوجرانوالہ کے اس بزرگ کو علی بخش نے بتایا اور پھر گوجرانوالہ کے اس بزرگ نے یہ واقعہ مجھے (محمد عبدالستار خان نیازی) بھی بتایا۔

(مولانا) محمد عبدالستار خان نیازی

تحریر: ظہورالدین خان 18 اگست 2000ء

معروف عالم دین' مصنف اور دانشور

مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم

صہیب مرغوب

ممتاز عالم دین' محقق' مصنف اور تحریک پاکستان کے نمایاں رہنما مولانا عبدالستار خان نیازی گزشتہ بدھ کے روز 86 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ نے پوری زندگی نفاذ اسلام کے لیے جدوجہد میں گزار دی۔ حکومت خواہ انگریز کی ہو یا انگریز کے نقش قدم پر چلنے والے جمہوری حکمرانوں کی یا مارشل لاء کی آپ نے ہمیشہ نفاذ شریعت کے لیے جدوجہد جاری رکھی۔ 1950ء میں جنم لینے والی قادیانی مخالف تحریک کے آپ روح رواں تھے۔ جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی مرحوم کے ساتھ آپ کو بھی سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ یکم اکتوبر 1953ء کو ملنے والی اس سزا کے بعد آپ نے آٹھ دن اور 9 راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاریں مگر آپ کہتے تھے کہ میں خوش ہوں کہ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر اس غلام کو سزائے موت مل رہی ہے جو شہادت کے برابر ہے۔ بعد میں سزائے موت عمر قید میں بدل دی گئی تھی۔ آپ نے بھٹو دور میں بھی نفاذ شریعت کے لیے زبردست تحریکوں میں حصہ لیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی زندگی پیدائش سے موت تک جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ آپ نے یکم اکتوبر 1915ء کو آنکھ کھولی۔ چار سال کے تھے تو والد فوت ہو گئے۔ تیسری جماعت میں تھے تو والدہ کے سائے سے محروم ہو گئے۔ اس یتیمی میں نہ کوئی بھائی تھا' نہ بہن' اس عالم میں آپ نے تن تنہا آگے بڑھنا شروع کیا۔ ہر میدان میں فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑے' پرائمری سے میٹرک تک' ہر بڑے

امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی' کالج میں داخلہ ٹیسٹ ہوا تو اس میں بھی فرسٹ آئے۔ چھٹی جماعت سے تہجد پڑھنا شروع کی جو کبھی قضا نہیں کی۔ پانچ وقت کے نمازی تھے ساری ساری رات عبادت کرتے تھے' دیر تک جاگتے رہتے' تحقیق کرتے' اسلامی موضوعات کے بارے میں جامع انداز فکر اختیار کرتے۔

جب کالج میں آئے تو ایم ایس ایف کے بنیادی کارکنوں اور پھر لیڈروں کی صف میں شامل ہوگئے۔ 1935ء میں علامہ اقبال کی رہائش گاہ پر ایم ایس ایف کی بنیاد رکھی۔ اس لیے علامہ اقبال سے بہت متاثر تھے آپ کو اس بات پر بھی فخر حاصل تھا کہ ایم اے کی ڈگری آپ نے علامہ اقبال کے دست مبارک سے وصول کی تھی۔ آپ نے فلسفہ اور فارسی میں ایم اے کیا تھا۔

جب سیاسی میدان میں قدم رکھا تو قائداعظمؒ کے قریبی ساتھیوں میں شمار کئے جانے لگے۔ 1941ء میں قائداعظمؒ نے آپ کو آل پاکستان رورل پروپیگنڈا کمیٹی کنویئر بنایا۔ قائداعظمؒ خود اس کمیٹی کے سربراہ تھے۔ قائداعظمؒ سے آپ کی اکثر ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں' جن کے قصے آپ نجی محفلوں میں سنایا کرتے تھے۔ پیر اعجاز ہاشمی' محمد خان لغاری' اکبر ساقی اور شیر احمد خان نیازی کے ساتھ اکثر محفلیں جما کرتی تھیں جن میں آپ کہا کرتے تھے کہ...... ''قائداعظمؒ کہتے تھے کہ مسلمانوں کا آئین آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے بن چکا ہے'' نیازی مرحوم کہتے تھے ''جب میں قائداعظمؒ کو اپنی تجاویز پیش کرتا تھا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے وہ محفل میں موجود دوسرے نوجوانوں سے کہتے تھے کہ یہ نوجوان بڑا ذہین ہے۔ حالات کو سمجھتا بھی ہے جو یہ چاہتا ہے وہ میں بھی چاہتا ہوں مگر ابھی ان باتوں کا وقت نہیں آیا وہ تعریف بھی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نوجوان میں مصلحت پسندی بالکل نہیں ہے صاف ستھری بات کرتا ہے'' قائداعظمؒ کہتے تھے کہ میں صرف اسلام کے لیے زندہ ہوں۔ ان کی تقریریں بھی اسلام کے گرد گھومتی تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے ساتھ اڑھائی گھنٹے اسلام پر بات ہوئی۔

نیازی مرحوم نے قائداعظمؒ کو 48 صفحات پر مشتمل نظام خلافت پر ایک دستاویز بھی دی تھی۔ اس کا واقعہ بتاتے ہوئے اپنے دوستوں سے کہتے ہیں کہ......

''جب میں نے قائداعظمؒ کو دستاویز دی تو وہ بہت خوش ہوئے ان کی آنکھوں میں چمک تھی مگر انہوں نے کہا کہ اس دستاویز میں کافی حرارت ہے' گرمی ہے' جس پر میں نے کہا تھا کہ یہ سلگتے ہوئے

دل کی آواز ہے'' اس دستاویز میں اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے حق خود اختیاری کے بارے میں تجاویز دی گئی تھیں۔

1941ء میں آپ سرسکندر حیات کے خلاف انتخابات میں کھڑے ہوگئے تھے کیونکہ انہوں نے مسلم لیگ کی پالیسیوں سے اختلاف کیا تھا آپ نے دیگر مسلم لیگی رہنماؤں کے کہنے سے دستبردار ہونے سے انکار کردیا آپ کو ایک لاکھ روپیہ رشوت بھی دی گئی۔ جس پر قائداعظمؒ سے سکندر حیات نے بات چیت کی اور انہیں مسلم لیگ کی پالیسیوں کی حمایت کا یقین دلایا تب آپ دستبردار ہوئے اس طرح آپ نے پنجاب میں جاگیرداروں کی سیاست کو الٹ کر رکھ دیا۔ آپ اگرچہ خود بھی زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لیے لوگ مقرر تھے مگر آپ نے اس پر کبھی توجہ نہ دی تھی نہ ہی جاگیرداری آپ کے ذہن پر سوار تھی۔ آپ کی سیاست اور سماجی زندگی شفیق مگر مستقل مزاج' باوقار' وضع دار اور میٹھی باتوں پر مشتمل تھی۔ اگرچہ آپ نے ساری عمر شادی نہیں کی تھی مگر آپ ایک شفیق باپ آپ کے دل میں موجود تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے بتایا کہ کرنل قذافی کا پیغام ملا کہ ''پیپلز پارٹی کی حمایت کرو' اگر آپ کی جماعت نے پیپلز پارٹی کی سربراہ کو وزیراعظم کے لیے ووٹ دیا تو آپ کو صدارت کے لیے نامزد کیا جاسکتا ہے۔ آپ بے نظیر کو بیٹی بنالیں'' اس پر آپ نے کہا تھا کہ قوم کی ساری بیٹیاں میری بیٹیاں ہیں۔ بے نظیر کو بھی چاہیے کہ وہ سیاست اسلامی اصولوں میں رہ کر کریں۔ آپ نے ایک اور جگہ کہا کہ میری شادی قوم سے ہوچکی ہے کیونکہ آپ سے اکثر شادی کے بارے میں سوال ضرور کیا جاتا تھا آپ کہتے تھے کہ امام بخاری اور جمال الدین افغانی نے بھی تو شادی نہیں کی تھی مگر حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے اپنے آپ کو اسلام اور نفاذ شریعت کے لیے وقف کردیا تھا۔ آپ نے کالج کے زمانے میں ہی میانوالی میں انجمن اصلاح مسلمین نامی ایک تنظیم کی بنیاد رکھی تھی۔ جس کا مقصد میانوالی کی سطح پر شریعت کا نفاذ تھا۔

آپ وہاں لوگوں سے کہتے تھے کہ پورا تولو' لوٹ مار نہ کرو' بڑوں کا احترام کرو' ماں باپ سے احسن طریقے سے پیش آؤ' خواتین پردے کے بغیر گھروں سے نہ نکلیں' ہمسایوں سے اچھا سلوک کرو۔ اس تنظیم کا مقصد میانوالی میں مقامی سطح پر اسلام کا نفاذ کرنا تھا بعدازاں آپ نے یہ تنظیم مسلم لیگ میں ضم کردی تھی اور خود بھی جوش وخروش کے ساتھ مسلم لیگ کے اجتماعات میں حصہ لینے لگے تھے۔

سردار سکندر حیات کے ساتھ جس تصادم کا آغاز ہوا تھا اس کے اثرات نواب آف کالا باغ نے بھی محسوس کیے تھے۔ اصغر خان (جو بعد میں ڈی آئی جی بن کر ریٹائر ہوئے) ان دنوں ڈی ایس پی ہوتے تھے نے متعدد مرتبہ آپ کو گرفتار کرنے کے لیے لکشمی چوک میں آپ کی رہائش گاہ کا گھیراؤ کیا۔ آپ گرفتاری کے وقت اپنا تمام سامان بستر کے ساتھ بندھواتے تھے اور اگر کوئی چیز رہ جاتی تھی تو سارا سامان کھول کر دوبارہ بندھوایا جاتا تھا۔ نواب آف کالا باغ کے زمانے میں آپ پر ایک مرتبہ قاتلانہ حملہ ہوا جب آپ پرانی انارکلی سے گزر رہے تھے تو مسلح افراد نے آپ پر لاٹھیاں اور ڈنڈے برسانا شروع کر دیئے مگر خدا نے آپ کو بچا لیا تھا۔ آپ پر بھٹو دور میں بھی قاتلانہ حملہ ہوا مگر آپ محفوظ رہے آپ پر چار پانچ مرتبہ قاتلانہ حملے ہوئے لیکن آپ گھبرائے نہیں۔ آپ نے میانوالی میں بھی جاگیرداروں کا طلسم توڑا۔ رکن اسمبلی اور سینٹ کا رکن بن کر دو مرتبہ وزیر بنے۔ آپ کو سب سے کم عمر رکن اسمبلی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ جب آپ 1946ء میں ایم پی اے منتخب ہوئے تو کم عمر ہونے کے باعث ایم این اے کی نشست کے لیے کھڑے نہ ہو سکے۔ اس وقت آپ 24 برس کے تھے۔

علامہ اقبال، جمال الدین افغانی، ابن خلدون اور مولانا محمد علی جوہر بھی آپ کی آئیڈیل شخصیات میں شامل تھے۔ آپ اکثر اپنی تقریروں میں ان شخصیات کا حوالہ دیا کرتے تھے، اپنی تقریر کو علامہ اقبال کے شعروں سے مزین کیا کرتے تھے۔ اس سے آپ کی شخصیت کا انقلابی پہلو سامنے آتا ہے۔ علامہ اقبال کی طرح آپ مغربی جمہوریت کے بارے میں یہی سمجھتے تھے کہ اس سے عالم اقلیت پر کم تعلیم یافتہ اکثریت کی حکمرانی قائم ہو جاتی ہے۔ جمال الدین افغانی اور مولانا محمد علی انقلابی شخصیت کے مالک تھے۔ تقاریر کے دوران آپ ان کا تذکرہ بڑی محبت سے کرتے تھے۔ آپ کہتے تھے کہ اب محمود غزنوی، محمد بن قاسم، احمد شاہ ابدالی اور محمد شہاب الدین غوری جیسے لوگوں کی ضرورت ہے یہاں محمد شاہ رنگیلا جیسی شخصیات نے جنم لیا ہے جس سے اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل دور ہو گئی ہے۔

مولانا عبدالستار نیازی اپنے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام کہتے تھے اور اس لیے کسی بھی آزمائش سے گزرنا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے۔ آپ نے نواز شریف کے دور میں بلدیات اور دیہی ترقی کی وزارت چھوڑ دی تھی اور مطالبہ کیا تھا کہ اسلامی شریعت نافذ کی جائے۔ آپ

نے سابق صدر غلام اسحٰق خاں پر بھی زور دیا تھا کہ شریعت نافذ کرو، جس پر انہیں بتایا گیا کہ اگر آرڈیننس نافذ کر دیا گیا تو دو ماہ میں ختم ہو جائے گا آپ اسمبلی سے بل منظور کروائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ آرڈیننس دو دن کے لیے بھی نافذ کر دیا جائے اسمبلی اسے منظور کرنے پر مجبور ہو گی۔ آپ کہتے تھے کہ اب میری آخری خواہش یہی ہے کہ پاکستان میں شریعت کو نافذ ہوتا ہوا دیکھوں اور اگر میاں نواز شریف یہ شریعت نافذ کر دیتے ہیں تو میں اپنے حلقے کے عوام کو مطمئن کر سکوں گا ورنہ میرے لیے ان کا سامنا کرنا مشکل ہو جائے گا۔ آپ کہتے تھے کہ جب میں نے ایک بل تیار کر کے نواز شریف کو دیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اس بل کو سرکاری طور پر نافذ کراؤں گا۔ مگر پھر بات ختم ہو گئی۔ آپ شریعت بل کے نفاذ سے متعلق کمیٹی کے چیئرمین بھی تھے مگر جب اسمبلی میں ایک بل آپ کی منظوری کے بغیر پیش کیا گیا تو آپ اس سے بھی مستعفی ہو گئے۔

آپ اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ جب ہم اپنی جماعت میں ہندوؤں کے ساتھ اسلام پر بحث کرتے تھے انہیں قائل کرنے کی کوشش کرتے تھے، جب انگریز کے خلاف جدوجہد کرتے تھے تو یہ جدوجہد مسلم لیگ کے دور میں کیوں نہیں ہو سکتی آپ کہتے تھے کہ مسلم لیگ 1950ء کے بعد ختم ہو گئی ہے یعنی اپنے مقصد سے ہٹ گئی ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لیے زندگی وقف کرنے والا مسلم لیگ کی سیاست میں بدظن ہو گیا اور اپنی الگ جماعت بنانے پر مجبور ہو گیا ورنہ ایک وہ وقت تھا جب آپ نے اپنی تنظیم مسلم لیگ میں ضم کر دی تھی۔

آپ کہا کرتے تھے کہ جتنا مضبوط نصب العین ہو گا اللہ تعالیٰ اتنی ہی ہمت عطا کرے گا اسی لئے آپ اپنی بات پر قائم رہتے تھے آپ نے بے نظیر کی حمایت کرنے والی ایک عالمی شخصیت سے بھی یہی کہا کہ میں انسانوں کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکامات نہیں چھوڑ سکتا میں اسلام اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہزار زندگیاں بھی قربان کر سکتا ہوں مگر اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ آپ کہتے ہیں کہ فرقہ واریت پاکستان میں نہیں ہے اور نہ ہی لوگ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ علماء 22 نکات پر متفق ہیں جو آئین کا حصہ ہیں۔

اسلام نے جتنے حقوق خواتین کو دیئے ہیں وہ دنیا کے کسی اور چارٹر میں موجود نہیں ہیں۔ آپ

کہتے تھے کہ اسلام نے خواتین کو جائیداد میں سے حصہ دیا اور طلاق کے باوجود بھی نان نفقے کی ذمہ داری شوہر پر ہی ڈالی ہے آپ کہتے تھے کہ اسلام پردے میں رہ کر کام کرنے سے نہیں روکتا۔ بے شمار خواتین جدید شعبوں میں اسلامی انداز کے مطابق کام کر رہی ہیں جو عین اسلام ہے۔ اسلامی شریعت کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ 1952ء میں سب نے مل کر نماز پڑھی کون کہتا ہے کہ علماء متحد نہیں ہیں۔ عالم اسلام میں کوئی فقہی جھگڑا نہیں ہے اہل تشیع زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں جبکہ پبلک لاء محدود ہے چنانچہ اس کے نفاذ میں رکاوٹ نہیں ہے آپ نے چار بنیادی اصول دیئے تھے مثلاً زندہ رہو اور زندہ رہنے دو ثبت بات کرو اور کسی کے عقیدے کو برا مت کہو اور نہ ہی کسی کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناؤ۔

آپ خواتین کو تمام حقوق دینے کے حق میں تھے مگر عورت کی حکمرانی کو خلاف شریعت قرار دیتے تھے۔ آپ کہتے تھے کہ پیپلز پارٹی کی سیاست اسلام ہے جبکہ معیشت سوشلزم ہے لیکن ہماری معیشت بھی اسلام ہے ہم بے نظیر بھٹو کے لیے دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ انہیں خوشیاں دکھائے وہ پھولیں پھلیں مگر اسلام میں عورت کی حکمرانی کا کوئی تصور نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ تمام تر اختلافات کے باوجود بھی میاں نواز شریف کے قریب رہے اور انہی کے ساتھ اتحاد قائم کیے۔

آپ اسلامی ممالک میں تعاون اور مسئلہ کشمیر وفلسطین کو جہاد کے ذریعے حل کرنے پر یقین رکھتے تھے بلکہ آپ نے آخری پیغام بھی جہاد ہی کے حق میں دیا تھا القدس فاؤنڈیشن کے ڈاکٹر خالد نے 16 مئی کو یوم القدس کے سلسلے میں محمد خان لغاری کو فون کیا تھا، جس پر آپ نے مولانا نیازی سے میانوالی بات کی تھی۔ آپ نے انہیں پیغام دیتے ہوئے کہا تھا کہ:

"فلسطین کی آزادی تک اسلامی ممالک اس کی پشت پر کھڑے ہوں پاکستان سمیت تمام ممالک میں فوجی تربیت لازمی قرار دے دی جائے جو فلسطین اور کشمیر کی آزادی تک جاری رہے ان ممالک کی آزادی کے لیے جہاد کا اعلان کیا جائے" آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ مقبوضہ کشمیر اور فلسطین کا مسئلہ لبنان سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ اس لیے جہاد فرض ہو گیا ہے امریکہ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے اسلامی ممالک کو بنیاد پرست ثابت کر کے ان کو ٹیکنالوجی کی فراہمی روکنا چاہتا ہے اسلامی ممالک کو کمزور کرنے کے لیے انہیں آپس میں لڑوانا چاہتا ہے۔ افغانستان میں روس نے بنیاد پرستی کو برا کہہ کر امریکہ کی

حمایت حاصل کر لی ہے تاکہ وہاں مجاہدین کی کامیابی کو روکا جائے امریکہ اور روس ایک نکتے پر متفق ہیں کہ اسلامی ممالک کی ترقی کو جامد کر دیا جائے۔ روس یورپ کی کمیونسٹ ریاستوں اور امریکہ روس کی نو آزاد ایشیائی ریاستوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتا ہے۔ البتہ آذربائی جان، تاجکستان اور ترکمانستان کے اسلامی ممالک کے بارے میں دونوں بڑی طاقتوں کی پالیسی ایک جیسی ہے کوئی بھی وہاں مسلمانوں کو اقتدار دینے پر آمادہ نہیں تھا اور نہ ہی چاہتا ہے کہ وہاں اسلامی حکومت چلے اس لیے مسلمان مدبران اور غیرت مندانہ طرز عمل اختیار کریں اور اسلام دشمن سازشوں کو سمجھنے کی کوشش کریں جو تفرقہ ڈال کر عقیدے کو کمزور کر رہی ہیں آج اسلامی ممالک میں اخوت محبت اور باہمی تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ کہتے تھے کہ مسلمان اگر حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لائیں تو ایمان مکمل نہیں ہوتا اس لیے اقلیتوں کو وزارتیں دی گئی ہیں مگر امریکہ نے کتنے مسلمانوں کو وزیر بنایا ہے؟

پروفیسر آرنلڈ کہتے تھے کہ قوم دو حصوں میں تقسیم ہے ایک گروہ جو مذہبی جنونی ہے اور دوسرا دوغلی پالیسیاں اختیار کرتا ہے۔ ان باتوں کا جواب مولانا نیازی اس طرح دیا کرتے تھے "مغرب اسلام کے حقیقی پوٹینشل سے آگاہ ہے چنانچہ وہ اسلامی تحریکوں کو کچلنے کی کوشش کرتا ہے اہل مغرب نے ہمیں دہشت گرد، بنیاد پرست یا انتہا پسند قرار دے کر گالی دی ہے کوپن ہیگن، قاہرہ اور بیجنگ میں ہونے والی کانفرنسوں کا مقصد بھی اسلامی تشخص کو مجروح کرنا ہے۔ مغربی دنیا یاد رکھے کہ اسلام کسی بھی تلوار سے نہیں پھیلا۔ اخلاق محمدیؐ سے پھیلا ہے جب عراق اقوام متحدہ کی قرارداد نہیں مانتا تو اسے تباہ کر دیا جاتا ہے اور جب بھارت نہیں مانتا تو اس کی حمایت کی جاتی ہے۔ کشمیر میں ہر جگہ جلیانوالہ باغ موجود ہے مگر عالمی برادری اس کی حمایت کر رہی ہے۔ یہ فلسفہ اسلام کے خلاف ہے۔ اسی سے آپ نے خلافت کا تصور پیش کر کے تمام ممالک کے مابین اشتراک عمل بڑھانے پر زور دیا تھا۔

آپ حق بات کہتے ہوئے کہیں بھی چوکتے نہیں تھے گھبراتے نہیں تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ ایک وفد کے ساتھ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کے لیے اجمیر شریف گئے تو وہاں پر بھارتی حکومت کی ایک نمائندے نے کہا کہ "کچھ لوگوں نے دونوں ممالک کے درمیان لکیر کھینچ دی ہے اگر ہم پہلے کی طرح آپس میں مل جل کر رہیں تو فاصلے ختم ہو سکتے ہیں" آپ نے جواباً کہا

کہ:۔

"یہ لکیر کوئی عام لکیر نہیں ہے یہ آزادی اور خون کی لکیر ہے جس میں ایک نہیں لاکھوں شہیدوں کا خون شامل ہے یہ آزادی کی صبح کی علامت ہے اس کے لیے ہم کوئی بھی قربانی دے سکتے ہیں وہ دن دور نہیں جب ہم پوری تیاری کے ساتھ دہلی آئیں گے اور اس پر پاکستانی پرچم لہرائیں گے"

آپ کی اس تقریر کے بعد بھارت نے آپ پر پابندی عائد کر دی اس طرح یہ آپ کا پہلا اور آخری دورہ ثابت ہوا۔

آپ جب دوروں پر جاتے تھے تو خود بھی نماز پڑھتے تھے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے تھے۔ دوروں کے موقع پر جہاں کہیں بھی ٹھہرتے تھے صبح فجر کے وقت اہل خانہ کو بھی جگاتے تھے اور وفد کے ارکان کو بھی آپ کہتے تھے کہ نماز کے لیے لوگوں کو جگانا ایک سعادت ہے۔ آپ سفر کے دوران بھی نماز قضا نہیں کرتے تھے۔

آپ مختلف وظائف بھی پڑھا کرتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین مدنی آپ کو اسلام کی سربلندی کے لیے مختلف وظائف بتایا کرتے تھے جو آپ دوران سفر یا خاص دنوں میں پڑھا کرتے تھے۔ (رمضان المبارک کو بھی ایک وظیفہ پڑھتے تھے وظیفہ پڑھتے وقت وہ مختلف ساتھیوں کو بھی ساتھ لے جاتے تھے گزشتہ 17 رمضان المبارک کو آپ محمد خان لغاری کو ساتھ لے کر دریائے راوی کی طرف گئے تھے۔ آپ نے محمد خان لغاری کو وظیفے کے بارے میں بتایا کہ کچھ سورتیں پڑھ کر فلاں شخص یا ملک کا نقشہ ذہن میں لاؤ اور پھر زمین سے مٹی اٹھا کر اس کے منہ پر مارو۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس ملک کا نقشہ بگاڑ دے گا۔ اس مرتبہ یہ عمل انہوں نے ایک بھارتی شخصیت کے بارے میں کیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ یہ شخصیت اسلام اور اسلامی ممالک کی مخالف ہے۔

مولانا عبدالستار نیازی مرحوم کئی سال سے ریڑھ کی ہڈی کے عارضے میں مبتلا تھے مگر آپ نے کبھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے آپ اپنے آپ کو ہمیشہ جوان اور باہمت ظاہر کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ جب انسان کا ذہن جوان ہو اور ہمت کرے تو اللہ تعالیٰ ہمت دے دیتا ہے۔ نصب العین درست ہونا چاہیے ایک مرتبہ آپ اپنے حلقے میں ووٹ مانگ رہے تھے' ایک عورت

پاس سے گزری اس نے کہا کہ ہم خواتین آپ کو اس وقت ووٹ دیں گی جب آپ چل کر دکھائیں گے۔ اس عورت کا خیال تھا کہ آپ اپنی عمر اور علالت کے باعث چل نہ سکیں گے مگر آپ نے جلسہ گاہ سے نکل کر لوگوں کو گلی میں چل کر دکھایا اور کہا کہ اسلام کی خاطر یہ کام تو کچھ نہیں ہے۔ جس پر خواتین نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہمت اور زندگی عطا کی ہے جو اسلام کے لیے وقف ہے۔

ذاتی زندگی میں آپ بڑے ملنسار خوش مزاج اور سپورٹس مین سپرٹ رکھتے تھے۔ آپ بچپن میں فٹ بال اور کبڈی کے زبردست کھلاڑی بھی تھے اور ہر پوزیشن پر کھیلتے تھے۔ بعد میں آپ تحریر و تحقیق اور تقریر کی طرف آ گئے' آپ کے بڑے سے کمرے میں ایک طرف پلنگ اور دوسری طرف کتابیں بکھری پڑی ہوتی تھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اکثر اس پلنگ پر آنکھیں بند کر کے محو ہو جاتے تھے' اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے تھے قریبی لوگوں نے آپ کو زار و قطار روتے بھی دیکھا آپ مہمانوں کو اس کمرے میں بلا لیتے تھے' دوستوں کے ساتھ ملاقاتیں ناشتے کی میز پر شروع کرتے تھے جو رات گئے تک جاری رہتی تھیں۔ لوگ آتے جاتے رہتے تھے ناشتے میں آپ دو انڈوں کی زردی اور سادہ توس پسند کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں شام کا کھانا افطاری کے ساتھ کھاتے تھے مگر عام ایام میں شام کو کھانا نہیں کھاتے تھے۔ صرف دودھ کے ایک گلاس اور کھجوروں پر ہی گزارہ کرتے تھے۔ آپ کو سیر و تفریح کا بھی بے حد شوق تھا جب زندگی کی مصروفیات سے تھک جاتے تھے تو پھر آپ پیر اعجاز ہاشمی' محمد خان لغاری اور دوسرے دوستوں کو ساتھ لے کر پکنک پر چلے جاتے تھے۔ آپ سب دوستوں سے کہتے تھے کہ 20,15 روپے ڈالو پکنک مناتے ہیں۔ آپ خود بھی اتنے پیسے ڈالتے تھے' پھر کسی پارک یا دریا کے کنارے چلے جاتے تھے جہاں دیر تک خوش گپیاں ہوتی رہتی تھیں۔ آپ پارک میں جاتے ہی اپنا عصا زمین میں گاڑ دیتے تھے اور مزاقاً کہتے تھے کہ...... اب اس کے سائے میں باتیں ہوں گی۔ آپ کو لطائف بے حد یاد تھے' سیاسی لطائف بھی اور شخصیات کے بھی' جب آپ بات شروع کرتے تو وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا' اس دوران سیاست' معیشت اور ماضی پر بھی باتیں ہوتی تھیں اور قائداعظمؒ اور علامہ اقبال کے افکار کا ذکر بھی ہوتا تھا' ان کا حافظہ بلا کا تھا' انہیں تاریخ کی ہر بات ایسے یاد تھی جیسے بچے نظم یاد کرتے ہیں وہ واقعات بڑے عزم اور اتھارٹی کے ساتھ سناتے تھے' تحریک پاکستان سے لے کر قیام پاکستان کے عہد تک کے کسی بھی واقعے

پر اگر آپ بات کرنا چاہیں تو وہ اس پر مدلل لیکچر دے سکتے تھے۔ انہیں فلسفہ، ادب، ناول اور افسانوں سے بھی شغف تھا، اس دل کش محفل میں وہ ادبی چٹکلے بھی سناتے تھے اور افسانوی کرداروں کا بھی ذکر کرتے تھے۔ مولانا نیازی کی گفتگو ان پھلوں سے بھی میٹھی ہوتی تھی جو ہم روپے چندہ ڈال کر خریدتے تھے۔

ان کا طرہ اور عصا ان کی پہچان تھے، ایک مرتبہ لندن میں ایک غیر ملکی بچی نے ان کا طرہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کھڑا کیسے ہے؟ جس پر آپ نے جواب دیا کہ یہ اپنے بل بوتے پر کھڑا ہے اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے، آپ نے اس انگریز بچی کو اپنے جواب میں بتانے کی کوشش کی تھی کہ مسلمانوں کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا نیازی مرحوم نے گذشتہ دنوں اسلام آباد میں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی تھی، جس میں مولانا شاہ احمد نورانی بھی شریک تھے، اس کے بعد آپ ڈھانگری شریف میں تاجدار بریلی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ "تاجدار بریلی کانفرنس" آپ کا آخری جلسہ ثابت ہوئی۔ اس جلسے میں آپ نے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کو آگے بڑھانے کی تلقین کی تھی۔

آپ کے قریبی رشتے دار غلام سر[illegible] نے آخری دنوں میں اپنا الگ گروپ بنالیا تھا، جس پر آپ کافی افسردہ تھے آپ کو ان سے بڑی محبت تھی جو جمعیت کے اتحاد میں بھی رکاوٹ بنی رہی، جس کا اعتراف آپ خود بھی کیا کرتے تھے، مگر جب انہوں نے اپنا الگ گروپ بنالیا تو لاہور میں آپ کے پاس کوئی ٹھکانہ نہ رہا، جس پر بہت سے لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ان کے ہاں ٹھہریں، آپ نے محمد خان لغاری کو کہا کہ میں کیا کروں، لوگ اتنی عقیدت سے اپنے گھر ٹھہرنے کا کہہ دیتے ہیں انہیں کیسے انکار کروں؟ اس لیے آپ کہہ دیں کہ میں ہوٹل میں قیام کروں گا، آخر میں ان کا ارادہ پیر اعجاز ہاشمی کے گھر ٹھہرنے کا بن گیا تھا، جن کے بچوں کو وہ اپنا عصا دکھا کر کہتے تھے کہ "مجھ سے شرارت نہ کرنا میں تمہارا دادا ہوں" وہ بچوں سے اتنا پیار کرتے تھے کہ صرف دوستوں کے ہی نہیں بلکہ سب بچوں کو وہ اپنی اولاد کی طرح عزیز قرار دیتے تھے۔ مگر وہ اپنے دوست کا مہمان بننے کی بجائے سفر آخرت پر روانہ ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

1962ء کے الیکشن میں قومی اسمبلی کے امیدوار

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا انتخابی منشور

تمہید

- مارشل لاء ختم ہونے، جدید آئین کے نفاذ، اور پاکستان کی پارلیمنٹ کے لیے نئے نظام کے ماتحت پہلے الیکشن کی تقریب پر، ہر امیدوار اپنا ذاتی انتخابی منشور پیش کر رہا ہے۔
- رائے دہندگان کے پاس سوائے قیافہ اور قیاس کے کوئی ذریعہ نہیں جس سے صحیح اندازہ لگایا جاسکے کہ الیکشن میں کامیاب ہونے کے بعد یہ نئے نئے منشور پیش کرنے والے امیدوار کہاں تک اپنے انتخابی وعدوں کے پابند ہوں گے۔
- لیکن مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی جو میانوالی کے حلقہ انتخاب سے پہلے دو مرتبہ صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہو چکے ہیں۔ اور جہاد پاکستان کے آزمودہ کار مجاہد ہیں۔ کوئی نیا انتخابی منشور پیش نہیں کر رہے۔ بلکہ وہ اپنے اسی پرانے پچیس سالہ منشور کو آپ کے سامنے دوبارہ تصدیق کے لیے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے متعلق میانوالی کے رائے دہندگان اپنے سالہا سال کے عملی تجربہ سے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ نیازی صاحب نے اس منشور پر کاربند رہنے کی کوشش میں پھانسی کے تختہ پر جانے سے دریغ نہیں کیا۔ 1953ء کے مارشل لاء کے دوران اور پھر 1958ء میں نافذ ہونے والے مارشل لاء کے دوران ہر قسم کے امتحان میں پورا اترتے ہیں کوتاہی نہیں کی۔ دنیا کی ہر شے کو بازی پر لگا کر کلمہ حق کہنے سے گریز نہیں کیا۔
- قیام پاکستان سے پہلے وہ کون کم عمر اور سیاسی لحاظ سے ناتجربہ کار نوجوان تھا۔ جس نے سر سکندر حیات خاں مرحوم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں ریلوے

اسٹیشن پر طلبا کی جانب سے استقبال میں اور پھر لائل پور کی کانفرنس کے اسٹیج سے اس عزم کے ساتھ چیلنج کیا تھا کہ بالآخر وہ قائداعظم کے سامنے سراطاعت خم کرنے پر مجبور ہو گئے؟

O پاکستان کی مہم کو مقبول بنانے کے لیے سر خضر حیات خاں ٹوانہ کے دورے کے مقابلہ میں' پنجاب کا دورہ کس نے کیا تھا؟

O قیام پاکستان کے بعد جب چند نواب اور نواب زادے پاکستان کی حکومت پر قابض ہو گئے تھے۔ تو سابق پنجاب اسمبلی میں' میانوالی کے کس نمائندے نے "اینگلو محمڈن نوابوں" کو للکار کر کہا تھا کہ ملت پاکستان کو ضرورت احمد شاہ ابدالی جیسے جانبازوں کی تھی۔ لیکن واسطہ تمہارے جیسے محمد شاہ رنگیلوں سے پڑ گیا ہے؟

O جب بعض پاکستان دشمنوں نے مسلم لیگ کو مجرم لیگ بنانے کی سازش کی تھی تو میانوالی سے کس آواز نے مسلم لیگ ورکرز کنونشن میں قوم کے مخلص سیاسی کارکنوں کو جمع کر کے جمہوری روایات تازہ رکھی تھیں؟

O سابق پنجاب اسمبلی میں مسلمان عورتوں کے لیے "پردہ بل" کس نے پیش کیا تھا؟

O شریعت اور فقہ کی خدمت کے لیے سرکاری گرانٹ منظور کرنے کی قرارداد سابق پنجاب اسمبلی میں کس نے منظور کروائی تھی؟

O جب تحریک ختم نبوت بعض سیاسی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو کر منتشر ہو جانے کا خطرہ تھا تو کون شخص سر ہتھیلی پر رکھ کر مسجد وزیر خاں لاہور میں ناموس رسالت کی خدمت کے لیے معتکف ہو گیا تھا؟

O جب دوسری مرتبہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد' تمام پاکستان کی زبانیں گنگ ہو گئی تھیں۔ کون کون سی آواز تھی۔ جو حق کے اعلان کے لیے گونجتی رہی۔ اور مارشل لاء کورٹ کی پرسش کے امتحان سے ثابت قدم نکلی؟

O یہ چند نکات میانوالی کے رائے دہندگان اس کا فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہیں کہ ملک کی پارلیمنٹ میں اس ضلع کے غیور اور حامی اسلام مسلمانوں کی وکالت کرنے کے لیے کس امیدوار کی جرأت ایمان' لیاقت' قابلیت اور تجربہ ہمارے معیار پر پورا اترتا ہے۔

O اور ریکارڈ کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ بھی کرنا ہے کہ جب موجودہ نازک صورت حال میں' پاکستان کے اندر جمہوریت اور پالیمنٹری یا صدارتی آئین اور نظام کے مستقبل کا فیصلہ نئی پارلیمنٹ کو کرنا ہے۔

O ہمارا قانون شریعت محمدی کو بننا ہے یا کیمونزم کی شریعت کو یا امریکہ فرانس اور انگریز کی شریعت کو یا بھارت کی بے دین شریعت کو۔

O کشمیر کا مسئلہ شمشیر سے حل کرنا ہے۔ تدبیر سے حل کرنا ہے۔ تقدیر کے حوالے کرنا ہے۔ یا خالی تقریر سے آگے قدم نہیں بڑھانا۔

O پاکستان کے سکولوں اور کالجوں میں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے یا انجیل یا کفر کے سائنس کی۔ مسلمان عورت کو پردہ میں رہنا ہے۔ یا بے حجاب بن جانا ہے؟

O ہمارے ہاں سودی ملکیت کا تصور رائج ہونا ہے یا مساوات محمدی کی بنا پر حلال کا مال اور حلال خرچ کا؟ تو اس الیکشن میں ہماری بہترین نمائندگی کون کر سکتا ہے؟

الراقم

حکیم ڈاکٹر عمر خاں نیازی (میانوالی)

انتخابی منشور۔ سات نکتے

پہلا نکتہ

میرے انتخابی منشور کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ پاکستان اسلام کی عالمگیر انقلابی تحریک کو ہمارے وطن کی سر زمین سے شروع کرنے کے عزم کا نام تھا۔ ہم نے ابھی فقط بیرونی غلامی سے سیاسی نجات حاصل کی ہے۔ صنعتی طور پر بھی کچھ ترقی ہوئی ہے۔ لیکن اقتصادی' معاشرتی' اخلاقی' ثقافتی' تعلیمی اور مذہبی لحاظ سے اس انقلاب کی تکمیل باقی ہے۔ جو علامہ اقبالؒ اور قائداعظم کی قیادت میں کفرستان کو پاکستان بنانے کے لیے شروع کیا گیا تھا۔ میں پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو گیا تو جس طرح گذشتہ پچیس سال سے اس انقلاب کی تکمیل میں سر دھڑ کی بازی لگائی ہے۔ اسی طرح آئندہ بھی اسلام کے عالمگیر انقلاب کی علمبرداری کی کوشش کروں گا۔ اسی اصول کو پاکستان کی تاریخ میں تحریک خلافت پاکستان کا نام دیا گیا ہے۔

دوسرا نکتہ

میرے انتخابی منشور کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ دنیا میں فقط ایک ہی اسلام ہے۔ جو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، زندگی کے ہر پہلو میں ہر لحاظ سے اخیر مشروط طور پر تعلیم کرنے کا نام ہے حضور علیہ السلام کی تعلیمات کے متعلق ہر اختلاف سلف صالحین کی فقہی راہنمائی میں موجودہ امت کے اجماع سے طے کرنا واجب ہے۔ قرآن مجید یا اسلام کی کوئی ایسی تعبیر قبول نہیں جو پیغمبر اسلام یا اسلامی فقہ سے انحراف کرکے پیش کی جائے۔

تیسرا نکتہ

میرے انتخابی منشور کا تیسرا نکتہ یہ ہے کہ پاکستان کے آئین، قانون یا کسی ملکی ضابطہ کا کوئی حکم اس وقت تک نافذ نہیں ہونا چاہیے۔ جس وقت تک کہ وہ اسلام کی مذکورہ بالا تعریف کے ماتحت واجب ثابت نہ ہو جائے اور کسی عدالت میں کوئی شخص جج یا مجسٹریٹ نہ ہونا چاہیے۔ جب تک کہ وہ مفتی اور قاضی کی شرعی شرائط پر پورا نہ اترتا ہو۔ جو موجودہ عہدیدار اس شرط پر پورے نہیں اترتے ان کی تربیت اور تعلیم کا سرکاری انتظام عبوری زمانہ کے لیے ہونا چاہیے۔ اور اس کے لیے خاص امتحانات ہونے چاہئیں جن میں علمی قابلیت کے علاوہ اسلامی کردار کا بھی خیال رکھا جائے۔

چوتھا نکتہ

میرے انتخابی منشور کا چوتھا نکتہ یہ ہے کہ میں پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہو گیا تو ایسے قانون منظور کروانے کی کوشش کروں گا جس سے سودی کمائی اور شرعی لحاظ سے دیگر تمام اقسام کی حرام آمدنی بند ہو جائے۔ تمام حرام ذرائع سے حاصل کردہ جائداد، املاک یا دولت، بیت المال کے حق میں ضبط کی جائے اور فقط شرعی لحاظ سے حلال ملکیت اور جائداد کسی پاکستانی شہری کے قبضہ اور تصرف میں رہ سکے۔ نیز کوئی مسلمان حلال کسب کے موقع سے محروم نہ رہے۔ محتاجگان کی رہائش، پوشاک، خوراک اور ثقافتی و تعلیمی تربیت اور نگہداشت بیت المال کے ذمہ ہو۔

پانچواں نکتہ

میرے انتخابی منشور کا پانچواں نکتہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان کنبہ کسی قسم کا رشتہ یا کسی قسم کا ورثہ

مذکورہ بالا اسلامی تعریف کے خلاف قائم نہ کر سکے۔ انسانی ضروریات کی شرعی کفالت کے بعد جرائم کی شرعی سزائیں نافذ کی جائیں۔ عورتیں اور مرد اور اولاد سب شرعی حجاب اور تقویٰ کی پابندی کریں۔

چھٹا نکتہ

میرے انتخابی منشور کا چھٹا نکتہ یہ ہے کہ چین اور روس کے مسلمانوں سے لے کر کشمیر اور فلسطین اور الجزائر اور تمام دنیائے عرب اور افریقہ اور تمام دنیا کے مسلمان ایک امت ہیں ایک عالمگیر برادری ہیں کمیونزم یا سرمایہ پرستی یا قوم پرستی کی جاہلانہ اور کافرانہ طاقتوں سے ہمارے تعلقات اسی عالمگیر اتحاد کے اراکین کی حیثیت سے استوار ہونے چاہئیں۔

ساتواں نکتہ

میرے انتخابی منشور کا ساتواں نکتہ یہ ہے کہ پاکستان کی تحریک کے تین بنیادی مقاصد یہ تھے کہ دولت اور اقتدار میں ہر پاکستانی برابر کا حصہ دار ہے۔ اسلام برترین فرمانروا ہے اور حکمران جھوٹے وعدے اور نعرے بلند نہ کر سکیں۔ اب پاکستان کے آئین میں ان تینوں نکات کی تعمیل شامل ہونی چاہیے یا دوسرے الفاظ میں فرعونیت، قارونیت اور یزیدیت کی ممانعت ہو

آپ کا مخلص

عبدالستار خان نیازی ایم اے

طاب بتقریب عرس مبارک

حضرت مولانا جان محمد صاحب نقشبندی مجددیؒ

منعقدہ مورخہ 20 مارچ 1961ء

بمقام آستانہ عالیہ نقشبندیہ میبل شریف، بھکر

حضرات! گذشتہ سال اسی مبارک تقریب کا موقعہ پر میں نے اسلام کے موجودہ دشمنوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو متنبہ کیا تھا کہ ان کی چالوں سے آگاہ رہ کر متحدہ ہو کر ان کا مقابلہ کریں۔ آج کے اس اجلاس میں کچھ نئی باتیں عرض کرنے سے قبل میں ایک بار پھر اسی پیغام کا اعادہ کرتا ہوں اور آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ اسلام کے ان دشمن عناصر میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور روز بروز ان کے مقابلہ کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی جارہی ہے۔

اسلام کے دشمنوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ اندرونی دشمن 2۔ بیرونی دشمن

اندرونی دشمن وہ ہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور پیغام اسلام میں اپنے فاسد اور باطل عقائد کو شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقائد میں خلل ڈال کر ان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا جائے اور امت کے عظیم قلعہ کی بنیادیں ایک ایک کر کے گرادی جائیں اس مقصد کے حصول کے لیے یہ گروہ کئی شاخوں میں بٹ جاتا ہے۔ کوئی خدا پرستی کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے کوئی حب اہل بیت کی آڑ لیتا ہے اور کوئی حدیث پرستی کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ نصب العین سب کا ایک ہے۔

چونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں اس لیے ان مسائل کا حل آسان ہے۔ قلعۂ امت کی حفاظت کے لیے امت مسلمہ کے پاس چار زبردست فصلیں موجود ہیں۔ 1۔ قرآن 2۔ سنت

3۔ اتباع سلف صالحین 4۔ اجماع امت

جو لوگ باقی سب چیزوں کو چھوڑ کر صرف قرآن کی طرف دوڑے اور خدا پرستی کا اعلان کیا اور سنت کی حیثیت کو ثانوی قرار دینے لگے ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ سنت کے بغیر قرآن کو ثابت کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ قرآن بھی دراصل حدیث ہے۔ ایسی حدیث جس کا متن اور مفہوم دونوں ذات باری تعالیٰ کی طرف سے براہ راست حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے بخلاف اس کے سنت وہ حدیث ہے، جس کا مفہوم ذات باری تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ اور متن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ بس یہی قرآن وحدیث کا فرق ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے صرف حدیث کو ہی سرچشمہ سمجھ لیا اور درمیان سے صحابہ کرامؓ ۔فقہائے عظامؒ اور صلحائے امت کا واسطہ ختم کر دینے کی کوشش کی۔ اسلاف کی اطاعت کو ہٹا کر حدیث کو لے لینا زبردست غلطی ہے۔ ان لوگوں سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد زمانی اور بعد مکانی کے باوجود ان کا پیغام پہنچنے کا آخر کونسا ذریعہ ہے؟ اس کا جواب یقیناً یہی ہوگا کہ سلف صالحین اور بزرگان دین ہی اس پیغام کو ہم تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہیں۔ وہابیہ غیر مقلدین ٹھنڈے دل سے غور کریں تو خود بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ذخیرۂ حدیث کے لیے وہ محدثین کے محتاج ہیں اور اسی کا دوسرا نام تقلید ہے۔ اس تقلید کے بغیر دین کی کوئی شکل وصورت ہی باقی نہیں رہتی۔

مسٹر غلام احمد پرویز......کلرکوں کا پیغمبر......قرآن پرستی کا ڈھنڈورا پیٹ کر مذہب سے ناواقف انگریزی پڑھے لکھے طبقہ کو ورغلاتا پھرتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ فتنہ خانگی حیثیت رکھتا ہے اس لیے بارہ صد علمائے اسلام نے فتویٰ دیا ہے کہ "یہ شخص کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے" اب اس کا یہ فسوں زیادہ دیر تک چلتا نظر نہیں آتا۔

اسی طرح پچھلے دنوں مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس محمد شفیع صاحب اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے اور انہوں نے ایک تقریر میں اس خیال کا اظہار کر دیا کہ "قانون اسلام کا منبع اور مأخذ صرف قرآن ہے۔ حدیث کی کوئی حیثیت نہیں یہ ظن اور قیاس ہے اور اس میں غلطی کا احتمال ہے۔" اس پر ان سے سوال کیا گیا کہ "آپ جیسے ماہر قانون کی زبان سے ایسی رائے کا اظہار بسیار تعجب کا باعث ہے۔

قرآن اور حدیث دونوں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ہم تک پہنچے ہیں۔ حدیث کو ظن اور قیاس ٹھہرا کر اور اس میں غلطی کے امکان کا اعتراف کر کے گویا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ اب اگر گواہ ناقابل اعتبار ہے تو اس کی دی ہوئی گواہی (قرآن) کیونکر معتبر ہو سکتی ہے۔؟"

اس سے مسٹر جسٹس محمد شفیع صاحب کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے روزنامہ "پاکستان ٹائمز" لاہور میں معافی نامہ شائع کروایا اور اقرار کیا کہ "اسلام کے قانون میں جو مقام قرآن کا ہے وہی مقام حدیث کا ہے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے کوئی غلطی سرزد ہونے کا امکان نہیں۔" ان کے اس بیان پر ہر طرف سے مرحبا مرحبا کی صدائیں بلند ہوئیں اور دوستوں نے انہیں مبارکباد کہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کا ایمان بچالیا اور انہیں توبہ کی توفیق بخشی۔ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔

ایک تیسرا گروہ ہے جو حبّ اہل بیت کا دم بھرتے ہوئے امت کی وحدت میں رخنہ ڈالنے کے درپے ہے اور صدیوں سے اس سعی میں مصروف ہے۔ یہ لوگ جس قدر خطرناک ہیں اسی قدر ان کا مقابلہ آسان ہے کیونکہ ان کے عزائم اور ان کے اعمال کا پردہ فاش ہو چکا ہے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دے کر انہیں دھوکا دیا اور چھوڑ دیا اور بالآخر انہیں شہید کیا۔ یہ وہی گروہ ہے جو صرف پانچ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قابل اعتبار سمجھتا ہے اور باقی سب کو (نعوذ باللہ) ناقابل اعتبار قرار دیتا ہے بلکہ اس سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر جلیل القدر صحابہ کرامؓ حتیٰ کہ اصحاب ثلاثہ (خلفائے راشدین) کو (نعوذ باللہ) خالی ز ایمان سمجھتا ہے اور ان کے معتقدین سے ان کا ایمان ثابت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس ساری "سعی بلیغ" کا منتہائے مقصود یہ ہے کہ مومنوں کے دلوں سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ختم ہو جائے کیونکہ شاگردوں اور مریدین سے اعتماد کا اٹھ جانا استاد اور پیر و مرشد کے اعتماد کے خاتمہ کا باعث ہوتا ہے۔

اس عظیم فتنے کا جواب اور اس خطرناک مسئلہ کا حل یہ نہیں کہ اصحاب ثلاثہؓ کا ایمان کتب کے حوالہ سے ثابت کیا جائے یا اہل بیتؓ کے ساتھ ان کی عقیدت اور ان کے بہتر سلوک کے ثبوت مہیا کئے

جائیں بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان مفسدہ پرواز لوگوں سے پوچھا جائے کہ تم اہل بیتؓ کے کیا لگتے ہو اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارا کیا واسطہ ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد اول راز دار نبوت کے ایمان پر حملہ دراصل شان رسالت پر بالواسطہ حملہ ہے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجھہ کے ساتھ ہمدردی جتانے کے پردے میں ان کے عزت وناموس کو بٹہ لگانے کا مقصد پوشیدہ ہے۔ یہ لوگ حضرت علیؓ کے واقعہ بیعت کا جو نقشہ پیش کرتے ہیں کوئی بھی صاحب عقل سلیم یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ یہ دوستانہ انداز ہے۔ ان لوگوں کو عقلی اور نقلی جواب دینے اور ان کے ساتھ مناظرے کرنے ہی سے ان کی اہمیت بڑھ گئی ہے اور ان کی ایک الگ حیثیت بن گئی ہے ورنہ یہ لوگ کبھی بھی مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو کر یہ خرابی نہ پھیلا سکتے۔[1]

[1] ہمارے چہار نکاتی فارمولۂ اتحاد میں آخری نکتہ "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" پر عمل پیرا ہونے سے یہ تلخی از خود ختم ہو جائے گی۔ مرکزی تصور یہ ہے کہ اپنے معتقدات کو مثبت انداز میں بیان کیا جائے اور دوسروں کے اکابر کی توہین سے احتراز کیا جائے بلکہ اشارتاً اور کنایۃً بھی سوءادب کا رنگ نہ دیا جائے۔ "اسلامی جمہوریہ ایران" نے امام امیر اور خلیفہ کے لیے جب انتخاب میں کامیابی کا اصول اپنے آئین میں تسلیم کر لیا ہے تو چودہ سو سال کے بعد استحقاق خلافت کی بحث نہ چھیڑی جائے۔

مؤمنین سے دولت ایمان چھیننے کے لیے باطل نے کئی حربے استعمال کئے اور طرح طرح کے پینترے بدلے جب ایک طرف سے ناکامی کا سامنا ہوا تو دوسری طرف سر اٹھانا حال ہی میں ہوس زر کے شکار اور اپنی دکان چمکانے کے خواہشمند کچھ لوگوں نے ایک اور کاروبار چلایا ہے۔ یہ بدبخت اپنی عقل کی ترازو سے حضرت رسول اکرم ﷺ کا علم تولتے اور اپنی عقل کے پیمانے سے محبوب رب کا دائرۂ اختیار ناپتے پھرتے ہیں۔ ان کی اس کوشش کی مثال ایسی ہے جیسے چڑیا اپنی چونچ کے پیمانے سے سمندر کا پانی ناپنا چاہے یا جس طرح سنار اپنے ذرا سے کنڈے پر کوہ ہمالیہ کا وزن جانچنا چاہے۔ عقل انسانی جسم انسانی کی محتاج ہے۔ چونکہ جسم انسانی فانی چیز ہے اس لیے عقل انسانی بھی ناقص چیز ہے اور اس کے ذریعے سے حاصل کردہ تمام معلومات نامکمل ہیں۔ عقل پر بھروسا کرنا اور اس کے پیچھے چلنا نجات کا راستہ نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور مقام انسانی عقل سے وراء الوریٰ ہے اس لیے ہمیں ان کے متعلق یہ

عقیدہ رکھنا چاہیے کہ

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت رسول اکرم ﷺ کے علم اور دائرۂ اختیار کے متعلق بحث کا مقصد وحید مسلمان قوم میں افتراق پیدا کر کے اپنا اقتدار بنانا ہے۔ یہ بحث انتہائی فضول ہے اس کا دروازہ بند کرنا چاہیے۔ عوام کو یہ مشورہ ہے کہ وہ کسی کو اجازت نہ دیں کہ منبر پر کھڑے ہو کر وہ یہ کہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جانتے تھے اور اس قدر نہ جانتے تھے۔ آپؐ یہ کر سکتے تھے اور وہ نہ کر سکتے تھے۔ جب تک یہ فساد رہے گا مسلمان خسارے میں رہے گا۔ ان بحثوں کے خاتمے میں ہی مسلمان کا منافع ہے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ والہانہ عقیدت اور آنحضور ﷺ کی پوری پوری اطاعت ہی کونین کی فلاح و بہبود اور نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

آنحضور ﷺ کو اللہ تبارک وتعالی نے "شاہد" اور "شہید" کے خطابات سے نوازا ہے۔ تمام امور غیبی جنت۔ دوزخ۔ آخرت اور ذات الہی و احکام الہی کے متعلق آنحضور ﷺ کی تصریحات عین شہادت کا درجہ رکھتی ہیں اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جبکہ آنحضور ﷺ نے عالم الغیب کے تمام حالات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمائے ہوں۔ رب کریم کے عطا کردہ اختیارات سے آنحضور ﷺ کو یہ منصب عطا ہوا ہے اور واقعۂ معراج اس کا بین ثبوت ہے۔ واقعۂ معراج شریف سے یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ قلب مؤمن واقعی عرش الہی ہے۔ آنحضور ﷺ کو "شاہد" اور "شہید" تسلیم کرنا ہی ایمان کی کنجی ہے۔

دوسرے نمبر پر بیرونی دشمن ہیں۔ ان میں عیسائی، یہودی، روسی، ملحد و زندیق اور تمام غیر مسلم شامل ہیں۔ ان کی چالیں باریک اور نتائج کے لحاظ سے دوررس ہیں۔ ان کی یلغار کے مقابلہ پر ہمارے پاس صرف دو ہتھیار ہیں لیکن دونوں عظیم ہیں اولاً قرآن پاک اور ثانیاً اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دو ڈھالوں سے تمام غیر مذاہب کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے لیکن اس مقصد کے حصول کے لیے ان دونوں سے پوری پوری واقفیت اشد ضروری ہے۔ اس کے سوا بچنے کی اور کوئی صورت نہیں۔ ہاں! یاد رکھیے دیگر تمام ادیان کے پیروکار خود اپنے پیغمبروں کی تعلیمات کے خلاف عمل پیرا ہیں اور ان کی عزت و ناموس پر حملے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی نے تمام پیغمبروں کی عزت و ناموس کی محافظت کی ذمہ داری مسلمانوں کے

اوپر عائد کی ہے۔ اور قرآن پاک میں جا بجا ان کے تقدس پر شاہد آیات نازل فرمائی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسوۂ حسنہ سے کماحقہ واقف ہو کر اس پر پوری پابندی سے کاربند ہوں۔ اقوام شرق و غرب کے عزائم کا بہ نظر غائر مطالعہ رکھیں اور ان کی مذموم کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے بروقت قدم اٹھائیں۔ اکناف عالم میں امن و امان قائم کرنے اور بنی نوع انسان میں یگانگت و اخوت پیدا کرنے کا یہ واحد اور مجرب علاج ہے۔

یہاں اس امر کا تذکرہ باعث مسرت ہوگا کہ پچھلے دنوں صدر مملکت نے ایک تقریر کے دوران ارشاد فرمایا ہے کہ تمام ملک میں یونین کونسلیں اپنے اپنے حلقوں میں قرآن اور حدیث کا باقاعدہ درس دینے کا انتظام کریں گی۔ اس تجویز سے دو فائدے ہوئے ہیں ایک تو بد باطن منکرین حدیث کی امیدوں پر پانی پھر گیا ہے اور وہ حکومت کی تائید حاصل کرنے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ دوسرے اگر یونین کونسلیں اس فرض کو باحسن وخوبی سرانجام دینے کی کوشش کریں تو ان شاء اللہ یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوگا اور ملک کا ہر فرد قرآن اور حدیث سے اتنی واقفیت ضرور حاصل کرے گا کہ اسے آسانی گمراہ نہیں کیا جا سکے گا۔

آخر میں موجودہ مسائل کے متعلق چند ضروری باتیں عرض کرنے کے بعد میں اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔ آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ 1958ء میں ہمارے ملک میں مارشل لاء نافذ ہوا۔ اس دوران میں انقلابی حکومت نے عوام کی خیر خواہی کے جذبے سے تمام امور سرانجام دیئے اور اب صدر مملکت نے خود اپنے اوپر پابندی عائد کی ہے۔ جون میں مارشل لاء ختم ہو جائے گا اور ملک میں جمہوریت بحال ہو جائے گی۔ صدر مملکت نے قوم کو ایک آئین دیا ہے جس میں ایک خوش آئند شق درج ہے اور وہ یہ کہ:

"پاکستان میں کوئی ایسا قانون نافذ نہ ہوگا جو اسلام کے خلاف ہو"

اب سب سے بڑا مسئلہ "اسلام" کی تشریح ہے۔ اور اس تشریح کی ذمہ داری اس آئین ساز اسمبلی کے ارکان پر ہوگی جس کے انتخابات عنقریب ہونے والے ہیں۔ پاکستان میں آئین ساز اسمبلی کے لیے الیکشن کا یہ اولین موقع ہے۔ حصول پاکستان کی مثال سفیدہ زمین کی خریداری کی سی ہے۔ جس کے لیے ہمیں بیش بہا قیمت اور عظیم قربانیاں دینی پڑیں۔ پھر اس کے بعد پندرہ سال کی مسلسل جدوجہد سے یہ "زمین" اس قابل بنی ہے کہ اس میں تخم ریزی کی جائے۔ ہر ذی عقل و ہوش بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ

اب بیج بھی ایسا بونا چاہیے جو ان مساعی جمیلہ کی شایان شان ہو اور جس سے مراد کا پھل حاصل کیا جا سکے۔

یہ الیکشن بلاواسطہ نہیں بلکہ بالواسطہ ہے۔ ووٹ کا حق یونین کونسل کے منتخب ارکان ہی کو حاصل ہے۔ اس امر کا زبردست خطرہ ہے کہ بعض نااہل لوگ بھی قوم کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالنے کے لیے ہاتھ پاؤں ماریں گے۔ یاد رکھئے کہ صدر مملکت واضح طور پر اعلان فرما چکے ہیں کہ اس آئین میں ترمیم کی گنجائش ہے اور ترمیم کا حق خاص شرائط کے تحت آئین ساز اسمبلی کے ارکان کو حاصل ہوگا۔ اس لیے یونین کونسلوں کے ممبران کو چاہیے کہ وہ سوچ سمجھ کر پابند شریعت۔ شرعی احکام وقوانین سے واقف اور صالح لوگوں کو ووٹ دیں۔ یہی لوگ شرعی اور غیر شرعی احکام وقوانین میں تمیز کر سکیں گے اور ایسے لوگوں کا منتخب ہونا ہی نظریہ پاکستان کی تکمیل کی ضمانت ہو سکتا ہے۔ اگر اس موقع پر غلطی کی گئی اور عوام کے سروں پر نااہل لوگ سوار کئے گئے تو اس کے نتائج یقیناً عبرت ناک ہوں گے۔

اعلائے کلمۃ الحق کے لیے مسلمانوں نے ہر زمانہ میں انتہائی کوششیں کی ہیں اور اس سلسلہ میں کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ولی۔ حضرت مولوی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ جس کے مزار پر آج ہم جمع ہوئے ہیں کی ساری زندگی حق پسندی اور حق گوئی کی واضح مثال ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اجتماعی مفاد پر ذاتی مفاد کو قربان کر دیں۔ اس وقت حکومت اس امر کی انتہائی کوشش کر رہی ہے کہ یہ الیکشن بالکل غیر جانبدارانہ اور نہایت خفیہ طور پر ہو۔ حکومت کا یہ اقدام مستحسن اور قابل ستائش ہے۔ آیئے ! ہم صدق دل سے عہد کر لیں کہ ہم الیکشن کے معاملہ میں حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے ووٹ دینے سے قبل امیدوار کی اہلیت' قابلیت اور قربانی کو پیش نظر رکھیں گے اور کوشش کریں گے کہ بہتر سے بہتر نمائندے منتخب ہوں۔ رائے دہندگان کو کیس سمجھا دیا جائے اور یہ ان پر چھوڑ دیا جائے کہ وکالت کے لئے کس شخص کو منتخب کرتے ہیں۔ نیز اس سلسلہ میں صدر مملکت نے عوام کو مشورہ دیا ہے کہ وہ بنیادی جمہوریت کے ارکان کا محاسبہ کریں اور اپنے حلقہ کے ممبر کو مجبور کریں کہ وہ اہل ترین امیدوار کو ووٹ دے۔ اس لیے آپ سب کا یہ فرض ہے کہ ہر فرد تک یہ پیغام پہنچا دیں اور اس طرح قوم کی اس عظیم امانت پاکستان کی تعمیر میں حصہ لیں۔

وما علينا الا البلاغ.

آزاد کشمیر میں آستانہ عالیہ بہاری شریف سے اٹھنے والی عظیم اصلاحی تحریک

انجمن محبان محمد ﷺ

صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری

حق نے کی ہیں دہری دہری خدمتیں تیرے سپرد
اک تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

تنظیم کی اہمیت وافادیت سے انکار کرنا محال ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس نے اس کائنات کو تخلیق فرمایا اس نے بھی ملت اسلامیہ کو متحد ومنظم رہنے کا یوں حکم فرمایا ہے کہ "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ بازی نہ کرو" جبکہ خدا کے محبوب اور کائنات کے مطلوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

یہ تو خدا اور مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) کے ارشادات اتحاد کے متعلق ہیں۔ جب کہ منظم ہونے کی زندہ مثال کفر اور اسلام کا سب سے پہلا معرکہ "غزوہ بدر" تاریخ عالم پر سنہری حروف سے رقم ہے۔ اس لیے اسلام دشمن طاغوتی طاقتوں کے مقابلے کے لیے ملت اسلامیہ کا باہمی اتحاد ناگزیر ہے۔ اسی مقصد کے لیے انجمن محبان محمد ﷺ معرض میں آئی ہے مگر ملت کے اس اتحاد کی بنیاد ہمارے نزدیک وجہ تخلیق کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والہانہ محبت ہے۔ یعنی عشق رسول ﷺ اس کے بغیر ہم کسی نقطہ پر ہرگز ہرگز متحد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آقا علیہ السلام کی محبت ہی روح ایمان' جان ایمان' اصل ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم دست بہ دعا ہیں کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

عشق مصطفیٰ ﷺ کا فروغ ہمارا مقصد حیات ہیں اور ہم امت مسلمہ کے ہر فرد کو اس عظیم مشن

کاسپاہی بنانا چاہتے ہیں۔ دعا کریں کہ رب کریم اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حبیبی یارسول اللہ ﷺ

آنکھوں میں نور دل میں بصیرت ہے آپ سے
میں خود تو کچھ نہیں میری قیمت ہے آپ سے

انجمن میں شمولیت کی شرائط

انجمن محبان محمد ﷺ کا ہر وہ شخص رکن بننے کا مجاز ہوگا۔ 1۔ جو انجمن کے اغراض و مقاصد سے پوری طرح متفق ہو۔ 2۔ جذبۂ جہاد سے سرشار ہو۔ 3۔ معاشرے میں باعزت مقام رکھتا ہو (نیک صالح، باشعور، بااخلاق اور باکردار ہو۔) 4۔ انجمن محبان محمد ﷺ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی تقاریب میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کا عہد رکھتا ہو۔ 5۔ انجمن محبان محمد ﷺ کی شمولیت کے لیے تعلیم، عمر، قوم اور علاقہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کا منشا یہ ہے کہ

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

ہماری دعا

سرکار کی امت کو وہی جذبہ کامل دے
لا راہ پہ خداوندا بھٹکے ہوئے راہی کو

ضروری گذارش

جو حضرات ہمارے اغراض و مقاصد سے متفق ہوں اور اپنے سینے میں خدمت دین کی تڑپ رکھتے ہوں تو وہ اپنے علاقہ میں تنظیم کی شاخ قائم کرنے یا مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع فرمائیں۔

مرکزی دفتر و بانی صدر: انجمن محبان محمد ﷺ ...... الحسن شفاخانہ۔ آستانہ عالیہ بہاری شریف تحصیل ڈڈیال ضلع میرپور آزاد کشمیر...... اقبال کی ہمنوائی میں دعاگو ہیں کہ

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر

ہمارا پیغام

ضعیف اگر نظر پڑے رسول کا جمال بن
قوی اگر ہو سامنے تو قہر ذوالجلال بن
خدا کے آگے سر جھکا کہ سرکشوں کا سر جھکے
جفا ستم گروں کو دے ستم زدوں کی ڈھال بن

ہمارا عہد!

آفت کوئی آئے نہیں گھبرائیں گے ہم لوگ
حالات کی سولی پہ بھی لہرائیں گے ہم لوگ
انصاف کے داعی ہیں مساوات کے شیدا
حق کے لیے جان سے بھی گزر جائیں گے ہم لوگ
آتا ہے زمانے میں ہمیں گر کے سنبھلنا
اجداد کی تاریخ کو دہرائیں گے ہم لوگ
ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں داد وفا دو
پیغام ہمارا ہے مگر سب کو سنا دو

اغراض و مقاصد

1۔ وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کی جدوجہد۔ 2۔ مقام مصطفیٰ کا تحفظ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا فروغ۔ 3۔ مسلک اولیاء اللہ کی ترجمانی۔ 4۔ مختلف تقاریب کے ذریعے قومی یکجہتی کا فروغ۔ 5۔ فرقہ واریت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا۔ 6۔ غریب اور نادار طلباء کی ہر طرح سے امداد کرنا۔ 7۔ اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی محبت پیدا کرنا۔ 8۔ نوجوان نسل کی اسلامی اقدار کے مطابق تربیت اور ان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت۔ 9۔ منشیات کے خاتمے کے لیے جدوجہد

کرنا۔10۔میلاد مصطفیٰ ﷺ اور یوم پاکستان کے موقع پر شاندار جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کرنا۔11۔حضرت غوث الاعظمؒ ۔امام احمد رضا خان قادریؒ۔ بزرگان بہاری شریف' بزرگان اوچ شریف اور دیگر اولیاء کرام کی یاد میں خصوصی اور شایان شان تقاریب کا اہتمام۔

رابطہ کے لیے

مرکزی دفتر کا پتہ: دفتر انجمن محبان محمد ﷺ آستانہ عالیہ بہاری شریف تحصیل ڈڈیال ضلع میر پور (آزاد کشمیر) (فون نمبر:0320-4965064)

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عبدالحکیم شرف قادری
انچارج' شعبہ تعلیم وتربیت' جماعت اہل سنت پاکستان

2 مئی 7 صفر 1422ھ/2001ء کو مجاہد ملت بطل حریت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دو دن پہلے 29 اپریل کو جامع مسجد مفتی عبدالحکیم' میر پور آزاد کشمیر میں منعقدہ عظیم الشان تاجدار بریلی کانفرنس میں شریک ہوئے اور اپنی زندگی کا آخری خطاب کیا۔ علالت اور نقاہت کے باوجود وہی گرج دار آواز اور وہی طنطنہ برقرار تھا۔

مجاہد ملت پیدائشی مجاہد اسلام تھے' انہیں اگر مجاہدین اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی' محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا بازوئے شمشیر زن اور گرز باطل شکن کہیں تو بجا ہے' دشمنان اسلام کے مقابل امام ربانی مجدد الف ثانی' شہید تحریک آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی' امام احمد رضا بریلوی' پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی للکار کہیں تو مبالغہ نہیں' وہ اقبال کے شاہین ''اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی'' کا مصداق اور تحریک پاکستان میں قائد اعظم محمد علی جناح کے ہراول دستے کے مجاہد سپاہی تھے' وہ اسلام' پاکستان اور ناموس رسالت کے سچے شیدائی اور محافظ تھے۔ ایک اجلاس میں ایک کانگرسی فکر کے حامل لیڈر نے کہہ دیا کہ ''اللہ کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے'' مجاہد ملت نے شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے اسے ڈانٹ پلائی ''عصائے نیازی'' کو لہراتے ہوئے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مہر سکوت لگ گئی۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایسے عمل کی راہ نمائی فرمائیں جو جہاد کے برابر ہو' آپ نے فرمایا: ہم ایسا کوئی عمل نہیں پاتے' پھر فرمایا: جب

مجاہد جہاد کے لیے نکلے تو کیا تم طاقت رکھتے ہو؟ کہ اپنی مسجد میں داخل ہو جاؤ، قیام کرو اور تھکو نہیں، روزے رکھو اور افطار نہ کرو، صحابی نے عرض کیا: اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ (بخاری شریف عربی ص 391) اس حضرت شریف کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد کے دن رات کا ایک ایک لمحہ عبادت میں صرف ہوتا ہے۔

علامہ نیازی واقعی "مجاہد ملت" تھے، ان کی تمام زندگی اسلام اور پاکستان کی حمایت میں بسر ہوئی، نوجوانی کے دور سے زندگی کے آخری سانس تک جابر حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمۂ حق کہنا ان کا شیوہ رہا، امتناع فرعونیت، امتناع قارونیت اور امتناع یزیدیت ان کا منشور رہا، کتاب وسنت، اجماع امت اور فقہاء اسلام کے ارشادات کی حکمرانی، بالفاظ دگر مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے انہوں نے اپنا تن، من، دھن قربان کر دیا اور تمام توانائیاں صرف کر دیں۔

مجاہد ملت نے زندگی بھر باجبروت حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا، جس کے نتیجے میں کئی دفعہ ان پر قاتلانہ حملے ہوئے، مقدمات قائم کئے گئے اور پس دیوار زنداں رہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی، بلکہ محمدی کچھار کا یہ شیر نئی گھن گرج کے ساتھ منظر عام پر آتا رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی زندگی کا بڑا حصہ کچہریوں کے چکر کاٹنے اور جیلوں میں بسر ہوا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے، جب 25 فروری کو قائدین گرفتار کر لئے گئے تو مجاہد ملت نے مسجد وزیر خان، لاہور کو مرکز بنا کر تحریک جاری رکھی۔ لاہور میں روزانہ دو جلسے ہوتے، ایک عصر سے پہلے دہلی دروازہ کے باہر اور دوسرا عشا کے بعد مسجد وزیر خان میں مجاہد ملت دونوں جلسوں میں خطاب کرتے اور فدایان ختم نبوت کو نئی حرارت عطا کرتے، ڈی ایس پی فردوس علی شاہ آپ کو گرفتار کرنے آیا تو رضا کاروں نے اسے دروازے پر روک لیا، تلخی بڑھی تو ایک رضا کار نے اسے چھرا مار کر قتل کر دیا، مجاہد ملت گرفتار ہوئے اور ان پر دو مقدمے قائم ہوئے، ایک ڈی ایس پی کو قتل کرنے کا اور دوسرا پاکستان سے بغاوت کا۔

پہلا مقدمہ تو ثابت نہ ہو سکا، دوسرے مقدمے میں آپ کو سزائے موت سنا دی گئی، سپیشل ملٹری کورٹ نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا:

تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائے گی جب تک

تمہاری موت واقع نہ ہو جائے۔

مجاہد ملت نے فرمایا: "بس یہی سزا لائے ہو؟ اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں بھی ہوتیں تو میں ان سب کو محمد مصطفیٰ ﷺ پر قربان کر دیتا۔" ایک لمحے کے لیے موت کے خوف کا حملہ ہوا، معاً یہ آیت کریمہ دل میں آئی: **خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً** (جس نے موت اور زندگی پیدا کی تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل والا ہے) اس سے آپ نے یہ نکتہ اخذ کیا کہ زندگی اور موت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، یہ لوگ میری زندگی نہیں چھین سکتے، اس سے آپ کو بڑا حوصلہ ملا۔ اس کے ساتھ ہی یہ شعر آپ کی زبان پر جاری ہو گیا:

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگر است

آپ یہی شعر زیر لب پڑھتے ہوئے پورے اطمینان کے ساتھ کمرے سے باہر آئے تو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل مہر محمد حیات نے یہ سمجھا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بری کر دیا ہے، کہنے لگا: نیازی صاحب! مبارک ہو! آپ بری ہو گئے۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ سزائے موت کا حکم سن کر بھی کوئی شخص اتنا ہشاش بشاش ہو سکتا ہے، ایسا حکم سن کر تو بڑے بڑے دلاوروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔ اس نے کہا: کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا: اب ان شاء اللہ تعالیٰ! حضور پاک ﷺ کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل ہوگا۔ وہ پھر بھی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا:

فزت و رب الکعبۃ (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا ہوں) مجھے شہادت کی موت نصیب ہوگی۔

سات دن اور آٹھ راتیں پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے، مئی 1955ء میں اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہوا اور آپ باعزت رہا کر دیئے گئے۔

(محمد صدیق ہزاروی، علامہ: تعارف علمائے اہل سنت (مکتبہ قادریہ، لاہور) ص 66-60)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے پر چلتے

ہوئے حمایت حق اور استقامت کی توفیق عطا فرمائی اور سرخرو فرمایا۔

مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی خاطر جمعیت العلماء پاکستان میں شامل ہوئے' مئی 1973ء خانیوال میں جمعیت کا کل پاکستان کنونشن منعقد ہوا تو مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی جمعیت کے صدر اور مجاہد ملت کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا' تقریباً بیس سال تک یہ دونوں قدآور لیڈر ایک ساتھ کام کرتے رہے' پھر راستے بدل گئے جس کا پوری قوم کو قلق تھا' الحمد للہ! کچھ عرصہ قبل جمعیت کے دونوں گروپوں میں صلح ہوگئی تھی' اس طرح مجاہد ملت جمعیت کے صدر کی حیثیت سے اس دنیا سے رخصت ہوئے' اس مصالحت میں مفتی محمد خاں قادری' ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی اور مولانا رضائے مصطفیٰ نے مرکزی کردار ادا کیا' بعض میٹنگوں میں راقم الحروف بھی شریک ہوا۔

مجاہد ملت سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں میبل شریف (ضلع میانوالی) کے فقیر قادر بخش نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے' آپ کو ضیائے مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ) سے اجازت وخلافت حاصل تھی' علامہ اقبال کے عاشق زار تھے اور ان کے سینکڑوں اشعار نوک زبان تھے' عابد شب زندہ دار تھے' آپ کے ڈرائیور کا بیان ہے کہ رات ٹھیک اڑھائی بجے بستر چھوڑ دیتے تھے اور نماز تہجد ادا کر کے اوراد ووظائف میں مشغول رہتے تھے۔

2 جون 1968ء کو مجلس صداقت اسلام' لاہور کی طرف سے پہلی بار مؤثر انداز میں "یوم رضا" منایا گیا' جس میں مجاہد ملت نے بھی پرزور مقالہ پڑھا' ان کا مقالہ "مقالات یوم رضا" کے دوسرے حصے میں چھپ چکا ہے' یاد رہے کہ اس یوم رضا کا اہتمام علوم قدیمہ وجدیدہ کے جامع مولانا قاضی عبدالنبی کوکب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا اور انہوں نے یوم رضا کے موقع پر سال بسال پڑھے جانے والے مقالات تین حصوں میں جمع اور شائع کئے تھے۔

مارچ 1982ء میں بعض فتنہ پرور لوگوں کی سازش کی بناء پر بعض عرب ممالک نے امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر "خزائن العرفان" پر ناروا پابندی عائد کی تو مجاہد ملت نے عرب امارات' کویت اور سعودیہ کے سفیروں کو اصلاح احوال کے لیے تفصیلی خط لکھا' 5 مئی 1985ء کو ورلڈ اسلامک مشن' برطانیہ کی طرف

سے "ویمبلے ہال" لندن میں حجاز کانفرنس منعقد کی گئی جس میں سعودی حکمرانوں سے اپیل کی گئی کہ اہل سنت وجماعت کے مطالبات تسلیم کئے جائیں' مجاہد ملت نے اپنی کتاب "اتحاد بین المسلمین" کے دوسرے حصے میں اس کانفرنس کا تفصیلی تذکرہ کرنے کے علاوہ ورلڈ اسلامک مشن' یوکے' کی کوشش سے شاہ فہد سے ملاقات کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں' اس کے علاوہ "کنز الایمان پر پابندی کا علمی وتحقیقی تجزیہ" کے نام سے ایک پرمغز مقالہ لکھا جو مجلس رضا' لاہور کی طرف سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔

مجاہد ملت سے راقم کی ملاقات 1974ء میں ہوئی' پہلے آپ لکشمی چوک کے ایک فلیٹ میں رہتے تھے' پھر اونکار روڈ' اسلام پورہ (کرشن نگر) جمعیت العلماء پاکستان کے سابق دفتر میں رہائش اختیار کرلی' راقم جامع مسجد حامدیہ رضویہ' عمر روڈ' اسلام پورہ میں طویل عرصہ تک جمعہ پڑھاتا رہا' مجاہد ملت لاہور میں ہوتے تو عموماً اسی مسجد میں جمعہ ادا کرتے اور کئی دفعہ خطاب بھی فرماتے' اس طرح ملاقاتوں کا طویل سلسلہ جاری رہا۔

1983ء کی بات ہے کہ مجاہد ملت نے راقم کو ٹیلی فون کیا اور فرمایا کہ سمن آباد میں پروفیسر طاہر القادری کی رہائش گاہ پر ایک ضروری میٹنگ ہے' آپ بھی اس میں شرکت کریں' مزید کرم یہ فرمایا کہ خود لوہاری دروازہ تشریف لائے اور اپنی گاڑی پر مجھے ساتھ لے گئے' پروفیسر طاہر القادری اور مفتی محمد خان قادری کی موجودگی میں اس موضوع پر گفتگو ہوئی کہ احسان الٰہی ظہیر نے "البریلویت" نامی کتاب میں غلط بیانیوں کے انبار لگا دیئے ہیں اور ہمارے بزرگوں کی کردار کشی کی ہے' اس کا ہماری طرف سے جواب آنا چاہیے' طویل گفتگو کے بعد یہ ذمہ داری راقم کے کندھوں پر ڈال دی گئی۔

راقم نے مرکزی مجلس رضا' لاہور کے صدر حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بات کی تو انہوں نے یہ کہہ کر حوصلہ بڑھایا کہ آپ لکھیں ہم مجلس رضا کی طرف سے اسے شائع کریں گے' اگر چہ ہزار صفحے کی کتاب ہو' اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال تھی' راقم نے دو کتابیں لکھیں جن کے صفحات کی مجموعی تعداد چار سو تھی' (1) اندھیرے لے اجالے تک اور (2) شیشے کے گھر' یہ دونوں کتابیں کثیر تعداد میں (تقریباً بیس ہزار سے زائد) مجلس رضا' پھر رضا اکیڈمی اور رضا دار الاشاعت نے شائع کیں' یہ دونوں کتابیں

ہندوستان سے بھی شائع ہوئیں۔

مجاہد ملت نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

بعض بدنہاد اور نافرجام لوگوں نے اختلاف وانتشار پھیلانے کے لیے کتابیں لکھیں اور ان کے عزائم مشؤمہ سے ہماری تحریک (اتحاد) کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہوا، مگر ان کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے "اندھیرے سے اجالے تک" اور "شیشے کے گھر" جیسی تالیفات نے متلاشیان حق کے لیے کافی مواد فراہم کر دیا اور قارئین کو بتا دیا ہے کہ کتاب و سنت میں کفار ومنافقین کی بابت واضح اشارات کو شمع ہدایت کے پروانوں پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔ (اتحاد بین المسلمین، طبع جنوری 1988ء حصہ دوم ص 18)

9 جون 1987ء کو اپنے ساتھ ماڈل ٹاؤن پیر اعجاز احمد ہاشمی صاحب کی کوٹھی پر لے گئے، جہاں مولانا علامہ شاہ احمد نورانی اور تین چار دوسرے حضرات تشریف فرما تھے، وہاں مجھے بتایا گیا کہ ورلڈ اسلامک مشن، یوکے، کی شاخ نے شاہ فہد سے ملاقات کر کے اپنے مطالبات پیش کیے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے علماء سے ملاقات کریں، اسی مقصد کے تحت طے کیا گیا ہے کہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے پانچ پانچ علماء پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیا جائے جو سعودی علماء سے مذاکرات کرے، اس وفد میں تمہارا نام بھی شامل ہے۔

میں نے عرض کیا جن مسائل پر علماء سعودیہ سے گفتگو کرنا مطلوب ہے، ان پر عربی میں مقالات لکھ لئے جائیں جو سعودی علماء کو پیش کر دیئے جائیں اس کے بعد ضرورت ہو تو زبانی گفتگو کی جائے، اس سلسلے میں راقم نے مسئلہ علم غیب اور توسل پر مقالے لکھنے کی ذمہ داری قبول کی اور دو اڑھائی ماہ کی محنت کے بعد دو مقالے لکھ لئے۔

1۔ مدینۃ العلم (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے موضوع۔

2۔ حول مبحث التوسل: مسئلہ توسل پر ابوبکر جابر الجزائری کے اعتراضات کا علمی اور تحقیقی جائزہ

پانچ چھ ماہ بعد مجاہد ملت سے رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ سعودی عرب میں حج کے موقع پر تین چار سو ایرانی ہلاک کر دیئے گئے، اس حادثے کی بنا پر مذاکرات کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا۔

الحمد للہ! یہ دونوں عربی مقالے کتابچوں کی صورت میں شائع کر دیئے گئے، بعد ازاں "البریلویۃ" کے جواب میں لکھی گئی عربی کتاب "من عقائد أهل السنة" میں شامل کر دیئے گئے۔

ایک دفعہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی صدر مجلس رضا، لاہور نے مجھے بتایا کہ نیازی صاحب فرما رہے تھے کہ مولانا شرف قادری کا قلم مضبوط ہے، تو میں نے کہا کہ ان کا قلم بھی مضبوط ہے اور علم بھی مضبوط ہے۔

25 شعبان 3 اپریل 1409ھ/1989 کو راقم کے والد ماجد مولوی اللہ دتا ہوشیار پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا تو مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ از خود نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور قل شریف کی محفل میں بھی شریک ہوئے۔

13 دسمبر 1996ء کو راقم، مجاہد ملت کی خدمت میں ان کی رہائش گاہ پر حاضر ہوا تو انہوں نے جناب میاں محمد صادق قصوری زید مجدہ صدر، نیازی فاؤنڈیشن، قصور کی لکھی ہوئی کتاب "مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی" کی پہلی جلد عنایت کی، راقم نے درخواست کی کہ اس پر دستخط بھی فرما دیں، چنانچہ انہوں نے درج ذیل عبارت لکھی اور نیچے دستخط کر دیئے:

عزیز محترم حضرت مولانا عبدالحکیم شرف صاحب کے نظریۂ پاکستان اور استحکام پاکستان کے لیے تحقیق انیق اور ایثار کی نذر

13 دسمبر 1996ء — محمد عبدالستار خان نیازی

سینیٹر

پھر ایک ملاقات میں کتاب مذکور کی دوسری جلد بھی عنایت فرمائی، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ اسلام، مسلک اہل سنت اور پاکستان کے عظیم پاسبان تھے، اللہ تعالیٰ ان کی قبر انور پر رحمت و نور کی بارش فرمائے۔ راقم ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوا اور آخری دیدار سے بھی مشرف ہوا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ اللہ کا شیر سویا ہوا ہے اور ابھی اٹھ بیٹھے گا، اہل سنت کے اس بین الاقوامی

لیڈر کا اثاثہ اخباری اطلاعات کے مطابق کپڑوں کے چار جوڑے' تین کلاہ' ایک عصا اور جوتوں کا ایک جوڑا تھا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

پاکباز مجاہد ملت

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی میرے دوست بلکہ بھائی ہیں لیکن وہ اخلاقی اور روحانی طور پر جن مقام پر فروکش ہیں اس مقام سے ان کے ساتھ میرا رشتہ ایک پاکیزہ شخصیت سے ایک ادنیٰ نیازمند کی عقیدت مندی کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ میں انہیں پچاس سال سے زائد عرصے سے سرگرم عمل دیکھ رہا ہوں۔ اس دور میں جب کہ وہ اس صدی کے چوتھے عشرہ میں ایک طالب علم تھے۔ ازاں بعد پانچویں عشرے میں جبکہ وہ تحریک پاکستان اور خلافت پاکستان کے ہراول دستے کے ایک مجاہد پاکباز تھے۔ پھر چھٹے عشرے میں جبکہ وہ تحریک ختم نبوت کے سرخیل تھے۔ پھر ساتویں عشرے میں جب کہ وہ ایوبی کالا باغی فسطائی ڈکٹیٹرشپ کے سرگرم عمل رہے اور اس کے بعد آٹھویں عشرے میں جبکہ انہوں نے بھٹوازم کے خلاف متحدہ محاذ میں شامل ہو کر اپنی سرفروشانہ روایات میں چار چاند لگائے اور اب اس عشرے میں جبکہ انہوں نے اسلام کا نقاب اوڑھے ہوئے جنرل محمد ضیاء الحق کی ڈکٹیٹرشپ کے خلاف اپنے آپ کو سینہ سپر کیے ہوئے ہیں میں نے انہیں ان تمام ادوار میں سر سکندر حیات سے لے کر جنرل محمد ضیاء الحق تک ہر قسم کے جاگیردارانہ حکمرانوں اور جرنیلانہ ڈکٹیڑوں کے خلاف خلوص' للّٰہیت' عزم وتوکل' صبر وسکون سے مردانہ وار سرگرم جہاد کیا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہوں تو شاید غلو نہ ہو کہ حسب مقدار اور حسب توفیق خلوص کے ساتھ رہا ہے۔ میری ان سے ایک اور واسطے سے بھی نسبت ہے اور وہ ہے اعلیٰ حضرت مولوی محمد ابراہیم غی چشتیؒ سے قلبی عقیدت کی شخصیت سے گہرا قلبی لگاؤ۔ (م۔ش کے مضمون سے اقتباس)

لمعات قلم

مدیر اعلیٰ: مولانا شاہ گردیزی

مولانا شاہ حسین گردیزی کی زیرادارت شائع ہونے والے ماہنامہ "تبیان" کراچی نے ستمبر 1988ء کے اپنے شمارہ کے اداریہ میں کراچی میں جے یو پی کے جلسہ میں فائرنگ اور ایک کارکن ثناء اللہ کی شہادت پر مندرجہ ذیل اداریہ لکھا جو مولانا نیازی کے حوالے سے اہمیت کا حامل ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (محبوب قادری)

24 ستمبر کو اخبارات میں یہ خبر جلی حروف سے شائع ہوئی کہ رات کو ملیر میں جمعیت علماء پاکستان کا ایک عظیم الشان جلسہ عام ہو رہا تھا' جس میں مولانا عبدالستار خان نیازی کے خطاب کے دوران گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔ جس سے جمعیت کے مقامی رہنما ثناء اللہ شہید ہوگئے اور کئی دوسرے افراد زخمی ہوئے۔ جن میں خود مولانا عبدالستار خان نیازی بھی شریک ہیں۔ رات بھر فائرنگ ہوتی رہی' جمعیت کے مقامی کارکنوں کے گھروں پر حملے ہوئے۔ عینی شاہدوں کے بیان کے مطابق اس موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی نے بسالت جرأت اور مردانگی و بہادری کا ثبوت دیا۔ وہ ایک مؤمن کی شان اور لایخشون احدا الا اللہ کی تفسیر تھی۔ آپ نے منتشر لوگوں کو جمع کیا اور تقریر کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ گولیوں کی بارش ہمیں نظام مصطفیٰ کے لیے جدوجہد سے روک نہیں سکتی' ہم تو مصطفیٰ علیہ السلام کے نام پر مرنے اور مٹنے والے ہیں۔ اگر غیر اسلامی قوتیں ہمیں آزمانا چاہتی ہیں تو وہ پہلے بھی آزما چکی ہیں اب پھر آزما لیں تو تیر آزمالے ہم جگر آزمالیں' ابن صباح کی اولاد کی دھمکیاں ہمارے لیے سد راہ نہیں ہو سکتیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خان نیازی ملت اسلامیہ پاکستان کا ایک قیمتی سرمایہ

ہیں اور اپنے قول وکردار میں اللہ تعالیٰ کی برہان ہیں۔ ان کی سیاست اور طرزِ عمل سے کسی کو اختلاف تو ہو سکتا ہے۔ مگر ان کی سیادت وقیادت عندالناس مقبول ومسلم ہے' اسلام میں خلیفہ وقت سے بھی اختلاف رائے کی اجازت ورخصت ہے' اور اس کی عملی مثالیں بھی موجود ہیں' آج پاکستان کے وجود کو پارہ پارہ کرنے کے لیے زبان ووطن اور رنگ ونسل کی بنیادوں پر کئی تنظیمیں کام کر رہی ہیں' سادہ لوح مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر اکابر واسلاف سے برگشتہ کرنے میں لگی ہوئی ہیں' ان حالات میں محبّ وطن اور متدین افراد کے لیے خاموش رہنا گویا گونگے شیطان کا کردار ادا کرنا ہے۔ مصلحت پسند اور موقع شناس افراد ایسے موقع پر دوغلی پالیسی اختیار کرتے ہیں اور اسے اپنی کامیابی سمجھتے ہیں' مگر جس کی طینت وخمیر میں ابراہیم وموسیٰ کی بے باکی ہو' جس کی رگوں میں خونِ حسین گردش کناں ہو' جن کی کانوں میں ٹیپو اور خیر آبادی کی آوازیں آ رہی ہوں وہ میدان ہی کا انتخاب کرتے ہیں' چنانچہ مولانا نورانی اور نیازی میدان عمل میں آئے تو انہوں نے جمہوری طریقہ سے اس طوفان رستاخیز کا مقابلہ شروع کیا اور جب غیر اسلامی قوتوں نے خود کو مقابلہ سے کمزور پایا تو کلاشنکوفوں اور راکٹ لانچروں سے نہتے قائدین اور سامعین پر حملہ کر کے استدلال واخلاق کے میدان میں اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ تاہم مولانا نورانی اور مولانا نیازی اخلاق واستدلال کے لحاظ سے عظیم الشان فتح حاصل کر کے خاموش اکثریت کے دلوں میں اتر گئے اور جلسے کے بعد کے حالات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ نورانی کارواں اسلامی اخلاق وآداب کی اشاعت میں رواں دواں ہے اور منزل مراد پر ہی لنگر انداز ہوگا۔

قارئین کرام! مولانا نورانی کی یہ ساری جدوجہد اسلام کی بالادستی کے لیے ہے وہ اپنی ذات کے لحاظ سے ایک خدامست درویش ہیں' ان کی کوئی خانقاہ اور درس گاہ نہیں جہاں کے وہ شیخ ومہتمم ہوں بلکہ کار وکوٹھی تو کجا کرائے کے مکان میں رہتے ہیں' اس لیے تمام متدین افراد اور خصوصیت سے علماء اہل سنت کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے اور مولانا نورانی کی طرف دستِ تعاون بڑھانے کے لیے سوچ لینا چاہیے تاکہ وہ اس کارزار میں تنہا نظر نہ آئیں اور آخر میں علماء اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ اس نکتہ کو ذہن نشین رکھیں کہ جمعیت علماء پاکستان کل بھی ان کی جماعت تھی' آج بھی ان ہی کی ہے اور آئندہ بھی انہی کی ہوگی' دوسرے لوگ ان کے خدام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے اس میں شامل ہونا ان کا بنیادی

حق ہے اور اس حق سے خود کو محروم رکھنا کوئی نیک شگون نہیں ہے' جو علماء اہل سنت سیاسی ذہن رکھتے ہیں انہیں کسی پس وپیش کے بغیر جمعیت علماء پاکستان میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور دوسری طرف جمعیت علماء پاکستان کی قیادت سے عاجزانہ گذارش ہے کہ وہ علماء اہل سنت کو ذیلی تنظیموں کے قیام' ان میں شمولیت اور ان کے پلیٹ فارم سے نفاذِ نظام مصطفیٰ کی جدوجہد کی ترغیب کے بجائے جمعیت علماء پاکستان کو اہل سنت کی سیاسی اور مذہبی تحریکوں کا مرکز بنائیں' جس سے علماء اہل سنت میں اتحاد ویک جہتی نمایاں ہو اور وہ باہم شیر وشکر ہو کر ملت اسلامیہ پاکستان کی خدمت کا فریضہ بہتر طور پر انجام دے سکیں۔

☆ اپنے مہمان کے ساتھ دروازے تک جانا لازم ہے۔

☆ جو غرور کی وجہ سے اپنے کپڑے کو دراز رکھے گا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر نہیں ڈالے گا۔

☆ دولت مندوں کے پاس کم جایا کرو ورنہ خدا کے احسانات کی قدر جاتی رہے گی۔

☆ سود کھانے والے' کھلانے والے' کاتب اور گواہ سب برابر ہیں۔ سب پر خدا کی لعنت؟

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی رحلت پوری قوم کے لیے بڑا سانحہ ہے رب کریم مرحوم کے درجات بلند کرے اور سنی قوم پر رحم فرمائے۔

امجد علی چشتی خادم۔ جماعت اہلسنت (پنجاب)

مولانا نیازی، ایک عظیم استاد

تحریر: عبدالقدیر رشک

مولانا عبدالستار خان نیازی کی ناگہانی وفات سے ماضی کی کئی یادیں تازہ ہوگئی ہیں، مولانا نیازی عالم اور تحریک پاکستان کے نامور کارکن ہونے کے علاوہ نڈر اور اصول پسند سیاستدان تھے وہ کئی بار اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور اس دوران بے لوث خدمات سرانجام دیں، ان کی زندگی کا طویل عرصہ کرشن نگر کے مکان میں بطور مہمان بسر ہوا، مولانا عبدالستار نیازی کے پاس اتنے پیسے نہ تھے کہ وہ دیگر سیاست دانوں کی طرح لاہور میں اپنا مکان خرید سکتے مولانا اپنے ایک عزیز غلام سرور خاں کے گھر قیام پذیر رہے لیکن جب جمیعت علمائے پاکستان میں اختلاف پیدا ہوا تو انہوں نے یہ گھر چھوڑ دیا اور لاہور میں رہائش ان کے لئے ایک تشویش انگیز مسئلہ بن گئی اگر مولانا عبدالستار خاں نیازی کی زندگی وفا کرتی اور میانوالی کے ایک ہسپتال میں ان کا اچانک انتقال نہ ہوتا تو وہ چندروز بعد لاہور کے ایک عوامی ہوٹل میں قیام کرتے۔

مولانا کی وفات کی خبر سن کر مجھے گنڈا سنگھ والا کا وہ نواحی گاؤں برج کلاں بے اختیار یاد آیا جہاں انہوں نے 1953ء کے مارشل لاء میں پناہ لی تھی۔ برج کلاں کے جس مکان میں مولانا قیام پذیر ہوئے اب بھی سرسبز وشاداب کھیتوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس مکان کے نواحی کھیت اس وقت کی یاد دلاتے ہیں جب وہ حکومت کا باغی ہونے کے باعث یہاں روپوش ہوئے اور انہوں نے اپنے ایک عقیدت مند صادق قصوری کے گھر بسیرا کیا۔ اس وقت صادق قصوری محکمہ زراعت میں فیلڈ اسسٹنٹ تھے برج کلاں ہی میں مخبری ہونے پر ان کی گرفتاری عمل میں آئی انہیں گرفتاری کے بعد ایک فوجی عدالت میں پیش کیا گیا جہاں انہیں موت کی سزا سنائی گئی لیکن فوجی عدالت کا یہ فیصلہ مولانا کا حوصلہ پست نہ کرسکا اور وہ زندگی بھر با اصول سیاست پر کاربند رہے۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کی طرح پنجاب پولیس کا وہ اہلکار بھی اللہ کو پیارا ہوگیا ہے ایوب خاں دور میں مولانا کو ہراساں اور پریشان کرنا جس کی ڈیوٹی میں شامل تھا یہ پولیس افسر ہر جگہ مولانا کا تعاقب کرتا نہ خود چین سے بیٹھتا اور نہ مولانا کو چین سے بیٹھنے دیتا۔ مجھے وہ چشم دید واقعہ اچھی طرح یاد ہے

جب رتن سینما کے سامنے مولانا عبدالستار نیازی پر قاتلانہ حملہ ہوا لیکن وہ دشمن کے چنگل سے بچ نکلے رتن سینما کے مالک چوہدری عید محمد مولانا کے مداح تھے مولانا پر حملہ کی خبر سنتے ہی وہ تیزی کے ساتھ دفتر سے نکلے اور نیازی صاحب کو اپنے دفتر لے گئے واقعہ کی رپورٹ پولیس میں درج کرائی گئی لیکن جس واردات میں خود حکومت کا ہاتھ ہو اس کا سدباب کہاں ممکن ہے؟ مولانا پر قاتلانہ حملہ کی خبر لاہور کے تمام اخبارات میں شائع ہوئی لیکن پولیس اس لئے حرکت میں نہ آئی کہ اس کے پس پردہ حکومت کے اہلکاروں کا ہاتھ تھا۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی عیسیٰ خیل کے رہنے والے تھے جہاں وہ 1915ء میں پیدا ہوئے مرحوم اونچے لمبے نیازی پٹھان تھے۔ مولانا جوانی سے بڑھاپے تک صحت اور مردانہ خوبصورتی کا اعلیٰ نمونے تھے مشہدی پگڑی اور پگڑی کا اونچا طرہ نیازی صاحب کی شخصیت کا طرہ امتیاز تھا۔ وہ پگڑی اور طرہ کے باعث دور ہی سے پہچانے جاتے تھے مولانا کی اونچی گرجدار آواز انہیں لاؤڈ سپیکر کی محتاجی سے محفوظ رکھتی تھی وہ بولتے تو سامعین کو پتہ چل جاتا کہ ان کا سیاسی اور دینی شیر دھاڑ رہا ہے۔ رعب دار اور اونچے قد کاٹھ کے باوجود ان کے مزاج میں عوامی عجز پایا جاتا تھا جو ان کی اسلامی تربیت اور ذہنی مزاج کا حصہ تھا لاہور میں شاید ہی کوئی ایسی پرانی شخصیت ہوگی جس کے مرگ پر مولانا نے حاضری نہ دی ہو اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی ہو۔

مولانا نیازی سے میری پہلی اور بھرپور ملاقات 1944ء میں ہوئی۔ میں 1944ء میں گریجویشن کے بعد اسلامیہ کالج چھوڑ رہا تھا ان دنوں مولانا عبدالستار خاں نیازی اسلامیہ کالج میں دینیات کے استاد تھے۔ 1944ء میں جب ہم اسلامیہ کالج سے رخصت ہو رہے تھے تو کالج کے سبزہ زار پر ایک الوداعی تقریب منعقد ہوئی۔ مولانا نیازی نے اس تقریب میں اعلان کیا کہ وہ بھی اسلامیہ کالج چھوڑ رہے ہیں۔ یہ تقریب دو گھنٹہ جاری رہی اور مجھے مولانا کی باتوں سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ مجھے پہلی بار علم ہوا کہ مولانا نے شادی نہیں کی۔ مولانا سے پوچھا گیا کہ آپ شادی سے کیوں مستفید نہیں ہوئے مولانا نے ہمارے سوال کے جواب میں کہا میں ایک دیندار گھرانے کا فرد ہوں، اسلامی نقطہ نظر سے مجھے شادی کی دینی اہمیت کا علم ہے لیکن بعض اوقات حالات انسانی زندگی کا رخ بدل دیتے ہیں"۔ مولانا ایک لمحہ سنجیدہ رہ کر مسکرائے اور کہا "میں نے اپنی زندگی کا رشتہ پہلے تحریک پاکستان سے جوڑا، اب جمعیت

علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے قوم کی دینی خدمت کر رہا ہوں۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی کا شمار مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ مولانا اور حمید نظامی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے روح رواں تھے، تحریک پاکستان کے دوران ایک موقع پر مولانا عبدالستار نیازی کو اپنے عہدے سے دستبردار ہونا پڑا لاہور میں ایک ملاقات کے دوران ان سے پوچھا گیا، کیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سلسلے میں حمید نظامی مرحوم سے آپ کا کوئی اختلاف بھی ہوا تھا؟

مولانا سوال کے جواب میں مسکرائے اور کہا ''اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم دل و جان سے پاکستان کے قیام کے لئے کوشاں رہے کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ ہمارے درمیان اختلاف کی خلیج مائل ہوئی ہو بات صرف اتنی تھی کہ قائداعظم محمد علی جناح نوجوان قیادت آگے لانا چاہتے تھے نوجوان ہر تحریک میں اہم کردار ادا کرتے ہیں مسلم مفاد کا تقاضا تھا کہ تحریک آزادی کو فیصلہ کن بنایا جائے جو نوجوان قیادت ہی کر سکتی تھی ہم نے قائداعظم کو مل جل کر کام کرنے کا یقین دلایا اور اس عہد پر ہمیشہ قائم رہے۔

مولانا نیازی فکر مند ہونے والی شخصیت نہ تھے جس لیڈر نے خندہ پیشانی سے مارشل لاء کا مقابلہ کیا سزائے موت کو خاطر میں نہ لایا اور برج کلاں میں اپنے خلاف مخبری کرنے والوں کا بھی شکریہ ادا کیا وہ عام حالات میں فکر مند کیسے ہوگا؟ لیکن یہ تلخ حقیقت ہے کہ مولانا زندگی کے آخری ایام میں فکر مند رہے جابر حکومتیں مولانا عبدالستار خاں نیازی کو شکست نہ دے سکیں وہ مخالف ہوا کے سامنے ایک مضبوط چٹان ثابت ہوئے لیکن مولانا کی زندگی کے آخری ایام کے حوالے سے کسی شاعر کا شعر یاد آتا ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مولانا کی زندگی کے آخری ایام میں جے یو پی کی قیادت میں جو اختلاف پیدا ہوئے اخبارات کے اوراق اس کے گواہ ہیں جے یو پی کے مرکزی راہنما میاں مسعود احمد کا انتقال ہوا تو مولانا کا دکھ، صدمہ اور فکر قابل دید تھا، وہ میاں صاحب کے انتقال پر بار بار پوچھتے ''جے یو پی کا کیا بنے گا''؟ ان کی زندگی میں بعض ساتھی ساتھ چھوڑ گئے۔ مولانا نے زندگی کا بیشتر حصہ کرشن نگر کے ایک مکان میں بسر کیا یہ ان کے ایک عزیز غلام سرور کا مکان تھا لیکن سیاسی اختلافات کے باعث ممکن نہ رہا کہ وہ آئندہ لاہور میں قیام کے دوران یہ مکان استعمال کریں چنانچہ ان کی آئندہ رہائش کا انتظام ایک عوامی ٹائپ کے ہوٹل

میں کیا گیا لیکن مولانا اس نئے ٹھکانے میں منتقل ہونے سے پہلے جاں بحق ہوگئے۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی قومی اور دینی خدمات کی ایک طویل فہرست چھوڑ گئے ہیں وہ برصغیر کے مسلمانوں کے حقوق اور آزادی کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہے انہوں نے جابر حاکموں کے منہ پر کلمہ حق کہا، ایک ناکردہ جرم کی پاداش میں ایک فوجی عدالت سے سزایاب ہوئے لگتا ہے کہ یہ سزا مولانا کی بخشش کا سامان پیدا کردے گی قومی اور ملی خدمات کی طرح مولانا عبدالستار خاں نیازی ایسے شاگردوں کی کثیر تعداد چھوڑ گئے ہیں جو ان کے نام کو روشن رکھیں گے اسلامیہ کالج میں وہ لوگ بھی مولانا کے شاگرد رہے جو بعد ازاں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے وہ فخریہ انداز میں ان کا شاگرد ہونے کا اعتراف کرتے ہیں مولانا کے شاگردوں کی تعداد انگلیوں پر گننا ناممکن ہے مولانا کا دعویٰ تھا کہ جس شاگرد نے تعلیم و تربیت ان سے پائی وہ کرپٹ نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے اپنی طرف سے شاگردوں کی تربیت میں خلا باقی نہیں چھوڑا، اگر کوئی شخص ان کا شاگرد ہونے کے باوجود کرپٹ ہے تو وہ ایسے شاگرد کے لئے زندگی میں کبھی دعائے مغفرت نہیں مانگیں گے۔

(بشکریہ ہفت روزہ ''فیملی'' لاہور)

مولانا نیازی کا سانحہ ارتحال

علامہ صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری سجادہ نشین حضرت فقیہہ اعظم بصیر پوری

ملک التحریر پیر طریقت عالم باعمل، حضرت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ العالی حضرت فقیہہ اعظم محدث بصیر پوری مولانا محمد نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ہیں ملکی و عالمی حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں شعر و سخن اور علم و ادب کے ساتھ ان کا تعلق قلبی و روحانی ہے۔ حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کا رشتہ اپنے والد گرامی کے وقت سے ہے انہوں نے جو اپنا فوری تاثر دیا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

دار فنا سے دار بقا کی طرف جانا تو سبھی کو ہے لیکن گذشتہ چند سالوں، خصوصاً چند مہینوں میں علماء و صلحاء اس تیزی سے رخصت ہوئے ہیں کہ کاروان علم و عمل بکھر کر رہ گیا ہے اور اب قحط الرجال کی اس شب یلدا میں مزید گھپ اندھیرا چھا گیا کہ اس مقدس قافلے کے ممتاز ترین فرد وحید، مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی بھی راہی ملک بقا ہو گئے .... جن کے رگ و ریشے میں وضع داری، جرأت و بہادری، شرافت و متانت، امانت و دیانت، دینی حمیت اور ملی غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی .... انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

مولانا نیازی نے زمانہ طالب علمی سے سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا اور آخر دم تک وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ ﷺ اور بحالی خلافت راشدہ کے عملی نفاذ کے لئے کوشاں رہے .... وہ نہایت وجیہ، دلیر، نڈر، حق گو اور بے باک سیاست دان اور بہترین مقرر تھے ....

مولانا نیازی نے تحریک پاکستان میں حضرت قائداعظم کے شانہ بشانہ بھرپور جدوجہد کی، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اور بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا، حق گوئی و بے باکی ان کا طرۂ امتیاز اور حب الوطنی اور جہد مسلسل ان کا شعار تھا .... انہوں نے تحریک پاکستان کے مقاصد اور تکمیل پاکستان کے لئے زندگی وقف کر رکھی تھی وہ اتحاد بین المسلمین کے علم بردار اور راست فکر مدبر سیاست دان تھے۔

مولانا نیازی، صاحب کردار، سچے مسلمان، درویش صفت مرد مومن اور اقبال کے ان اشعار کا صحیح مصداق تھے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

مولانا نے تمام زندگی درویشانہ انداز میں بسر کی، وہ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ممبر اور سینیٹر رہے، اعلیٰ سطح کے متعدد کمیٹیوں کے سربراہ اور وفاقی وزیر رہے مگر اپنی شخصیت پر کوئی دھبہ نہ لگنے دیا...... 2 مئی 2001ء کو جب ان کا وصال ہوا تو ورثے میں چار جوڑے کپڑے اور چند کتابوں کے سوا کچھ نہ چھوڑا .... مولانا نیازی سچے عاشق رسول ﷺ، پابند صوم و صلوٰۃ، زاہد و عابد اور متقی و پرہیزگار انسان تھے۔

بلاشبہ مولانا کی رحلت ایک بہت بڑا قومی سانحہ ہے، علماء کی صفوں اور قومی سیاست میں ان کا خلا کبھی پُر نہ ہو سکے گا .... ان کی سیاسی، مذہبی اور ملی خدمات کو ہمیشہ سنہری حروف سے یاد رکھا جائے گا .... اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے ....

افسوس کہ اتنی عظیم شخصیت اور تحریک پاکستان کے نامور مجاہد کے وصال پر ٹیلی ویژن نے مختصر خبر تو نشر کی مگر ان کی خدمات کے شایان شان کوئی جامع پروگرام ٹیلی کاسٹ نہ کیا، جب کہ فلمی دنیا سے تعلق رکھنے والے کسی اداکار کی وفات پر کئی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں .... اسی طرح نور جہاں کی عیادت کرنے والے چیف ایگزیکٹو اور کسی سرکاری شخصیت کو (مولانا نیازی مرحوم کے) جنازہ میں شمولیت کی توفیق نہ مل سکی ......

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

علامہ اقبال اور قائداعظم کے وفادار سپاہی مجاہد اسلام مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے انتقال پر میں پوری قوم سے تعزیت گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب کریم مرحوم کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور قوم کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔

حاجی ملک خان محمد، بانی، جامعہ زینت الاسلام بڈالی (ضلع خوشاب)

قائد واقبال کی تربیت کا عظیم شاہکار

صاحبزادہ پیر میاں غلام صفدر گولڑوی سجادہ نشین بالاشریف ضلع میانوالی

موجودہ دور قحط الرجال میں حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی ممتاز ونمایاں ہستی تھی ان کے ساتھ ہماری تعلق داری گذشتہ تین نسلوں سے نسلاً بعد نسلٍ آ رہی ہے میرے جدّ اعلیٰ اور درگاہ عالیہ بالاشریف کے موسس اعظم حضرت خواجہ خواجگان میاں سلطان اکبر قادری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس مولانا نیازی پہلی مرتبہ اس وقت بالاشریف آئے تھے جب یہاں سڑک نہ تھی اور نہ ہی بجلی وغیرہ کی کوئی سہولت موجود تھی۔ چونکہ بالاشریف صحرائی علاقے میں تھل کے تقریباً سنگم میں واقع ہے تو اس زمانے میں اس علاقے کے راستے بہت دشوار گزار تھے مولانا نیازی ایک اونٹنی پر سوار تھے اور ساتھیوں میں سے بعض پیدل تھے بعض اونٹوں پر سوار تھے لاؤڈ سپیکر اور بیٹری وغیرہ بھی اسی پر لدی تھی مولانا نیازی نے اونٹنی پر بیٹھ کر خطاب کیا تھا۔

نواب آف کالاباغ ملک امیر محمد خان کے مقابلے میں میرے دادا جان نے مولانا نیازی کی بھرپور حمایت وامداد فرمائی اور اپنے مریدین و متعلقین کو حکماً نیازی صاحب کی سپورٹ کے لئے ارشاد فرمایا ان کے بعد میرے والد گرامی حضرت میاں علی اکبر چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا نیازی کا باہمی ربط و تعلق برقرار رہا۔ مولانا نیازی متعدد مرتبہ بالاشریف آئے اور میرے والد گرامی نے بھی اس تعلق کو پورا پورا نبھایا ان کی باہمی خط وکتابت بھی جاری رہی میرے ریکارڈ میں مولانا نیازی کے متعدد مکتوبات محفوظ ہیں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ مولانا نیازی کے سیاسی حریفوں نے جب ان پر بے بنیاد مقدمے بازی کی ان کے ساتھیوں کو عدالتوں میں چکر لگوانے اور خواہ مخواہ پریشان کرنے کے لئے جھوٹے مقدمے درج کروائے تو میرے والد گرامی نے مولانا نیازی کے ساتھیوں کی ضمانتیں کروائیں۔ نیازی صاحب میرے والد صاحب کی رحلت کے بعد میرے پاس بھی تشریف لائے حالانکہ میرے لئے تو میرے اجداد کا تعلق ہی کافی تھا لیکن سونے پر سہاگہ یہ کہ حضرت قبلہ پیر سید غلام معین الدین المعروف حضرت لالہ جی

گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین گولڑہ شریف کا کرم نامہ تشریف لایا جس میں حضرت لالہ جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:............ چونکہ مولانا عبدالستار خان نیازی ایک عالم دین ہیں۔ باعمل ہیں محب وطن ہیں اس لئے اپنے حلقے میں ان کی بھرپور امداد کرو............ ہم نے ارشاد کی تعمیل کی۔ جو ہمارا نہایت اہم فریضہ تھا لیکن اس واقعہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ مولانا نیازی مرحوم کے لئے حضرت خواجہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں بھی بڑا مقام تھا۔ مولانا نیازی مرحوم کی تقریریں آج بھی ہمارے لئے پوری تازگی کے ساتھ راہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ وہ ایک دیانت دار سیاست دان تھے بلکہ علامہ اقبال اور قائداعظم کی تربیت کے حقیقی شاہکار تھے ان کی رحلت سے پورے ملک میں ایک مدبر انسان کی کمی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے اور ضلع میانوالی تو اپنے ایک بزرگ راہنما سے محروم ہوگیا ہے حضرت نیازی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اسلام، پاکستان اور قوم کے لئے خدمات کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے میں ان کی رحلت پر اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ رب کریم مرحوم کو حضور اقدس ﷺ کا قرب نصیب فرمائے اور ان کی کوششوں کو ثمر بار کرتے ہوئے پاکستان کو نظام مصطفےٰ ﷺ کا گہوارہ بنائے۔ آمین۔

اب کہاں سے لائیں گے تجھ سا شفیق ومہرباں
چھوڑ کر کشتی بھنور میں چل دیئے سوئے جناں

PHONES
ISLAMABAD OFF :
LAHORE OFF : 874783
RES : 7221560
MIANWALI : 7220065
31608

Maulana
Muhammad Abdussattar Khan Niazy
SENATOR

President
Jamiat Ulama-i-Pakistan
Vice President & Founder
The World Islamic Mission H.Q. U.K. (London)

برائے تعارف
عزیزم محبوب الرسول قادری
جوہرآباد

آہ! مردحق آگاہ

محمد منشا تابش قصوری

علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالی اس صدی کے عظیم مردمومن، بطل حریت اور دنیا ومافیہا سے بے نیاز انسان تھے۔ جن کا ظاہر و باطن حسن و جمال سے آراستہ رہا اعلائے کلمۃ الحق کے لیے ان کا وجود مسعود وقف تھا' ان کے سامنے باطل سرنگوں رہا پاکستان کے ان مخلصین بانیوں میں سے تھے جو صرف اور صرف اسی کے لیے پیدا کئے گئے تھے فیاض حقیقی نے انہیں ہر کمال سے نوازا تھا' ان کا جمال اور کمال دونوں عروج پر رہے' وہ درویشی میں شہنشاہی سے متصف رہے' دینی علوم وفنون کے ساتھ ساتھ دینوی تعلیم بھی ان پر نازاں تھی کیونکہ انہوں نے جدید علم کو بھی دین اور عشق مصطفی ﷺ کے لیے استعمال کیا۔

وہ علمائے حق کے علمبردار اور مشائخ ملت کے لیے باعث صد افتخار تھے۔ علامہ نیازی صاحب میں تکبر ونخوت کے جراثیم نہیں تھے وہ عاجزی' انکساری' تواضع کا مرقع مگر جاہ وحشمت اور عظمت وشوکت سے مرصع تھے۔ وہ ممدوح آفاق تھے' ان کے حلقۂ اثر میں فقیر سے لیکر وزیر تک تھا۔

اس مرد مجاہد سے جس کسی نے ٹکر لینے کی کوشش کی وہ ذلیل وخوار ہوا جنرل اعظم سے لیکر ضیاء الحق تک اقتدار کے نشے میں اس مرد حق آگاہ کو زیر کرنے کے لیے ہر قسم کے خطرناک حربے استعمال کرتے رہے مگر وہ اس جہان فانی سے عبرت کا نشان بن کر گئے۔

تحریک پاکستان' تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفی ﷺ تک وہ کونسی اسلامی تحریک ہے جو سرزمین برصغیر پاک وہند میں چلی جس میں حضرت نیازی صاحب علیہ الرحمتہ نے آگے بڑھ کر رنگ نہ بھرا ہو۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کی ہر دور میں بڑی شان سے رہنمائی اور قیادت فرمائی۔ وہ محراب ومنبر سے قصر وزارت تک پہنچے مگر سب کچھ قوم وملت کے لیے کیا اپنے لیے کچھ نہ بنایا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی وراثت کے صحیح امین تھے۔ آخری لمحات تک انہوں نے اس وراثت کی

حفاظت ونگہبانی کا فریضہ باحسن وجوہ سرانجام دیا۔ حق وبے باکی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

وہ چھوٹوں پر نہایت مہربان اور شفیق تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے بازار ''پیسہ اخبار'' لاہور کے باشندگان نے حضرت علامہ محمد بخش مسلم علیہ الرحمتہ کے وصال کے فوراً بعد انہیں خراج عقیدت ومحبت پیش کرنے کے لیے ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ جس کی صدارت حضرت مجاہد ملت علامہ نیازی فرمارہے تھے۔ ان کی موجودگی میں علماء کرام بڑی عاجزی سے اپنی عقیدت مندی کا اظہار کرتے رہے میں سوچتا رہا جہاں یہ بڑے بڑے فضلاء حضرت نیازی صاحب علیہ الرحمتہ کے سامنے اظہار خیال کی جرات نہیں کر رہے وہاں میں کیا عرض کرسکوں گا۔ ابھی میں اسی شش وپنج میں تھا کہ سٹیج سیکرٹری نے مائیک پر طلب کر لیا۔ مگر علامہ نیازی صاحب کی خوردہ نوازی اور بے پایاں شفقت کے کیا کہنے آپ نے مائیک خود لیا اور میرا تعارف فرمانے لگے۔ یہ نوجوان ہیں۔ صاحب قلم ہیں ہمارے اہل سنت وجماعت کے محققین میں سے ہیں۔ میں نے ان کی کتاب ''دعوت فکر'' کو پڑھا ہی نہیں بلکہ اپنی کتاب ''اتحاد بین المسلمین'' میں اس کے حوالے دیئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

آپ کے ان حوصلہ افزا کلمات طیبات سے مجھے بہت حوصلہ ملا۔ آگے بڑھ کر نیاز مندی سے جھکا اور دست بوسی کے بعد مائیک پر آیا' حضرت علامہ محمد بخش مسلم علیہ الرحمتہ کو خراج محبت پیش کرنے کی بجائے میں نے اس بطل حریت کی خدمت میں حضرت علامہ سید کفایت علی کافی مرادآبادی رحمہ اللہ تعالی کے وہی محبت بھرے اشعار جو تختہ دار پر جانے سے پہلے انگریزی جلاد کے سامنے برملا کہتے تھے وہ آپ کی خدمت میں اس بنا پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کی کہ تحریک ختم نبوت 1953ء کی قیادت کرنے کی پاداش میں حکومت وقت نے آپ کو بھی سزائے موت سنائی تھی۔ جسے سنتے ہی آپ نے سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے اعلان فرمایا تھا۔

یہ سرکٹ کر سرے پائے محمد لوٹتا جائے
اسے گر موت کہتے ہیں تو ایسی موت آ جائے

مسلمان کے لیے دونوں جہاں میں سرفرازی ہے
مرنے سے شہید اور زندہ رہ جائے تو غازی ہے

اور وہ ایک طویل عرصہ تک غازی بن کر رہے جب کہ موت کی سزا سنانے والے آپ سے پہلے موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔ چنانچہ میں نے اس جلسہ میں حضرت کافی علیہ الرحمہ کی یہ نظم پیش کی:

کوئی گل باقی رہے گا' نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
ہمسفیروں باغ میں ہے کوئی دن کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پہ نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پہ خالی کفن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر اثر رہ جائے گا

بعدہ' آپ نے خطبۂ صدارت میں پھر تحسین فرمائی۔ بڑے آدمیوں کا یہی طرۂ امتیاز ہوتا ہے کہ وہ چھوٹوں پر بھی بڑائی سے شفقت کا ہاتھ رکھتے تھے۔ علامہ نیازی صاحب سچے عاشق رسول تھے۔ اس کی بے شمار مثالیں دی جاسکتی تھیں مگر یہاں ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

جب سابق صدر پاکستان ''ضیاء الحق'' کہتا رہا کہ جب میری بیٹری ڈاؤن ہوتی ہے تو میں مدینہ منورہ بارگاہ رحمتہ للعالمین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر چارج کرالیتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا ''ضیاء الحق'' تم غلط کہتے ہو۔ اس لیے کہ جس انسان کی ڈاؤن بیٹری میرے حبیب نبی کریم ﷺ نے ایک بار چارج کردی پھر وہ زندگی بھر خراب یا ڈاؤن نہیں ہوسکتی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے

1978ء کی بات ہے راقم السطور ''حرم بیت اللہ شریف'' تھا کہ ہزار ہا لوگوں میں' میں نے

ایک بلند قامت شخصیت کو مصروف طواف دیکھا اور اس وقت طواف کی سعادت حاصل کرنے والوں میں ناچیز تابش قصوری بھی تھا' جب میں نے مطوفین پر نگاہ دوڑائی تو یقین کیجئے ان میں علامہ نیازی صاحب علیہ الرحمتہ بایں ہمہ نہایت عاجزی اور عشق ومستی کے عالم میں نیاز مندی سے سر جھکائے دعاؤں کی تلاوت اور طواف کرنے میں مصروف تھے مگر تمام لوگوں سے بلند و بالا اور امتیازی شان سے نظر آ رہے تھے۔ میں دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے طرۂ عظمت عطا فرما رکھا ہے حالانکہ آپ اس وقت خصوصی وضع قطع کی دستار کے طرہ کی بجائے آداب طواف کو ملحوظ رکھتے ہوئے ننگے سر تھے۔ مگر شان امتیازی وہاں بھی جلوہ افروز تھی۔

وصال شریف سے تین چار روز قبل ''میرپور آزاد کشمیر'' میں ''تاجدار بریلی کانفرنس'' تھی وہاں سینکڑوں علماء ومشائخ تشریف فرما تھے۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری' علامہ محمد صدیق ہزاروی' علامہ غلام فرید ہزاروی اور راقم محمد منشاء تابش قصوری کو بھی اس کانفرنس میں شمولیت کا موقع ملا۔ حضرت علامہ نیازی صاحب باوجودیکہ علیل تھے۔ مگر شدت کی گرمی' دور دراز کا سفر اس عاشق رسول (ﷺ) کے لیے سد راہ نہ بنا۔ راقم آپ کی کرسی کے قریب بیٹھا ٹکٹکی باندھ کر خوب زیارت سے مستفیض ہوتا رہا۔ مگر آپ کے جسم اقدس پر دنیا سے روانگی کے آثار مجھے محسوس ہو رہے تھے۔ میں ڈر رہا تھا کہ اب اسلاف کی یہ عظیم یادگار کسی بھی لمحے پردۂ عدم میں چلی جائے گی چنانچہ وہی کچھ ہوا۔ مئی 2001ء کو مرد مجاہد' مرد غازی علامہ عبدالستار خان صاحب نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی شان سے راہی بقا ہوگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

راقم السطور مکرم جناب محمد محبوب الرسول قادری زید علمہ ومجدہ کا شکر گزار ہے جنہوں نے مجھے یہ چند کلمات لکھنے کی تحریک دلائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو دین و دنیا میں قدم قدم پر ترقی وعظمت عطا فرمائے۔ یہ نوجوان ملت کے لیے بڑا غنیمت ہے۔ جب بھی کوئی ایسا نازک مرحلہ آیا عزیز القدر مولانا ملک محبوب الرسول قادری زید مجدہ نے آگے بڑھ کر وقت کو سنبھالا اور کوئی نہ کوئی تاریخی کارنامہ سرانجام دے ڈالا' یہ نمبر بھی اسی تسلسل کا ایک حصہ ہے اللہ کرے ان کی کوششیں بارآور ثابت ہوں اور وہ ہماری تاریخ کا سرمایہ جمع کرتے رہیں۔ راقم صمیم قلب سے اس شاہکار نمبر کی اشاعت پر انہیں اور ان کے رفقاء کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی رحلت

مولانا محمد رحمت اللہ
چیف ایڈیٹر "الجامعہ" محمد یشریف

آہ! بزرگ دین، رہبر قوم اور باکمال خطیب و سیاست دان سے قوم محروم ہوگئی۔ تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا نیازی تھے...... آپ کا طویل علالت کے بعد 2 مئی 2001ء صبح پانچ بجے میانوالی کے ہسپتال میں انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا اپنی ذات میں ہمہ جہت شخصیت تھے، عالم تھے، فاضل تھے اور سیرت و کردار میں یکتا۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، مختلف جمہوری تحریکوں اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں جس جوش و جذبہ اور ایمان افروز وابستگی سے حصہ لیا وہ آپ کی سیاسی زندگی و کردار کا مظہر ہے۔ لگ بھگ 90 برس کی عمر میں وفات پانے والے اس بے لوث سیاست دان نے مجرد اور پاکیزہ زندگی گزاری۔ وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھے اور قائداعظم کے وفادار نوجوان ساتھی کی حیثیت سے انہوں نے تحریک پاکستان کو عوام میں مقبول بنانے کے لیے ملک بھر کے وسیع دورے کئے تھے۔

وہ بانی جامعہ حضرت مولانا محمد ذاکر علیہ الرحمتہ کے مخلص ساتھی اور علامہ اقبال کے پرجوش عقیدت مند تھے۔ وہ زندگی بھر عشق رسالت مآب ﷺ کے فروغ، نظریہ پاکستان کی ترویج واشاعت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ پاکستان میں نظام خلافت کا نفاذ ان کی زندگی بھر مطمع نظر رہا۔ وہ پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ کے رکن بھی رہے۔ زندگی کے ایک دور میں وہ بلدیات کے علاوہ مذہبی امور کے وفاقی وزیر بھی رہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران انہیں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگیا۔ صدر ایوب خان کے مقابلے میں آپ نے مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کا ساتھ دیا۔ نواب آف کالاباغ امیر محمد خان کو ان کے اپنے علاقے میانوالی میں چیلنج کر کے ان کے رعب ودبدبے کو خاک میں ملادیا۔ مولانا نیازی جہاد کشمیر کے پرجوش حامی اور کشمیریوں کو آزادی دلانے میں جہاد میں یقین رکھتے تھے۔ آپ کو مجاہد ملت کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حق گوئی و بے باکی ان کی سیاست اور خطابت کا طرۂ امتیاز تھا۔ انہوں نے افریقہ اور یورپ کے متعدد تبلیغی دورے بھی کئے۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ مرحوم مولانا، مرد قلندر کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی قبر کو منور فرمائے۔ آمین

(ماہنامہ الجامعہ، جون 2001ء)

سید اویس علی سہروردی، کنوینئر، مجلس حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی جیسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور وہ قومیں خوش بخت قرار پاتی ہیں جو تقدس مآب شخصیات کی قدر دانی کر کے ترقی کے مدارج طے کر لیتی ہیں اور ان کی قائدانہ صلاحیتوں سے نفع حاصل کرتی ہیں اور ایسی مبارک ہستیوں کو نظر انداز کر دینے والی قومیں خود حالات کے ہاتھوں اپنا دم خم توڑ بیٹھتی ہیں۔ مولانا نیازی ہماری ایک صدی کی تاریخ تھے ضرورت اس امر کی ہے کہ مرحوم کی خدمات، جدوجہد، کارناموں اور کاوشوں کو یکجا کیا جائے، ابتدائی مرحلے میں برادرم ملک محبوب الرسول قادری کی کوشش قبل تقلید ہے کہ انہوں نے انوار رضا کی خصوصی اشاعت کا اہتمام اور مجھے قومی امید ہے کہ برادرم محمد صادق قصوری حضرت حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تربیت کے مطابق اس کام کو ایک قدم آگے بڑھائیں گے مولانا نیازی کی شخصیت کو نکھار کر قوم کے سامنے پیش کریں گے میں اپنی خدمات اعزازی طور پر پیش کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

ڈاکٹر علی محمد، فاروق آپٹیکل سروس بوہڑ چوک لاہور

حضرت مجاہد ملت کے ساتھ میری نیاز مندی کی تاریخ بہت پرانی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ واقعی مجاہد ملت تھے اور انہوں نے ساری زندگی سخت قسم کے مجاہدے ہی میں گزاری۔ خداوند قدوس ان کی جدوجہد کو شرف قبول بخشے اور ہمیں بھی مرحوم مولانا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔ مرحوم سینکڑوں دفعہ میں گھر تشریف لائے وہ میرے کالج زمانہ کے ساتھی تھے جب ان کے ہاں میانوالی جانا ہوتا تو کمال شفقت فرماتے ویسے میرے ان کے ساتھ گھریلو تعلقات قائم ہوگئے۔ اب وہ دنیا سے اٹھ گئے ہیں اگرچہ وہ ہمارے گھر کے فرد نہیں تھے لیکن میں انہیں اپنے گھر کے فرد جتنا محسوس کرتا ہوں۔

قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی عطا فرمودہ سند خلافت

سند

التفسير والحديث والسلوك من السدة العالية القادرية الرضوية المنورية الشاذلية السنوسية بالمدينة المنورة

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وابنه وحزبه وبارك وسلم

[illegible]

السيد الفقير الى الله المعين

١٣٩٥

1931ء میں کالجز کی نمائندہ تنظیم اور قیام پاکستان کے حوالے سے پہلا نقشہ

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا!
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا!!

1. If the establishment of Pakistan Caliphate is your political ideal in India.
2. If you do not divorce any department of your life from religion.
3. If you believe that religion has been laid down in the Holy Quran and embodied in the Last Prophet.
4. If you act on the basis of faith alone and do not sacrifice principles for the sake of circumstances.
5. If you recognise that no duty can be fulfilled without obedience to the Caliph.

THEN

you may note that we are already working for you:

The Inter-Collegiate Muslim Brotherhood
Shah-Chiragh Mosque Buildings
The Mall, LAHORE

A pamphlet on 'The Muslim National Ideal' will be sent to you free of charge, on request.

ESTD. 1931 A.C.

Write to:
THE INTER-COLLEGIATE MUSLIM BROTHERHOOD
Shah-Chiragh Mosque Buildings
THE MALL, LAHORE

Publications distributed free: 14,000

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے
(اقبال)

محمد عبدالستار خان نیازی
۱۶ اگست ۱۹۹۹ء

رکنیت فارم، تحریک خلافت پاکستان

ایک اللہ
ایک امت

ایک رسول
ایک خلافت

تحریک خلافت پاکستان

میثاق رکنیت

بخدمت

داعی تحریک خلافت پاکستان

نیازی منزل لکشمی بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور

السلام علیکم

میں تحریک خلافت پاکستان کے اغراض و مقاصد، قواعد و ضوابط اور ہدایات کا مطالعہ کرچکا ہوں ان کی پابندی کا وعدہ کرتا ہوں اور تحریک کا ممبر بننے کی درخواست کرتا ہوں۔

نام.................................. ولدیت..................................

پتہ.................................. دستخط..................................

....

اسلام پر ایمان اور وفاداری پاکستان کا تقاضہ ہے کہ دین اور سلطنت کو سرخ و سفید سامراج کے پجاریوں، امریکہ پرستوں، انگریز پرستوں، روس پرستوں، چین پرستوں، یہود و ہنود پرستوں لادینیت اور لاادریّت کے نقاب پوش منافقوں کی نت نئی سازشوں سے بچانے، موجودہ نو کر شاہی، نواب شاہی، الحاد، بدکاری، نفس پرستی کا تدارک کرنے نیز دولت، عزت، مناصب کی موجودہ غیرمنصفانہ، غیر شرعی تقسیم کا لعدم کرنے کی خاطر شریعت ربی کے نفاذ سے پاکستان میں مساوات محمدیؐ پر مبنی ایک ایسا خلافت کا نظام زندگی اور نظام سلطنت قائم کیا جائے جہاں نہ نکمے اور نکھٹو عیش پرست فرعونوں کا راج ہو اور نہ مار خزانہ مکار قارونوں کا تسلط ہو بلکہ تقویٰ اور محبت سے زندگی بسر کرنے والے مسلمانوں کی خوشحالی اور سرفرازی کا بندوبست ہو۔ اسی کوشش کا نام تحریک خلافت پاکستان ہے۔

مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ کے لیے اہم مکتوب۔ مورخہ یکم فروری 1950ء

مرکزی دفتر مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ
پیسہ اخبار سٹریٹ
لاہور
مورخہ یکم فروری ۱۹۵۰ء

مجی!

السلام علیکم
سال گذشتہ جب میں آپ کے علاقہ کے دورہ پر آیا تھا تو آپ نے خلافت گروپ کی رکنیت فارم پُر کی تھی اور اقرار کیا تھا کہ گروپ کے نکات عشرہ کی تبلیغ کریں گے اور ملت کو شریعت فروش مولویوں، اینگلو محمڈن نوابوں اور سرمایہ دار کیمونسٹوں کے خالمانہ شکنجہ سے نجات دلانے میں ایک عمومی جدوجہد کریں گے۔
اس کے بعد ملاقات کا اتفاق تو نہیں ہوا لیکن آپ اخبارات دیکھتے رہے ہوں گے کہ جس طرح سال ۴۸-۱۹۴۷ء میں خلافت گروپ نے ممدوٹ اور سرمایہ دار کیمونسٹوں سے مسلم لیگ کو بچانے میں نمایاں خدمت سرانجام دی تھی اور سال ۴۹-۱۹۴۸ء میں ممدوٹ گروپ سے وزارت اور مسلم لیگ کی صدارت کو رہا کرانے میں اپنا فرض ادا کیا تھا اسی طرح سال ۵۰-۱۹۴۹ء میں بالخصوص دولتانہ گروپ سے مسلم لیگ کو نجات دینے میں اہم پارٹ ادا کیا اور پھر دولتانہ اور ممدوٹ کے مشترکہ محاذ میاں عبدالباری کے خلاف محاذ قائم کیا جس کی جدوجہد اس وقت تک جاری ہے۔
نئے سال کے آغاز کے ساتھ اب ہم ایک ایسے مرحلہ پر کھڑے ہیں جہاں پنجاب کے مسائل کا پاکستان کے دوسرے صوبوں کے مسائل سے جدا حل ممکن نہیں۔ اس وقت خلیق الزماں اس کوشش میں معروف ہے کہ ہر صوبہ کے بدنام عناصر کو ساتھ شامل کر کے لیگ پر اپنا تسلط مستقل بنا لے۔ اسی سازش کے ماتحت پنجاب کی مجرم لیگ کو شہادت عطا کی گئی ہے۔ اسی غرض سے پنجاب کے آئندہ انتخابات بھی خراب کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔
میں اس خط کے ساتھ آپ کو ایک پمفلٹ اور اس بیان کی ایک نقل ارسال کرتا ہوں جو میں نے بنگال عوامی مسلم لیگ کے نمائندہ اور آل پاکستان شہرت کے لیڈر مسٹر حسین شہید سہروردی، صوبہ سرحد کی عوامی مسلم لیگ کے صدر اور قیام پاکستان کے سلسلہ میں شاندار خدمات کا ریکارڈ رکھنے والے پیر صاحب مانکی شریف اور مہاجرین کے ممتاز لیڈران کے علاوہ پاکستان کی صوبائی مسلم لیگ کونسلوں اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ارکان کے ساتھ مل کر شائع کیا ہے۔ اس سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ پاکستان کے آئندہ مسائل کے متعلق خلافت گروپ کا تجویز کردہ حل سارے ملک میں قبول کر لیا گیا ہے۔
شاید آپ نے دیکھا ہوگا کہ خلافت گروپ نے مندرجہ ذیل تاریخوں پر اخبارات میں بار بار ایک آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن کے انعقاد کی تجویز پیش کی تھی۔
(۱) مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو وزارت ٹوٹی جس میں وزارت اور صدارت کو یکجا کرنے کے لئے جس قدر منصوبے باقی رہ گئے تھے ختم ہو گئے اور بجائے اس کے کہ خلافت گروپ کے کارکنوں کو پبلک سیفٹی ایکٹ میں گرفتار کیا جاتا اس کے دفتر کی خانہ تلاشی کی جاتی اور حق و باطل کی تلبیس کو تہس نہس کرنے والے پمفلٹ ضبط کئے جاتے اللہ تعالیٰ نے ظالموں سے ظالموں کو ٹکرا دیا۔
(۲) مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۴۹ء۔ خلافت گروپ کی مجلس عاملہ کی قرارداد کہ صوبہ پنجاب میں:—
سرمایہ دار کیمونسٹ کا فتنہ ختم ہو چکا ہے۔
شریعت فروش کا فتنہ ختم ہو چکا ہے۔
اینگلو محمڈن اقتدار کا فتنہ ختم ہو چکا ہے۔
اب شرعی خلافت، مساوات محمدیؐ اور اسلامی جہاد کے نعروں پر الیکشن لڑا جائیگا۔

(۳) مورخہ یکم فروری ۱۹۴۹ء ورکنگ کمیٹی کی خلافت پاکستان گروپ کی قراردادیں مسترد کردیں (۱) اسی دسمبر ۱۹۴۸ء کو رکنیت ختم ہو چکی ہے دوبارہ رکنیت کھولی جائے تاکہ اسلام کے لئے ہر فرد رکن بن سکے۔ (۲) گزشتہ سالانہ انتخاب کے موقع پر شرمناک بد دیانتیوں اور بے ضابطگیوں کے طفیل مسلم لیگ کی تنظیم کھوکھلی ہو چکی ہے۔ اس لئے سابقہ بد عنوانیوں کا انسداد کیا جائے (۳) مسئلہ کشمیر (۴) ملکی مصنوعات (۵) ذخیرہ اندوزی کو ختم کیا جائے (۶) مولانا مودودی کی رہائی (۷) صحیح تعلیم و تربیت کا فوری اور موثر انتظام (۸) حفظان صحت۔

(۴) مورخہ ۹ فروری ۱۹۴۹ء دولتانہ کی ورکنگ کمیٹی اور مرکزی کونسل (آل پاکستان لیگ کونسل) سے استعفا کیونکہ:-

(۱) مرکزی کونسل کے لئے پنجاب سے ۵۰ ارکان منتخب نہیں ہوئے بلکہ صدر نے نامزد کئے ہیں جو خلافِ آئین و خلافِ جمہوریت ہے۔

(۲) ورکنگ کمیٹی عام رکنیت نہ کھول کر لیگ کو ایک لمیٹڈ کمپنی بنانا چاہتی ہے جو سراسر آئین و ضابطہ کے خلاف ہے۔ اس طرح آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کے بعد دولتانہ صدر نہیں رہ سکتا اور نہ یہ مجلس عاملہ رہ سکتی ہے، اس لئے دولتانہ استعفا دے اور کنونشن جدید انتخابات منعقد کروائے۔

(۵) مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۴۹ء مجلسِ عاملہ خلافتِ پاکستان گروپ کی قرارداد:-

خلیق الزماں لیگ کی کونسل بے ضابطہ

(۶) مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۹ء داعی کا بیان کہ نئی مرکزی پارلیمنٹری بورڈ اور نئی ورکنگ کمیٹی میں ہر شریعت فروش اینگلو محمڈن اور سرمایہ دار دشمن کو شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا خلافت گروپ کنونشن منعقد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(۷) مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۴۹ء جب میاں عبدالباری کے انتخاب کے لئے شیخ صادق حسن نے صوبہ کی مجرم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کرنا چاہا تو داعی نے انہیں ایک خط میں توجہ دلائی کہ عام اراکین کی میعاد ۳۱ مارچ کو ختم ہو چکی ہے اور لیگ کے احیاء کی واحد صورت کنونشن کا انعقاد ہے۔

(۸) مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۴۹ء۔ صادق حسن کو جواب الجواب کہ مسلم لیگ نہیں۔ مسلم لیگ کے ناجائز ٹھیکیدار ختم ہو چکے ہیں۔

(۹) مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء۔ میاں عبدالباری صوبائی مجرم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۴۹ء کو داعی نے اخبارات کے نام ایک بیان میں اس اجلاس کا مسلم لیگ کے آئین کی رو سے کالعدم ہونا ثابت کیا۔

(۱۰) مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۴۹ء۔ مجلس عاملہ کا بیان:- جب میاں باری نے گورنر کی واپسی کا مطالبہ کیا تو ہم نے کہا کہ میاں باری کو صوبہ لیگ کی جانب سے ایسا کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے وہ یا تو ایک ماہ کے اندر استعفا دیکر لیگ کے عام کارکنوں کو کنونشن کے انعقاد کا موقع دے وگرنہ ہم خود ایسا کریں گے۔ کیونکہ صوبہ کی جانب سے کسی امیر کے رد یا قبول کا اختیار صرف آئینی جماعت کو حاصل ہے۔ چوروں کی منڈلی کو ایسا اختیار نہیں دیا جا سکتا۔

(۱۱) مورخہ ۵ مئی ۱۹۴۹ء۔ داعی نے اخبارات کے نام ایک بیان میں ثابت کیا کہ مجرم لیگ ہرگز مسلم لیگ کے فنڈز کی وارث نہیں۔

(۱۲) مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۴۹ء نوابزادہ ولایت علی کے جواب میں داعی کا بیان کہ سابقہ وزارتی گروپ کی جانب سے صوبے میں آئین کی بحالی کا مطالبہ ریاکاری پر مبنی ہے۔ صوبائی آئین کی بحالی سے قبل مسلم لیگ کو اپنے آئین میں بحال کیجئے۔

(۱۳) مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۴۹ء: جب میاں باری نے مشیروں کے تقرر کا مطالبہ کیا تو مجلس عاملہ نے بیان دیا کہ اسمبلی کے تازہ انتخابات کر لیگ کے تازہ انتخابات کے انعقاد کے لئے کنونشن ہونی چاہیئے۔ خانہ ساز عبدالباری لیگ ہرگز مسلم لیگ کی قائم مقام نہیں۔

(۱۴) مورخہ ۲۵ جون ۱۹۴۹ء۔ خلافت گروپ کی مجلس عاملہ کا بیان کہ لیاقت باری مصالحت کار اولپنڈی فارمولا قابل اعتراض ہے کیونکہ مجرم لیگ کو مسلم لیگ کا ہم مرتبہ تسلیم کیا گیا ہے۔ چوروں کی منڈلی کو اقتدار سپرد کرنے کے بجائے مسلم لیگ کے سچے کارکن اب اصلی لیگ قائم کریں۔ کیا خائنوں اور مجرموں کی اس ٹولی کو آئندہ انتخابات میں لیگ کے ٹکٹ تقسیم کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔

(۱۵) مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۴۹ء۔ موڈی کے استعفا پر مجلس عاملہ کا بیان۔ سابقہ وزارتی گروپ کی سازش کی مذمت، مشیروں کا تقرر موقوف اور مجرم لیگ کے بجائے صحیح لیگ کی تنظیم کے لئے کنونشن کا مطالبہ۔ اور اس امر کا اظہار کہ مرکز نے ظلم و ستم اور بد نظمی کے جس طوفان کو ختم کیا تھا اب اسی طوفان نے مرکز کے پاؤں اکھیڑ دیئے ہیں۔

(۱۶) مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۴۹ء۔ داعی نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ لیگ غیر نمائندہ ہے اس لئے کنونشن کی جائے۔

(۱۷) مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۹ء۔ یوم استقلال کو اسلامیہ کالج گراؤنڈ کے بعد دوبارہ یونیورسٹی گراؤنڈ میں میاں عبدالباری کے خلاف مظاہرہ کیا کہ یہ چوروں کی منڈلی کا ایجنٹ ہے۔ یہ غیر نمائندہ ہے۔ مجرم لیگ کا صدر ہمارا نمائندہ نہیں بن سکتا۔ مجرم لیگ مردہ باد۔ مسلم لیگ زندہ باد۔

(۱۸) مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۴۹ء۔ داعی کا بیان۔ جن لوگوں کی بدکرداریوں سے تنگ آکر آئین معطل کیا گیا ہے۔ ان کا گماشتہ مشیر کیوں نامزد کر رہا ہے۔ گورنر سردار عبدالرب نشتر ساری صورتِ حالات کا جائزہ لے اور لیگ کے مخلص کارکنوں کی کنونشن طلب کرے۔ قائدِ اعظم کا ورثہ مسلم لیگ ہے موجودہ مجرم لیگ نہیں۔

(۱۹) مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۴۹ء۔ داعی کا بیان۔ ممدوٹ، باری اور دولتانہ گروپوں کی جگب ڈگری پنجاب کے آئندہ انتخابات میں عوام کو اپنے اختلافات کا مغالطہ دے کر کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہے۔

(۲۰) ۱۱ ستمبر ۱۹۴۹ء۔ مسلم لیگ کی زرعی سفارشات رجعت پسندانہ اور ناکافی ہیں۔ باری اور دولتانہ جگب زرگری کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خاں فی الفور کنونشن طلب کر کے اس فراڈ کو ختم کریں۔

(۲۱) مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء۔ مشیروں کے تقرر سے پہلے داعی کا بیان:- گورنر جنرل ملت کے سیاسی انتشار کو دور کرنے کے لئے مسلم لیگی کارکنوں کی ایک کنونشن طلب کرے کیونکہ سابقہ وزارتی گروپ کے ایک ایجنٹ اخبار نویس نے وزارتی گروپ اور مرکز کے چند وزیروں کے ساتھ سازش کر رکھی ہے اور اس طرح سے وہ ہم پر مجرم لیگ مسلط کر کے سیاسی انتشار پھیلانا چاہتے ہیں۔

(۲۲) مورخہ ۸ نومبر ۱۹۴۹ء۔ مشیروں کے تقرر کے بعد داعی کا بیان:- دوبارہ گورنر جنرل سے درخواست کی کہ وہ کنونشن طلب کرے کیونکہ غیر آئینی طریقوں سے نظام ملی تباہ کیا جا رہا ہے اور صرف کنونشن کے ذریعہ ہی اصلاح حال کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر گورنر جنرل کنونشن طلب نہ کرے تو قائد اعظم کے رفقاء کار پیر مانکی شریف اور شہید سہروردی یہ کنونشن طلب کریں۔

(۲۳) مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۴۹ء۔ ضلع میانوالی کے مسلم لیگی کارکنوں نے مجرم لیگ سے نجات حاصل کرنے کے لئے عملی اقدام کرتے ہوئے اپنے ضلع میں کنونشن کر ڈالی اور جلد از جلد ایک آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن کے انعقاد کی تجویز منظور کی۔

(۲۴) مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء۔ داعی کا بیان۔ گورنر جنرل کی لاہور میں موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے یاد دلاتے ہیں کہ وہ ملت کی تنظیم کے لئے ایک متحد ملیا اور باوقار جماعت کھڑی کرنے کے لئے ایک کنونشن طلب کریں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ہم خود اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں گے۔

(۲۵) مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۵۰ء کو داعی نے پیر صاحب مانکی شریف، مسٹر حسین شہید سہروردی اور پاکستان کے دوسرے صوبوں سے قائد اعظم کی مسلم لیگ کے سربرآوردہ ارکان کے ساتھ مل کر کنونشن منعقد کرنے کے لئے ایک مفصل بیان شائع کیا جو آپ کو اس سرکلر کے ساتھ ارسال کیا جا رہا ہے۔

اب جب کہ ہماری تجویز کے مطابق کنونشن منعقد ہو رہی ہے آپ کا فرض ہے کہ اپنے علاقہ میں اس تجویز کی حمایت میں تبلیغ کریں۔ آئندہ خط و کتابت کے ذریعہ اپنے مرکزی دفتر کے ساتھ وابستگی رکھیں اور مجرم لیگ کو ختم کر کے قائد اعظم کی مسلم لیگ کو زندہ کرنے کی کوشش میں حصہ لیں۔

کنونشن کے بعد ہم خود اپنی ممبر شپ کی پرچیاں تقسیم کریں گے۔ اس طرح آپ لوگ خود آزادی سے پرائمری لیگیں بنا سکیں گے اور خلیق الزماں یا میاں باری کی خانہ ساز رکنیت کی محتاجی سے آزاد ہو جائیں گے۔

آپ ہر جگہ اعلان کر دیجئے کہ عبدالباری لیگ اپنی رکن سازی میں پھر بد دیانتی کر رہی ہے۔ الیکشن میں بھی پھر پہلے جیسی بد دیانتی اور بے ایمانی کی توقع ہے۔ اس لئے ہر سچا مسلم لیگی جو مجرم لیگی پرچی نہ لے کنونشن کے بعد پرچیاں حاصل کر سکے گا۔

الراقم

عبدالستار خاں نیازی

داعی مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ

پیسہ اخبار سٹریٹ

لاہور

مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ

کے

اغراض و مقاصد

طریقہ کار

ضرورت

اور آپ اس کے لئے کیسے کام کر سکتے ہیں

سبق پڑھ پھر صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

از مرکزی دفتر تحریک خلافت پاکستان
پیسہ اخبار سٹریٹ
لاہور

قیمت ۴ر

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جمعیۃ علماء پاکستان

نیازی منزل پاکستانی بلڈنگ میکلوڈ روڈ لاہور
مورخہ ۲۲ نومبر ۷۳ء

عزیزم ملک صاحب! السلام علیکم۔ سلسلہ اخباری تراشہ میں نصاب تاریخ اسلام برائے انٹرمیڈیٹ پر بحث کی گئی ہے۔ قبل ازیں نصاب تاریخ اسلام پرچہ الف میں (الف) عہد رسالت مآب (ب) خلافت راشدہ (ج) خلافت بنو امیہ اور (د) خلافت بنو عباس

پرچہ بی میں: دور مغلیہ تاریخ سے لیکر آج تک شامل ہے۔

نیا نصاب یہ ہے:-

I پرچہ الف: مڈل ایسٹ (۱) ماڈرن ترکی (۲) ماڈرن ایران اینڈ (۳) ماڈرن مصر۔

II پرچہ B: دور مغلیہ کے زوال سے لیکر آج تک

آپ خود موازنہ کیجئے کہ اس سالہ نصاب کو بدل کر موجودہ نصاب میں ملکی و ملی جذبات اور نقطۂ نگاہ کس قدر مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاہور انٹرمیڈیٹ بورڈ میں بعض دہریے اور اسلام دشمن زندیق گھس آئے ہیں جو مسلمان نوجوان کے دل و دماغ سے عظمت اسلام اور خیر القرون کی برتری کا تصور ختم کر کے انہیں ایک دو ٹانگا سیکولر جانور بنا دینا چاہتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ

پاکستان اور ہندوستان ایک ہو جائیں اور احیاء اسلام ایک
قصۂ پارینہ بن جائے۔

اگر ملت پاکستانیہ کی اہم خصوصیات کا تحفظ نہ کیا گیا تو ہمارا ملک اور
یہ ریزہ ریزہ اور بکھرے پرزہ پرزہ ہو جائیگا۔ جس ملک میں آپ پریزیڈنٹ
ہیں اور P.P.P کا چیرمین وزیر اعظم بنا بیٹھا ہے انجام کار شودروں اور
گنیاروں کا ملک بن جائیگا اور اسلامی روایات اور ہماری مقدس
آئیڈیالوجی ایک ناگفتنی اور ناشدنی چیز بن کر رہ جائیگی۔ ان دریں
حالات آپ فوری مداخلت کر کے اسلامی تاریخ کے نصاب کو ہندو پرستوں
کی زد سے بچائیں۔

بیشک بنیادی حقوق کے تعطل اور پارٹی آمریت کے جبر و استبداد
نے میں آپ کی کئی کمان پر تنقید کرتا ہوں اور آپ کی تقاریر کو بھی
پادر ہوا مبالغہ آرائی اور سیاسی بلیک میلنگ کے درجہ میں رکھتا
ہوں تاہم اس قدر مایوس نہیں ہوا کہ آپ کو اس یہودی سازش
کا آلۂ کار قرار دوں جس میں قادیانیوں اور رافضیوں نے فتنہ
انگیزی کر کے اسلامی تاریخ کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے

ابھی حرف تہمت ایسی اس لعنتی نصاب کو نشر دیر کیا گیا
ہے۔ اگر آپ مداخلت کریں تو سابقہ نصاب بحال ہو سکتا ہے اور اغیار
کی سازشیں تہس نہس ہو سکتی ہیں۔

پریس ریلیز، منجانب جے یو پی۔ مورخہ 24 نومبر 1973ء

دعوت نامہ۔ بین الاقوامی سیرت النبی ﷺ کانفرنس/ مورخہ 6 جنوری 1959ء

بین الاقوامی سیرت النبی کانفرنس

Phone: 35175

INTERNATIONAL SEERAT-UN-NABI CONFERENCE

92 Wazir Mansion
Nicol Road, Karachi

6.1.1959.

PATRON
NIAZ MOHAMMAD KHAN
(Chief Comm. Karachi)

PRESIDENT
RAIS AHMADULLAH KHAN

VICE-PRESIDENT
Major General
MOHAMMAD AKBAR KHAN

TREASURER
SETH ABDUL LATIF BAWANI

Dear sir, As-Salam-o-Alaikum,

You will be glad to know that this organization is holding the Seeratun-Nabi Conference, on international level, at Karachi from the 24th to the 28th February, 1959.

At this juncture of the Renaissance of Muslim countries and of the New Era of Pakistan, this Conference, apart from the spiritual values which every participant will derive, will prove a very good occasion for the Muslims of the world to come closer together. Renowned Muslim scholar of different countries are being invited to participate and read their subjects prepared beforehand. The management hopes that during the five days of the Conference, all important aspects of the Life and Teachings of the Holy Prophet will be presented. Thereafter these papers will be published in the form of a book.

We hope that every Muslim will lend us his full support and co-operation to make this auspicious occasion a grand success. We request you to favour us with personally attending the Conference and reading your valuable paper therein. We shall be glad to have your confirmation early so that necessary arrangements for booking your passage both ways and your accomodation here may be made.

Once again, we express our obligation in anticipation of your personally coming over here and reading your valuable paper.

Your brother-in-Islam

R A U Khan

(Rais Ahmadullah Khan)
President.

Maulana
Abdus Sattar Khan Niyazi,
97, Circular Road,
Lahore.

باسمہ عزوجل

مکرمی و محترمی! نیازی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں۔ اراکین انجمن تقویۃ الاسلام ایک جلسہ بیادگار حضرت مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی علیہ الرحمۃ نومبر کے آخر میں منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ بھی مولانا مرحوم کی شخصیت کے کسی پہلو پر مقالہ پڑھیں امید واثق ہے کہ آپ ہماری درخواست کو شرف قبول بخشیں گے آپ کے علاوہ علامہ علاؤالدین صدیقی مولانا محی الدین احمد قصوری۔ ماسٹر تاج الدین انصاری۔ مولانا محمد حنیف صاحب ندوی۔ مولانا محمد اسحاق صاحب بھٹی سید رئیس احمد جعفری اور محمد عبداللہ صاحب بٹ بھی اس جلسہ میں شریک ہو رہے ہیں

انجمن یہ ارادہ بھی رکھتی ہے جو مقالے اس اجلاس میں پڑھے جائیں گے انہیں کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے

حامل رقعہ ہذا کے ہاتھ تحریری جواب ارسال فرمائیں تاکہ آپکا نام پروگرام میں شامل کیا جا سکے۔

صدر انجمن تقویۃ الاسلام لاہور

ابوبکر غزنوی

مراسلہ۔ سید ابوبکر غزنوی بنام مجاہد ملت

16/8/96

تحفظ ختم نبوت، متحدہ اسلامی جماعتوں کے اجلاس کا دعوت نامہ 31 جولائی 1952

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی ایم۔ اے ایل ایل بی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مرزائیوں کی سرگرمیوں، تحفظ ختم نبوت، انسداد ارتداد اور ان امور کے متعلق صوبائی اور مرکزی حکومت کے موجودہ طرز عمل پر غور و خوض اور مؤثر تدابیر کی سوچ بچار کیلئے تمام اسلامی جماعتوں کے زیر اہتمام مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء بروز اتوار ۸ بجے صبح برکت علی اسلامیہ ہال بیرون موچی دروازہ لاہور میں ایک اہم مجلس مشاورت منعقد ہونی قرار پائی ہے۔

جسمیں آپ کی شرکت ازبس لازمی ہے۔ امید واثق ہے کہ آپ مسئلہ کی اہمیت، حفظ عقائد اسلامیہ اور صیانت و حفاظت مملکت پاکستان کے پیش نظر اسمیں شمولیت فرمائیں گے!

الـــــــــــــــــــــــــــــداعون

(مولانا) غلام محمد ترنم صدر جمعیۃ العلماء پاکستان صوبہ پنجاب لاہور۔
(مولانا) مفتی محمد حسن صدر جمعیۃ العلماء اسلام پنجاب لاہور۔
(مولانا) احمدعلی امیر انجمن خدام الدین لاہور۔
(مولانا) محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پنجاب ملتان۔
(مولانا) سید محمد داؤد غزلوی صدر جمعیۃ اہلحدیث پنجاب۔
(مولانا) سید نور الحسن بخاری ناظم اعلیٰ تنظیم اہل سنت پاکستان لاہور۔
مظفر علی شمسی ایڈیٹر اخبار شہید سابق جنرل سیکرٹری ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان لاہور۔

العبد محمد غلام غوث ہزاروی

عکس سرورق کتابچہ ختم نبوت۔ تقریر۔ مولانا نیازی مرحوم

بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں

(القرآن)

تحریکِ ختمِ نبوّت

(تقریر مولانا عبدالستار خاں نیازی ایم اے، ایل ایل بی)

ناشر

ادارۂ مطبوعات

مجلسِ طلبۂ اسلام پاکستان

چنیوٹ

ادارہ علیہ — اچھرہ ۔ لاہور

باب الاشاعت — اچھرہ ۔ لاہور

مرکز اعلیٰ خاکسار تحریک

تاریخ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ

۱۹ ستمبر ۱۹۷۲ء

شمارہ ۷۵۱

محترم نیازی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو ادارہ علیہ خاکسار تحریک کی طرف سے ایک خط متعلقہ اسلامی آئین بھیجا گیا تھا۔ ابھی تک جناب نے اس پر توجہ نہیں دی۔ آج پھر اس خط کی نقل بھیجی جا رہی ہے۔ ہم متوقع ہیں کہ اس خط کی اہمیت کے پیش نظر ضرور اپنے جواب سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ فقط والسلام

مخلص ۔ [illegible]

[illegible] پاکستان

مکتوب۔ مرکز اعلیٰ خاکسار تحریک بنام مولانا نیازی 19-9-72

مجلس تحفظ اسلام - مرتبہ - مولانا عبدالستار خان نیازی لاہور / مطبوعہ جنوری 1957ء

مجلسِ تحفظِ اسلام

لاہور (پاکستان)

قراردادیں منظور کردہ جلسہ عام

مورخہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۵۷ء

عبدالستار خان نیازی

ایم-اے

صدر مجلس تحفظِ اسلام

انٹرنیشنل اسلامک کالوکیم منعقدہ لاہور مورخہ 29 دسمبر 1957ء تا 8 جنوری 1958ء

انٹرنیشنل اسلامک کالوکیم

1958ء میں پنجاب یونیورسٹی کے اندر ایک انٹرنیشنل اسلامک کالوکیم (بین الاقوامی مذاکرۂ اسلامیہ) منعقد ہوا، جو 29۔ دسمبر 1957 تا 8 جنوری 1958ء جاری رہا۔ اس مذاکرہ میں چالیس ممالک کے مندوبین نے شرکت کی، اس موقع پر منتظمین نے ہمارے اہم علماء کو دعوت شرکت نہ دی بلکہ اسلامی شریعت کے عنوان سے جو نشست منعقد ہونا قرار پائی تھی، اس میں چودھری سرظفر اللہ خان (م۔1985) کو اس کی صدارت کے لیے کورٹ آف جسٹس ہیگ (ہالینڈ) جس کے وہ جج تھے خصوصی دعوت دی گئی، عالم اسلام کے جید علماء و مفکرین کے علاوہ مشہور غیر مسلم مستشرقین (Orientalists) کو بھی بلایا گیا۔ کارروائی کے سلسلے میں یہ طے ہوا کہ عربی اور انگریزی میں لکھی اور سنائی جائے گی اور براڈ کاسٹ کی جائے گی۔ میاں فضل حسین، وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی اور ان کی خصوصی مجلس شوریٰ کے اہتمام پہ کانفرنس منعقد ہونا قرار پائی۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ صاحب، چیئرمین ایڈیٹوریل بورڈ، اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، پنجاب یونیورسٹی لاہور، آقائے بیدار بخت صاحب پرنسپل السنہ شرقیہ کالج، لاہور (م۔198) سے ملاقات کر کے ہم نے مذکورہ کالوکیم کی بابت شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ (الف) اسلام کے مسلمہ اصول وعقائد کو اس کالوکیم میں مابہ النزاع قرار نہیں دیا جائے گا (ب) ہمارے ممتاز علماء و مشائخ کو بھی مذاکرہ میں شمولیت کی دعوت دی جائے۔ (ج) عربی، انگریزی کے علاوہ مذاکرہ کی کارروائی کا ریکارڈ اور نشریات اردو زبان میں بھی ہونے چاہئیں۔ (د) سب سے بڑھ کر یہ کہ چودھری سرظفر اللہ منکر و معاند عقیدۂ ختم نبوت ہونے کی حیثیت میں دائرہ اسلام سے خارج ہے، وہ اسلامی شریعت کی نشست میں صدارت نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اس میں مقالہ پڑھ سکتا ہے البتہ وہ غیر مسلموں کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے نکتۂ نگاہ پیش کر سکتا ہے۔

یونیورسٹی کی انتظامیہ نے ان مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر ہم نے لاہور ہوٹل میں

علماء وزعماء ملت کا ایک کنونشن طلب کیا' اس کنونشن میں تقریباً تمام اکابر علماء شریک ہوئے۔ ہر مسلک و مکتبہ فکر کے علماء اس میں موجود تھے۔ مفتی محمد حسن صاحب بانی جامعہ اشرفیہ اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی بوجہ علالت اس کنونشن میں شریک نہ ہو سکے تھے' تاہم انہوں نے بھی تحریری تائید وحمایت کے ساتھ ساتھ تحریک کی تائید کے لیے فنڈ بھی بھیجا۔ تقریباً دوسو علماء کنونشن میں شریک ہوئے۔ اکابر علماء مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا احمد علی صاحب لاہوری' مولانا ابوالحسنات محمد احمد صاحب قادری' مولانا محمد علی صاحب جالندھری' شیخ حسام الدین صاحب' شیخ تاج الدین صاحب انصاری' صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب' سجادہ نشین آلو مہار شریف' مولانا عبدالواحد صاحب (گجرانوالہ) اور میاں غلام قادر صاحب' مظفر علی شمسی سب اس کنونشن میں آخر دم تک موجود رہے۔ آخر میں قرار پایا کہ اسلامک کالوکیم کے سلسلہ میں اپنے مطالبات منوانے کے لیے ایک تحریک چلائی جائے اور تحریک کا نام تجویز کیا جائے۔ چنانچہ متفقہ طور پر طے پایا کہ اس اجتماعی جدوجہد کے لیے "تحریک تحفظ اسلام" کے نام سے جماعت قائم کی جائے۔

کنونشن نے مجھے اس کا صدر اور آغا بیدار بخت صاحب ایڈووکیٹ' پرنسپل السنہ شرقیہ کالج کو سیکرٹری جنرل اور میاں غلام قادر صاحب کو خازن مقرر کیا۔ ہم نے اس کے بعد منظم طور پر تحریک کا کام شروع کر دیا' ایک پریس کانفرنس منعقد کی۔ مجلس تحفظ اسلام نے ایک وفد مرتب کیا جو اپنے مطالبات کی معقولیت' حقانیت اور صداقت واضح کرنے کے لیے منتظمین کالوکیم' ڈاکٹر محمد افضل حسین صاحب' وائس چانسلر' پنجاب یونیورسٹی لاہور اور چیئرمین انٹرنیشنل اسلامک کالوکیم اور ان کی ایگزیکٹو کمیٹی سے ملاقات کرے (ب) کالوکیم میں شامل ہونے والے پاکستانی اور غیر پاکستانی مندوبین عالم اسلام و مستشرقین میں سے اہم شخصیات کے ساتھ رابطہ پیدا کریں اور اپنے مطالبات کی تائید حاصل کریں (ج) ہوم سیکرٹری' حکومت پنجاب سے مل کر منتظمین کالوکیم کی قادیانیت نوازی سے اہل اسلام میں تشویش واضطراب کی بناء پر نفرت وحقارت سے پیدا شدہ جذبات اس کے نوٹس میں لائے' اور ہوم سیکرٹری کی معرفت حکومت سے مطالبہ کرے کہ ایک مسلمہ مرتد قادیانی چودھری سر ظفر اللہ کو اسلامی کالوکیم میں بلا کر اور نفاذ شریعت کی میٹنگ میں بطور صدر بٹھا کر امن عامہ کا مسئلہ پیدا نہ کیا جائے' اسے کالوکیم میں شمولیت سے روک دیا جائے۔

وفد نے ڈاکٹر محمد شفیع' پرنسپل اورینٹل کالج اور علامہ علاء الدین صدیقی' صدر شعبہ اسلامیات' پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر' صدر شعبہ پنجاب یونیورسٹی لاہور' چوہدری غلام احمد پرویز' ڈائریکٹر تعلیمات اسلامیہ'

ادارۂ طلوع اسلام' مولانا نعیم صدیقی قاضی سعید' مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی' امیر جماعت اسلامی سے ملاقاتیں کیں۔

بیرون پاکستان ڈاکٹر عمر بہاء الامیری' سابق سفیر شام' سید عبدالحمید الخطیب' سابق سفیر سعودی عرب' شیخ محمد ابوزہرہ' پروفیسر اسلامک لاء قاہرہ یونیورسٹی' مصر' ہز ایکسی لینسی ڈاکٹر عبدالوہاب عزام' مصر' ڈاکٹر محمد داؤد رہبر' سپیشلسٹ آف اردو اینڈ پاکستان سٹڈیز' انقرہ یونیورسٹی' ٹرکی' پروفیسر مصطفیٰ الزرقا' وزیر عدلیہ' پروفیسر قانون' ڈپٹی لیڈر پارلیمنٹ شام' پروفیسر محمد عبداللہ دراز' ازہر یونیورسٹی' مصر' ڈاکٹر صادق رضا زادہ شفق' صدر شعبہ فلاسفی' تہران یونیورسٹی' ڈاکٹر بدیع الزمان فیروزاں فر' ڈین شعبہ فلاسفی و پروفیسر تصوف وادبیات فارسی' تہران یونیورسٹی' ڈاکٹر الیسنڈ روبوسانی (Dr.Alessandro Bausani) پروفیسر آف پرشین پیپلز اینڈ روم یونیورسٹی' اٹلی' ڈاکٹر ول فریڈ کینٹویل سمتھ (Dr.Uuilpred eantuuell Smith) پروفیسر تقابل ادیان و ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز' مک گل یونیورسٹی Mcgill' کینیڈا سے ہمارے وفد نے ملاقاتیں کیں اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ابوزہرہ اور پروفیسر مصطفیٰ الزرقا نے ہمارے اس نکتۂ نگاہ کی شرح صدر کے ساتھ حمایت کی کہ اصول و مسلمات دین کی وضاحت تفصیل اور تشریح ہوسکتی ہے' انہیں مابہ النزاع نہیں بنایا جاسکتا۔ اگر کسی کو ہمارے معتقدات پر اعتراضات ہیں تو اس کے لیے علیحدگی میں گفتگو کرسکتا ہے۔ برسرعام ہر کہ ومہ کے سامنے طے شدہ مسائل کو زیر بحث لانے سے اسلامک کالوکیم کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ دوسرے پاکستان کے جید نمائندہ علماء کی شرکت ضروری ہے۔ تیسرے اگر سردست انگریزی' عربی کے ساتھ ساتھ اردو کا اہتمام نہیں ہوسکتا تو اجلاس کے بعد فی الفور انگریزی اور عربی مقالات کے اردو تراجم لوگوں تک پہنچا دیئے جائیں۔ چوتھے ظفر اللہ قادیانی چونکہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے' اس لیے اسلام کی وکالت نہیں کرسکتا۔ مستشرقین سے جب ملاقات ہوئی' انہوں نے ہمارے نکتہ نگاہ کی معقولیت اور اہمیت کو تسلیم کیا اور یقین دلایا کہ ہم اسلام کے اصول مسلمہ مبہمہ' مابہ النزاع نہیں بنائیں گے' اگر ناواقفیت اور علمی کم مائیگی کے باعث کوئی بات ہمارے منہ سے نکل جائے تو آپ کے علماء کا فرض ہے کہ ہمیں فی الفور اس فروگذاشت کی جانب متوجہ کریں تا کہ ہم اسی نشست میں اپنی غلط یا نا تمام بات کے متعلق علماء اسلام کی راہنمائی میں اصلاح کرلیں اور حاضرین کو صحیح تعبیر سے آگاہ کریں۔

پاکستانی و غیر پاکستانی علماء ومشائخ سے تبادلۂ خیالات اور مستشرقین سے اسلامی نکتۂ نگاہ کے

تذکرے کے بعد ہم مطمئن ہو گئے۔ چیئرمین کالوکیم' وائس چانسلر ڈاکٹر محمد افضل حسین نے بھی یقین دلایا کہ مستشرقین کے مقالات پر کڑی نگاہ رکھی جائے' اور جن علماء کی مجلس تحفظ اسلام نے فہرست پیش کی ہے' ان کو شرکت کے لیے خصوصی دعوت نامے جاری کر دیئے جائیں گے (ہم مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اور مولانا احمد علی صاحب لاہوری کی شرکت کو لازمی قرار دے چکے تھے) البتہ سرظفر اللہ قادیانی کو ہم نے زرکثیر خرچ کر کے کالوکیم میں شرکت کے لیے بلایا ہے' ہمیں آداب مہمان نوازی اجازت نہیں دیتے کہ اسے شمولیت سے روک دیں۔ وفد نے جواب دیا کہ اس کی شمولیت سے یکے از حاضرین وسامعین پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں' وہ نہ تو شریعت کی نشست میں صدارت کر سکتا ہے اور نہ ہی مقالہ پڑھ سکتا ہے۔ آپ کا دعوت دینا ہی عقیدہ ختم نبوت سے ایک کھلے مذاق کے مترادف ہے۔ وہ خاموش ہو گئے اور کہا کہ "ہمارے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں کہ ایک باضابطہ مدعو مندوب کو روک سکیں۔"

ان سے مایوس ہو جانے کے بعد دوسرے روز ہمارا وفد ہوم سیکرٹری سے ملا (وفد میں ہر مکتب فکر کے نمائندہ علماء موجود تھے)' اور اسے سرظفر اللہ کی شمولیت سے پیدا ہونے والے خدشات وخطرات سے آگاہ کیا۔ ایک مخصوص سکہ بند بیوروکریٹ کی طرح اس نے جواب دیا کہ "ایک بین الاقوامی کالوکیم میں ہم فرقہ پرستی کو قطعاً برداشت نہیں کریں گے' آخر ایک ظفر اللہ کے خطاب کرنے سے کون سی قیامت آ جائے گی' آپ کو وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔" اس پر تمام ارکان وفد نے میری طرف دیکھا' اور کہا اسے دنداں شکن جواب دیا جائے۔ میں نے انہیں اشارۃً سمجھایا کہ آپ مطمئن رہیں' ان شاء اللہ ہم اس وقت روئے زمین کے تمام اہل اسلام کے ترجمان اور پروانگان شمع رسالت کے جذبات کے مظہر ہیں۔

میں نے ہوم سیکرٹری کو کہا: ابونصر صاحب! آپ کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والدین اہل علم تھے اور شیفتگان دین مبین تھے ورنہ تمہارا کوئی اور نام بھی رکھ سکتے تھے۔ تم جس نیازی سے بات کر رہے ہو وہ تحفظ ناموس رسالت کے لیے تختہ دار تک جا چکا ہے' اور اب پہلے سے زیادہ ذوق شوق کے ساتھ کوئے جاناں کی طرف والہانہ انداز میں جانے کے لیے تیار ہے۔ میرے آخری الفاظ سن لو! اگر ظفر اللہ' اسلامک کالوکیم میں شریک ہوا تو ہم سارے یونیورسٹی ہال کو نذر آتش کر دیں گے' یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں' میں اپنے رفقاء کو بتا کر آیا ہوں۔ مجھے گرفتار کر لو' پھر بھی شمع رسالت کے پروانے ایک دشمن رسول کو اسلام کا ترجمان

ہوتا نہیں دیکھ سکتے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں' انشاء اللہ اس پر سو فی صدی عمل ہوگا' آپ چاہیں تو اس شہر میں فتنہ وفساد کی بھڑکائی ہوئی آگ کو بجھا سکتے ہیں' اپنے منصب کے تحفظ کے ساتھ ساتھ حضور خاتم النبیین ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

میری اس گفتگو کے بعد وہ دو منٹ خاموش ہو گیا' پھر ہمارے ہی سامنے ٹیلیفون اٹھا کر اس نے گورنر پنجاب کو ہمارے جذبات سے آگاہ کر دیا اور بتایا کہ مولانا نیازی نے 53ء میں جو کچھ کیا ہے' آپ کے سامنے ہے۔ اس وقت جس جوش اور جذبے کے ساتھ وہ اپنے مطالبے کے لیے ہر قسم کے خطرات سے بے نیاز ہو کر Drastic step (سنگین اقدام) لینا چاہتا ہے' وہ اس کے لیے مکمل منصوبہ بندی کر چکا ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ سرظفر اللہ کو اس خطرناک ماحول میں از خود شمولیت سے دستبردار ہو جانا چاہیے۔

اس کے بعد کافی دیر وہ گورنر صاحب کی باتیں سنتے رہے۔ جب ٹیلی فون بند کیا تو ہمیں مبارک باد دی اور کہا کہ گورنر صاحب نے ساری صورت حال کا اچھی طرح جائزہ لے لیا ہے۔ سرظفر اللہ کو سمجھا دیا جائے گا۔ یہ بھی کہا کہ میں راسخ العقیدہ مسلمان ہوں' حضور کی ختم المرسلینی پر میرا ایمان کامل ہے اور میں آپ لوگوں کا ممنون احسان ہوں کہ آپ نے میری صحیح رہبری کی ہے۔

"مجلس تحفظ اسلام" کو ہر مسلک ومکتب فکر کی اس قدر تائید وحمایت حاصل ہوئی کہ اس نازک دور میں یہی مجلس اہل اسلام کی نمائندہ اور ترجمان بن گئی۔ کالوکیم کے انعقاد سے قبل قائداعظم کے یوم ولادت کو 25 دسمبر 57ء کو جہاں پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں حکومت کی جانب سے ایک جلسہ عام کا اعلان ہوا وہاں اسی روز رات کو رقص وسرود کی محفل کا اہتمام کر کے شائقین وتماش بین طبقہ کے لیے نقل محفل کا بھی بندوبست کیا گیا۔ جونہی یہ خبر شائع ہوئی' مجلس تحفظ اسلام کی ورکنگ کمیٹی میں اس پر غور وخوض کیا گیا' اور قرار پایا کہ فوری طور پر ایک وفد میجر جنرل رانا بختیار سے ملے اور اس یوم کی عظمت واہمیت کے پیش نظر رقص وسرود کی محفل کے انعقاد کا فیصلہ منسوخ کر دیا جائے۔ روزنامہ نوائے وقت نے بھی ہمارے فیصلہ کی تائید کی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی عطا کی اور تمام مسالک ومکاتب فکر کے نمائندہ علماء کی لاج رکھ لی۔ ہم نے محترمہ فاطمہ جناح ہمشیرہ قائداعظم کو بھی اس بارے میں بذریعہ تار آگاہ کیا کہ حکومت پنجاب' بانی پاکستان کی خدمات جلیلہ کے اعتراف کے لیے مردانہ وقلندرانہ جدوجہد کے بجائے ساری قوم کو رقص وسرود کا داروئے بیہوشی پلا کر اس کے قوئ عملہ کو شل کر دینا چاہتی ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ

جس وقت مجھے مسلسل جگایا جارہا تھا تو کسی نے حضرت خواجہ میاں علی محمد خاں صاحب (1881ء-1975ء) آف لبسی شریف کے سامنے اس لرزہ خیز ظلم وزیادتی کا تذکرہ کیا' میاں صاحب مرحوم ومغفور آستانہ عالیہ شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے جنوبی حجرہ میں ذکر وظائف مین مشغول تھے (میاں صاحب قبلہ کا معمول تھا کہ وہ نماز تہجد درگاہ شریف میں آکر ادا کرتے تھے' اور کچھ وظائف آسمان کی چھت کے نیچے ٹہلتے ہوئے پڑھتے تھے)' حجرہ سے باہر نکل کر کھلی فضا میں ٹہلتے ہوئے وظیفہ کررہے تھے' اس وقت ہمارے ایک خیرخواہ نے ہمارے لیے دعا کی درخواست کی۔ میاں صاحب جلال میں آگئے اور فرمایا: ''امیر محمد کیا سمجھتا ہے کہ وہ دین حق کے خادم کے جذبہ کو شکست دے دے گا؟ ان شاء اللہ ہمارا نیازی زیادہ جاہ وجلال اور شان وشکوہ کے ساتھ باہر آئیگا اور یہ ظالم خاک میں مل جائے گا بلکہ اس کا نام ونشان مٹ جائے گا'' ضمانت پر رہا ہونے کے بعد جب میں میاں صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ''نیازی صاحب! ہمارے ایک ملنے والے کے خلاف جھوٹا کیس بن گیا تھا' ہم نے اپنے بزرگوں سے چند اسماء الٰہی کا وظیفہ سن رکھا تھا' اسے بتادیا اور کہا کہ ہر وقت پڑھتے رہو۔ تمہارے خلاف حکومت نے جھوٹا مقدمہ کھڑا کردیا ہے' تم بھی انہی اسماء الٰہی کو ورد زبان بناؤ' ان شاء اللہ یہ مقدمہ خود بخود ختم ہوجائے گا۔ وہ ورد اسمائے الٰہی درج ذیل ہے۔

یاسبوح' یا قدوس' یا غفور' یا ودود

میں نے حسب الارشاد اس وظیفے کو جاری رکھا۔ اللہ کی شان دیکھئے کہ 2 سال مقدمہ چلنے کے بعد حکومت نے از خود کیس Withdraw (واپس) کرلیا۔

میرے ساتھ اس مقدمہ ڈکیتی' آتش زنی اور سرقہ بالجبر میں دس طلباء بھی ماخوذ تھے' ان کے نام یہ ہیں' میاں عبدالخالق ایڈووکیٹ (خانیوال)' میاں عبدالجبار ایم۔اے (خانیوال) حبیب احمد ایم۔اے' چوہدری محمد رفیق ایم۔اے' ممتاز احمد تارڑ ایم۔اے' ایل ایل بی (ایم۔این۔اے)' محمد سرور ایم۔اے' انہیں اشارۃً کہا گیا کہ مقدمہ کی واپسی کے لیے حکومت سے درخواست کرو۔ طالب علم اس پر آمادہ ہو گئے اور کہا: آپ بھی دستخط کردیں' میں نے انکار کردیا اور ان نوجوانوں کو تسلی دی اور استقامت کی تلقین کی اور انہیں صبر سے انتظار کرنے کے لیے کہا۔

مکتوب گرامی' شمس العلماء ڈاکٹر عمر بن داؤد پوتا بنام حضرت العلام الشیخ عبدالستار نیازی۔ از کراچی

286. Garden East, Karachi - 5. 14.1.58.	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	شمس العلماء الدکتور عمر بن محمد داود پوتو SHAMSUL-ULAMA DR. U. M. DAUDPOTA, M.A. (BOM.), PH.D. (CANTAB).

حضرة العلامة الشيخ عبد الستار النيازي المحترم

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. وبعد فكان لي الشرف أن أحظى بزيارتكم مرتين حينما كنت في لاهور وقد أثرت فيّ شخصيتكم العظيمة الجذابة تأثيرًا عظيمًا. ومن سوء حظي لم يكن يمكن لي أن أستفيض من صحبتكم. وكنت أشتاق كثيرًا أن ألقاكم في الندوة الإسلامية ولكني تأسفت بعدم حضوركم هنالك، حتى أن بعض مشاهير العلماء والفضلاء الفائقين في الدين لم يشتركوا في هذه الندوة، التي كان عليها شيء من صبغة السياسة. وقد تعجبت كثيرًا من مطالعة بعض القرارات التي قريتموها في جريدة "السحر" صبيحة هذا اليوم ورأيت أنكم وضعتم من قدر جميع المقالات التي ألقيت من جانب أهل باكستان بالعموم. وغالب ظني أن محاضرتي "وجهة الإسلام إلى العلوم الحديثة" قد وقعت منكم موقعًا حسنًا. فأرجو لكم أن تبدوا فيها رأيكم العالي وأخبروني به من فضلكم. وإن شاء الله سأزوركم إذا زرت لاهور في الآتية.

وفي الختام تقبلوا مني أوفر التحية والسلام.

المخلص

عمر بن محمد داودپوته.

وفود عرب اور عالم اسلام

تحيّة الاخوّة

من مسلمی لاهور الی اخوانهم وفود العرب والاسلام

بسم الله الرحمن الرحيم ـ والصلوة والسلام على خير انبياءه وصفوة اصفياءه محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله و صحبه اجمعين ومن تبعهم من المؤمنين و المؤمنات باحسان الى يوم الدين ـ

اما بعد اليوم تجمعنا الصدف المباركة فى هذا المسجد التاريخى الذى كان مركزا قبل بضع سنين لاثبات آخر نبوة فى العالم ، وهى نبوة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم ـ وكان ذلك ردا على الفرقة التى تدعى أن النبوة ، والرسالة يمكن ان تكون لبعض البشر ، بعد النبى محمد صلى الله عليه وسلم ـ ويضيف هذا المسجد اليوم الى تاريخه اجتماعا زاهيا بعلماء الاسلام واساطينه ـ

ايها السادة ان جميع مالحق المسلمين وسيلحقهم من كوارث و شدائد فى دينهم او دنياهم انما كان وسيكون (لا سامح الله) بسبب تفرقتهم وتقاطعهم و اعراض بعضهم عن البعض ، ولو كانوا مجتمعين متعاونين حين تظافرت جهود الامم المعاديه على تهويد فلسطين لما تم لهم ذلك ـ ولو اتحد المسلمون جميعاً ن اليوم على انقاذ على القطر الجزائرى الشقيق لتم لهم ذالک فى اقرب وقت ممكن ـ

والوحدة التى ندعوا اليها العرب والساعين ليست فكرة حادثة بنت اليوم كلا بل هى اساس متين من تلك الاسس المقدسة التى نزل بها القرآن واوصى الله بها عباده موكدا بان لا بقاء ولا حياة لهم بدونها ها كم بعض ما قاله سبحانه " ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم وقال جل ثناءه " ولا تكونوا كا الذين تفرقوا واختلفوا " ـ الى غير ذالک من الايت التى تفرض على المسلمين ان يكونوا دائما كتلة متماسكة لا تنفك اذا فلا تنحل مشاكل المسلمين الا بالوحدة والتوحيد ـ

ومن هذه المشاكل التى تقف فى طريق المسلمين وتكاد تذهلهم (١) لاستعمار ، والمادية فلا بد للمسلمين من مقاومة هذين العنصرين الخبيثين الذين ملكا قلوب الناس ونواصيهم

حتى اخذ البعض منهم يبيع دينه بعرض من الدنيا كما انه لا بد لنا من الاجتهاد الكامل فى نشر لاخلاق لتقوية الروح الاسلامية فى نفوس عامة اهل پاكستان بما فى ذلک من المساواة وروح الاخاء والبذل و التعاون عملا بقوله صلى الله عليه وسلم " لا يومن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه " ـ

ومما ينبغى ان نحذره ولا نزال منتبهين اليه ان فى العالم الان قوتان متناطحان ـ احدها القوة الغربيه الامريكة التى لم تزل تها جمنا ماديا وروحيا ومن كل النواحى الحيوية تعمل لاستعبادنا و تسخير قوانا او بعبارة اخرى تعمل لفنائنا او على الاقل لاضعافنا بقدر الطاقة كى يخلولها الجولتعيث فى الارض فساداً وتهدم النظم السماوية الحقة كدأب من قبلهم من الغابرين من العتاة والجبابره فى مختلف العصور والازمان ، "يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون " ـ

والقوة الثانية التى نحذرها هى الجبهة السفياتية ومبادئها الهد امة الشاذة البعيدة عن النعرة التى فطرالله الناس عليها ـ فيحسن بنا ان لا نغفل بل يجب علينا ان نكون على يقظة تامة مما عسى ان يحوكه احد الفريقين لنا ويجب علينا فى نفس الوقت ان نتمسك عملياً بالمبادئ الاسلاميه التى لاخير للانسانية ولا بقاء لها الا بها ـ

وبناء على ذلک فمن الواجب المحتوم تاليف كتلة اسلامية تدم تحت جناميها سائر اقطار العالم الاسلامى شرقاً وغرباً وجنوباً وشمالا لا لحفظ الاسلام والدفاع عنه فحسب ، بل لنشر الامن ولطمانينة فى العالم اجمع عملاً بقوله تعالى : " وكذلک جعلنا كم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا " ـ ولقوله تعالى : " كنتم خير امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله" ـ

هذا بيان ما يتمنى ان يراه كل پاكستانى ، وما يعبر عنه فكره ، والذى اسست لاجله پاكستان ـ اما هو شاهد من اضطراب الحكم فى هذه البلاد وعدم الاستقرار فلن يرضى به اهل پاكستان ولا بد من اصلاحه عاجلاً ام اجلاً ولن يستقر قرار الحكم ما لم تكن هناك حكومة اسلامية تستمد كل قوانينها من التراث الاسلامى الذى اوله القرآن الحكيم ـ

واننا نحبذ ونرحب لفكرة المؤتمرات والمجتمعاة العلمية الاسلامية للبحث وفى سائر الشئون الاسلامية من دراسة و بحث و تمحيص وما الى ذلک ولكن مع الحذر من دسائس المستشرقين ومكائد الاعداء وحباء لهم التى الفنا ان نقراها فى كتبهم ونسمعها بين طيات افواههم وثنايا عباراتهم ورحا الله البصيرى حيث يقول :ـ

واخش الدسائس من جوع ومن شبع
فرب مخمصة شر من شبع

ولا ينبغى ان تكون اجتاعات المسلمين وانديتهم ومؤتمراتهم العامة التى تجمع بين شتاتهم قاصرة على الحكومات والدعوات الرسمية بل يحب ان تكون بين عامة الامم والشعوب الاسلامية على اختلاف انواعها وافرادها وافكارها لان الهيئات الحكومية لا يمكنها ان تعبر عن فكرة الشعب حقيقة مهما بذلت من الجهد والا هتمام ، ولن نعرف افكار اى شعب الا من بين طبقاته لامن بيان وزير او حاكم ولا من مقاله فرد واحد ۔

و اخيراً نبلغكم سلامنا و نحييكم بتحية الاخوة الاسلامية المفعمة بالحب فى الله والاخلاص لدينه ، و نحى فيكم تلكم الشهامة الاسلامية التى ابديتموها و ستبدونها اثناء البحث فى الندوة الاسلامية الجارية حالا بجامعة پنجاب ۔ اذ لو لاكم و لو لا نقاشكم لخشينا ان تمسخ صور الحقائق و تضيع تحت ستائر الاخفاء والجهود ، لان علماء باكستان ابعدوا عن هذه المجالس و لم يدعوا للاشتراک معكم فيها ، فخشى الناس ان يكون هناک شيئى مبيت و ذهبت بهم الظنون شتى المذاهب ، ولكن نقاشكم و صمودكم دل على ان العرب الذين اختارهم الله من بين الامم لحمل امانته لا تزال فيهم حمية الاسلام والذب عن حياضه مهما كانت قوة الهادمين و مهما كثر عددهم "و لله جنود السموات والارض وكان الله عزيزاً حكيما"

عبد الستار خان نيازى ، ايم ۔ اے

رئيس مجلس تحفظ الاسلام

لاهور

۲۰ جمادى الثانى ۱۳۷۷ھ

مطابع رہن ، لاہور

عکس سرورق، آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن کے فیصلے 1950ء

آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن کے فیصلے

شائع کردہ:۔

مولینا عبدالستار خان نیازی ایم۔اے
سیکرٹری آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن

منعقدہ ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۵۰ء

برکت علی ہال۔ بیرون موچی دروازہ لاہور

مولانا نیازی کے خلاف بے بنیاد مقدمہ

Pakistanies Should Organise Politically To Oust Discredited Leadership

---

LAW AND ORDER
must be preserved at all costs

MAULANA ABDUSSATTAR KHAN Niazy M.A., M.L.A's

Rejoinder
To False Official Charges

Lahore, 30th July

After my release in April last, I did not issue any press statement exposing the false murder case which the police had cooked up against me during the Martial Law and which was later dismissed by the Martial Law Court as baseless. Nor did I take further notice of the false police record of my speeches which at one stage resulted in a sentence of death against me, although this record contained suchdemonstrably incorrect passages as an allegation that I had made a reference to "the green dome of the Prophet's mausoleum at Mecca". After all even my worst critics cannot hold me so ignorant of Islam. The reason for my silence was that the Central and Provincial Ministries and the Consembly during whose regime these irregularities had been committed were dismissed before my release. A new Central Ministry had come into office which claimed to be a non-partisan, All-Parties' Cabinet, of a care-taker nature. The country was faced with such grave and urgent problems that in my opinion issues of personal injustice and victimisation could be postponed. During the long period of arrest I had been so cut off from current events that I needed a more detailed study of facts before I could make any political pronouncements. Accordingly, save for an occasional academic sermon on religious subjects before some congregation in a mosque, I refrained from any written or spoken expression of views.

In the circumstances, it greatly pained me, when after my next arrest in July under the Bengal Regulation of 1818 had made me incapable of defence, an Hon'ble Member of the Central Cabinet advertised in a Press interview, from Murree certain incorrect charges against me. That I had in my speeches at the Wazir Khan Mosque, Lahore,

brought contempt upon the Punjab Disturbances Court of inquiry and the Martial Law Administration. My present Warrant stated that I was being detained for "reasons connected with the public order." It is, all the same, not clear even if the charge were not false, how could it constitute a threat to public order. Why action under Bengal Regulation was necessary when ordinary law is fully competent to punish in such cases.

This latest incident has compelled me to narrate in public how I came to participate in the Tahafuz-e-Khatam-e-Nabuwwat Civil Disobedience Movement, What exactly are my differences with the Ministries in power, and how in my opinion the democratic and patriotic forces in Pakistan should organise themselves to oust these unrepresentative Ministries. So that the public may judge the real motives of those to whom I am politically inconvenient, and who under one cover or another, now and again harass me by proceedings which are later quashed in the courts.

The Khatam-e-Nabuwat Civil Disobedience was made necessary by the fact that at the time socalled Muslim League Ministries were in power both at the Centre as well as all the Provinces. They were not of a mind to prepare a Constitution for the country. Nor were they inclined to hold general elections. They had usurped not only the Ministries, but also the Party, *i.e.* the Muslim League. They did not listen to any popular demand. The Nazimuddin Cabinet had in point of fact turned into a Sir Zafarulla cabinet. There was no possibility of ousting such Ministries by any constitutional method, except resort to Civil Disobedience, which is a recognised conventional practice in the Sub-Continent since a quarter of a century. The Muslim League itself had captured power through Civil Disobedience. Therefore, as a veteran Muslim Leaguer, I participated in the peaceful Civil Disobedience to dislodge from power a clique which had no sympathy for the religious and political corollaries of the Two-Nation Theory. The dismissal of that régime and the Consembly by the Governor-General, and the confirmation of the order of dismissal by the Federal Court, has merely implemented the main objective of the Civil Disobedience Movement, and it is doubtful whether this extreme step would have ever been possible without the Movement. That incidents of violence took place at a later stage was due to the activities of the enemies of the Movement. The whole population of Lahore City can bear witness that I and my colleagues tried our best to keep the Civil Disobedience completely non-violent. All rumours against me that I proclaimed my reign from a minaret of the mosque, or circulated my own currency, or invited the populace to rebellion, or intended to do anything of the sort have now conclusively been debunked and disproved by their exclusion from the Report of the Court of Enquiry.

The omission of the issue from the terms of reference of the Court of Inquiry that how many were killed and injured by the firing, and with what justification is regrettable indeed. What indemnity should be paid to the families of the casualities. It is my sincere wish that the Pakistan Parliament should appoint a tribunal consisting of High Court Judges which should investigate this. Indemnity should be paid to those who deserve it and the Civilian or Military Officers who transgressed their authority must be duly punished under the law.

Although my trial etc. under the Martial Law was not a legal trial before any regular

Court, yet on my release the Hon'ble Governor of the Punjab disqualified me from M.L.A. ship and from participating in any election for five years. I filed an appeal with him that this action is against the relevant law, but uptodate the appeal has not even been acknowledged, and all attempts to get an interview with His Excellency have proved unfruitful.

Coming to the allegation that I am a threat to the public order, I hereby reiterate my conviction that in the present world when even Great Powers like America and Russia are compelled to denounce war as a method for deciding differences, any attempt to settle the internal affairs of a state by violence or lawlessness is not permitted by patriotism or wisdom. Khatam-e-Nabowwat is a fundamental article of faith, but even for its sake, Civil Disobedience was only justified when one-party-rule was oppressing the whole of Pakistan, change of Ministries by constitutional methods was impossible, and an unrepresentative Consembly had declared itself as the perpetual sovereign. Now, when all the Provinces are not ruled by one party at the Centre there is an All Party, non-partisan Cabinet. The new Constitution is round the corner. The General Elections are promised very shortly. There is an opportunity to snatch power through constitutional methods. It would be both foolish as well as unpatriotic to contemplate any Civil Disobedience campaign at this juncture.

In the present situation my advice to fellow Pakistanies is that howsoever we may differ with the Ministries, we must obey all legal orders of the Government of the day. If we doubt the legality of any official action, we should challenge it in a court, and abide by the verdict. This is the only course for preserving the integrity of the state.

However, simultaneously with this unconditional compliance with the requirements of law and order ; it is our duty and privilege to take notice of the truth that the present Central and Provincial Ministries are not consistently and continuously following any national policies. An eminent colleague of the Qa-i-e-Azam is one day threatened that he will be shot if he returns to Pakistan. The next day the same Hon'ble Minister coalates with the organisation of the threatened victim Today a Chief Minister is declared a traitor on the evidence of some foreign journalist, tomorrow he is "forgiven". Admitted enemies of Pakistan are flattered and coaxed with offers of high state responsibilities, while the heroes of the struggle for Independence are put behind bars even without a show of a trial. In the morning Islamic Constitution is opposed tooth and nail, in the evening the critics turn into enthusiastic zealots. The Kashmir problem is reduced to a joke between the elder and the younger brother. The speeches and "authoritative pronouncements" concerning Afghanistan appear to be far wide of any planned action. Certain Ministers played no part in the struggle for the establishment of Pakistan. Some of them openly decry faith in the Two-Nation Theroy. It is the duty of every patriot to work for the removal from office of all those responsible for this chaos. The only constitutional method for the achievement of this purpose is to organise the masses politically for participation in the next elections.

It so apears that the group in power is taking some concrete steps to implement the proposal for the integration of West Pakistan into one Province, which my party advocated for the first time in 1948 after the establishment of Pakistan. A creditable effort deserves support, irrespective of the quarter making it. But discredited leadership cannot be allowed to prolong its tenure under the cover of One-Unit's guardianship. Therefore, the solution is to support the One-Unit, but organise the voters for the expulsion of undesirable political adventurers from office even if they support One-Unit.

Printed at the Pakistan Printing Works 1, Abbot Road, Lahore.

ایم ایل ایز کی طرف سے مولانا نیازی کو مشترکہ نمائندہ مقرر کرنے کا عہد نامہ

پنجاب اسمبلی سے دستور ساز پاکستان کے لئے نمائندگان کے انتخاب کے سلسلہ میں ہم یہ رائے دیتے ہیں کہ مولانا عبدالستار خان نیازی بہترین نمائندہ ہو سکتے ہیں۔ ہم سب کے ووٹ ان کے لئے مختص تھے۔ لیکن حکومت نے عین اس وقت جبکہ نیازی صاحب کے حق میں رائے بہترین صورت میں دستور ساز میں جا رہی تھی ان پر پابندی عائد کر کے پنجاب اسمبلی کی رکنیت سے محروم کر دیا۔ حکومت کے اس رویہ کو تقریباً تمام حلقوں میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور یہ محسوس کیا گیا کہ حکومت نے مخصوص مفاد کے پیش نظر نیازی صاحب کو دستور ساز میں جانے سے روک دیا ہے۔ پس ہم ارکان اب بھی رائے دیتے ہیں کہ نیازی صاحب پنجاب اسمبلی کی طرف سے بہترین نمائندہ دستور ساز ثابت ہو سکتے ہیں، اگر ان کو موقع دیا جائے تو ہمارے ووٹ ان کے لئے مختص ہوں گے۔ مورخہ ۱۵ جون ۵۵ء

(۱) [illegible]
(۲) لعل شیر خان
(۳) نور ... خان (ملک ...)
(۴) احمد سعید کرمانی
(۵) سید احمد (سرگودھا)
(۶) [illegible] (لاہور)
(۷) [illegible]
(۸) [illegible] صابر خان، ایم ایل اے
(9) Sana ullah Bullah M.L.A Mianchannu Multan
(۱۰) [illegible] [مولانا محمد ذاکر صاحب ایم ایل اے ...]

مولانا عبدالستار خان نیازی کا تفصیلی انٹرویو

رپورٹ: ندیم اپل

گفتگو: امجد رؤف خان

مولانا عبدالستار خان نیازی جنہیں مجاہد ملت بھی کہا جاتا ہے ان کے نام نامی کے بغیر پاکستان کی سیاسی تاریخ ادھوری اور نامکمل سی رہتی ہے انہوں نے اپنی عملی سیاسی زندگی کا آغاز زمانہ طالب علمی سے ہی کر دیا تھا اور ان کی شعلہ بیان تقریروں اور بے مثال جرأت وحوصلے نے تحریک پاکستان میں ایک نئی روح پھونک دی تھی جس کا اعتراف خود بابائے قوم حضرت قائداعظمؒ نے بھی مولانا کے نام اپنے متعدد خطوط میں کیا ہے۔ پھر ختم نبوت کے مسئلے پر تو مولانا دار ورسن تک بھی پہنچ گئے تھے اور اس عالم میں بھی ان کے پایہ استقلال میں ذرا برابر لغزش نہ آئی تھی۔ قیام پاکستان سے لیکر اب تک وہ کسی لمحے بھی ملک کی سیاسی زندگی کے منظر سے اوجھل نہیں ہوئے۔ ایوب خان کے دور حکومت سے لیکر اب تک وہ اپنے نیک مشن یعنی استحکام پاکستان اور نفاذ شریعت کے لیے سرگرم عمل رہے ہیں۔ ملک کی تازہ ترین صورتحال اور بدلتے ہوئے سیاسی موسموں کے حوالے سے مولانا کا تازہ ترین انٹرویو نذر قارئین ہے۔

س:۔ نیازی صاحب! سب سے پہلے تو ہم یہ چاہیں گے کہ آپ ہمیں اپنے خاندانی پس منظر کے بارے میں کچھ بتائیں؟

ج:۔ میرا تعلق نیازی قبیلہ کی شاخ عیسیٰ خیل سے ہے جو عیسیٰ خان نیازی کے نام سے مشہور ہے آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل بھی اسی عیسیٰ خاں نیازی سے منسوب ہے۔ عیسیٰ خاں نیازی کے علاوہ خواص خان نیازی اور ہیبت خان نیازی حکومت وقت کے اہم عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ عیسیٰ خان نیازی نے پٹھانوں کو نہ صرف شیر شاہ سوری کی قیادت میں متحد کیا تھا بلکہ وہ خود بھی شیر شاہ سوری کی افواج کے کمانڈر چیف مقرر ہوئے ان کا مزار دہلی میں ہمایوں کے مقبرے کے اندر ہے جس پر عیسیٰ خان نیازی لکھا ہے۔ عیسیٰ خان نیازی کی اولاد چار قبائل میں منقسم ہے جو ذکر خیل، ہمو خیل،

عمر خیل (پرانی خیل) اور بادن خیل (ملتانی خیل) کے نام سے مشہور ہیں۔ میرا تعلق چوتھے قبیلے یعنی بادن خیل سے ہے ہمارے قبیلے کے بہت سے افراد ایسے ہیں جنہوں نے آگے چل کر زندگی کے مختلف شعبوں میں بہت نام کمایا۔

س: چند ایک شخصیات کا حوالہ دینا پسند فرمائیں گے؟

ج:۔ جی ہاں! ان میں مشہور سیاستدان خان امان اللہ نیازی ایڈووکیٹ، خان بہادر محمد سیف اللہ خان، مولانا محمد اکبر علی مرحوم، حضرت مولانا فتح محمد صاحب نقشبندی مجددی، خان محمد حمید اللہ خان، ایس پی، کرکٹ کے نامور کھلاڑی عمران خان اور معروف ادیب پروفیسر اجمل نیازی کا تعلق بھی اسی قبیلے سے ہے۔

س:۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے اور کس ماحول میں حاصل کی؟

ج:۔ عیسیٰ خیل (ضلع میانوالی) کے گاؤں کنڈل میں پرائمری اسکول تھا جہاں دریائے کرم عبور کر کے جانا ہوتا تھا میرے چچازاد بھائی محمد عظیم خان مجھے اسکول داخل کروانے کے لیے گئے تھے۔ میں قد وقامت کے لحاظ سے ہم عمروں میں کچھ زیادہ ہی بڑا معلوم ہوتا تھا میری تاریخ پیدائش یکم اکتوبر 1915ء تھی لیکن بھائی نے دو سال زیادہ عمر لکھوائی سکول میں واحد استاد لالہ لیلا رام تھے۔ میرے والد ان کے شاگرد اور تایا ان کے ہم جماعت رہ چکے تھے۔ پہلے ہی دن انہوں نے خوب شفقت کا مظاہرہ کیا دعا بھی دی اور کہا ہمارا بیٹا علم میں بڑا نام پیدا کرے گا۔ یہ اسی حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ میں پانچویں، آٹھویں اور دسویں جماعتوں کے مقابلے کے امتحانوں میں وظیفہ لیتا رہا۔

س:۔ نیازی صاحب بچپن میں والدین کے بارے میں آپ کے ذہن میں کچھ یادیں محفوظ ہیں؟

ج:۔ میں تین چار سال کا تھا کہ والد محترم اللہ کو پیارے ہو گئے مگر ان کا سراپا مجھے خود یاد ہے وہ قد وقامت میں مجھ سے بھی کچھ اونچے تھے جب بھی وہ گھر آتے تو ساتھ پھل وغیرہ لاتے اور حویلی کے تمام بچوں کو سب سے پہلے اور بعد میں مجھے دیتے۔ میں اکیلا ہی بھائی تھا۔ میری ایک ہمشیرہ تھی جو چھوٹی عمر میں ہی اس دنیا سے کوچ کر گئیں اور جب میں تیسری جماعت میں تھا تو والدہ محترمہ بھی اللہ کو پیاری ہو

گئیں۔

س:۔ پھر آپ کی پرورش کس نے کی؟

ج:۔ میری پرورش میرے نانا صوفی محمد خاں اور تایا ابراہیم خان نے کی۔ والد مرحوم کا دوست لالہ چوتھ رام تھا جو میری جائیداد کا حساب رکھا کرتا تھا مگر جیسے ہی میں نے ہوش سنبھالا تو یہ انتظام میرے سپرد کر دیا گیا۔

س:۔ کیا زمانہ طالب علمی میں بھی آپ دینی اور مذہبی رجحانات کی طرف مائل تھے؟

ج:۔ کالج کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ میں نے اشاعت اسلام لاہور میں بھی داخلہ لے لیا۔ اشاعت اسلام کالج انجمن حمایت اسلام لاہور نے علامہ اقبال (مرحوم) کی تجویز پر قائم کیا تھا اس ادارے کا مقصد ایسے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو تیار کرنا تھا۔ جو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے بھی پوری طرح بہرہ ور ہوں۔ اگرچہ یہ ادارہ زیادہ دیر نہ چل سکا۔ مگر میری یہ خوش قسمتی ہے کہ اس کالج کے دائرہ عمل کے دوران میں نے یہاں سے اپنی تعلیم مکمل کر لی ادھر خالصتاً نصابی تعلیم کی غرض سے جب میں نے اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا اور یونیورسٹی سے ایم اے پاس کیا تو اسلامیہ کالج کی عظمت کا دور تھا۔ بالخصوص حضرت علامہ اقبالؒ کے پیغام نے نوجوانوں کے دلوں کو گرما دیا تھا جو اسلام کی سربلندی کے لیے سرگرم عمل ہو گئے پھر 1937ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام عمل میں آیا میں ابتدا میں تو اس کا سرگرم رکن تھا مگر 1938ء میں میری کارکردگی کی بنا پر مجھے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر مقرر کیا گیا اس حیثیت میں، میں نے 1939ء میں خلافت پاکستان سکیم پیش کی اور اس سلسلے میں قائداعظم کو خطوط بھی لکھتا رہا۔

س:۔ کیا قائداعظم آپ کے خطوط اور تجاویز پر اپنے ردعمل کا اظہار فرماتے تھے۔

ج:۔ بالکل قائداعظم میری مخلصانہ مساعی پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے تھے اور یہ ان کی حوصلہ افزائی ہی تھی کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے قرارداد پاکستان کے لیے فضا ہموار کی جس کے نتیجہ میں 24 مارچ 1940ء کو قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔

س:۔ آپ نے قائداعظم کی شخصیت کو بڑے قریب سے دیکھا ہے ان سے آپ کی خط و

خطابت بھی ہوتی رہی کیا کبھی قائداعظم نے بھی آپ کے کام اور ذات کو سراہا تھا؟

ج:۔ مجھے یاد ہے جن دنوں میں طالب علم تھا اس زمانے میں ایک مرتبہ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا تھا وہاں پر بڑی بڑی ہستیاں موجود تھیں۔ میرے محب پروفیسر مرزا عبدالحمید بھی سٹیج پر تشریف رکھتے تھے چنانچہ اس موقع پر میں نے طالب علم کی حیثیت سے تحریک پاکستان کے حق میں پرجوش تقریر کی تو قائداعظم کے شگفتہ اور متین و مدبر رخ زیبا پر اظہار خوشی و مسرت کی حسین لکیریں ابھریں اور انہوں نے میرے استاد محترم عنایت اللہ پروپیگنڈہ سیکرٹری صوبہ پنجاب مسلم لیگ سے فرمایا۔ حمید! جس قوم کے پاس تمہارے جیسے مخلص نوجوان طلباء اور نیازی جیسے پیکران یقین وصداقت اور صاحبان عزم وہمت ہوں اس کے پاکستان کو بھلا کون روک سکتا ہے؟

تو جناب! اس زمانے میں میرا جذبہ کچھ اس قسم کا تھا اپنے مقصد اور مشن سے میری وفاداری کا یہ عالم تھا کہ میں نے دور جوانی میں ہی یہ عہد کیا تھا کہ جب تک قیام پاکستان کی تحریک کامیاب نہ ہو جائے اور یہاں پر مکمل طور پر نظام خلافت نافذ نہیں ہوگا میں شادی نہیں کروں گا اور آج جبکہ میری عمر 75 سال سے اوپر ہو چکی ہے اب بھی میں اپنے اس عزم اور عہد پر قائم ہوں۔

س:۔ کیا شادی کی ضرورت بعد میں محسوس نہیں ہوئی؟

ج:۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر رشتہ ازدواج کی بیڑیاں پاؤں میں ہوتیں تو میں شاید اس قدر جرأت، ایثار اور استقامت کا مظاہرہ نہ کرسکتا۔ میں اپنے ماضی پر خوش ہوں حال سے مطمئن اور مستقبل کے حوالے سے پرعزم۔ پھر تجرد کی زندگی کی شاندار مثالیں میرے سامنے موجود ہیں۔ مثلاً امام محمد اسمٰعیل بخاریؒ خواجہ عبیداللہ احرارؒ خواجہ نظام الدین محبوب الہیؒ خواجہ احمد میروی اور سید جمال الدین افغانیؒ ایسے پاکان امت نے تجرد اختیار کیا اور اپنے نصب العین اور آدرش کے عشق میں مست رہے۔

س:۔ نیازی صاحب اب ہم ایک دوسرے موضوع کی طرف آتے ہیں یہ بتایئے کہ جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو کیا اس وقت آپ کے تمام تعلیمی مراحل مکمل ہو چکے تھے۔

ج:۔ جی ہاں! اب میں نے خود کو مکمل طور پر سیاسی سرگرمیوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔ اب

میرے شب و روز تحریک پاکستان کے لیے وقف تھے میں نے مختلف اضلاع کا دورہ کیا اور مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں۔ پھر 1941ء میں ایک دور ایسا بھی آیا کہ جب حکومت ہند نے سرسکندر حیات کو نیشنل ڈیفنس کونسل کا رکن نامزد کیا مگر یہ قائداعظم اور مسلم لیگ کے فیصلے کے خلاف ورزی تھی چنانچہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے لاہور میں سرسکندر حیات کے خلاف بھرپور مظاہرے کیے۔ ان مظاہروں سے فضا خاصی بدل گئی، پھر جب سرسکندر حیات خان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کے لیے 24 اگست 1941ء میں بمبئی پہنچے تو قائداعظم کے سامنے سرتسلیم خم کیا اور نیشنل ڈیفنس کونسل سے مستعفی ہو گئے انہی دنوں خضر حیات بھی مسلمانوں میں فتنہ فساد بپا کرنا چاہتا تھا اور شہری دیہاتی میں ایک طرح سے تفریق پیدا کر رہا تھا اس نے تو قائداعظم کو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ مسٹر جناح بمبئی کے خوجے ہیں انہیں پنجاب کے مسلمانوں میں دخل دینے کا کیا حق ہے چنانچہ خضر حیات کے اس ناپسندیدہ رویے کے پیش نظر میں نے اور میرے رفیقوں نے اس کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہمارا طریقہ کار یا حکمت عملی یہ تھی کہ خضر حیات جس شہر میں بھی جلسہ کرنے جاتا ہم لوگ بھی وہاں پہنچ کر جلسہ منعقد کرتے اور عوام کو خضر حیات کی غداری سے آگاہ کرتے چنانچہ اس طرح خضر حیات کا یہ دورہ بری طرح سے ناکام رہا۔ پھر 1945ء میں امرتسر میں مسلم لیگ سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس ہوا راجہ محمود آباد نے جلسے کی صدارت کی یہاں پر مجھے بھی تقریر کرنے کا موقع ملا اس زمانے میں قائداعظم اور گاندھی کے مذاکرات بھی جاری تھے چنانچہ اسی جلسہ میں، میں نے گاندھی کی شخصیت کو کچھ اس طرح سے بے نقاب کیا کہ پورے شہر میں میری تقریر کی دھوم مچ گئی اور دوسرے روز سارا امرتسر میرا جلسہ سننے کے لیے امڈ آیا۔

س:۔ آپ نے سیاسی زندگی کی سب سے پہلی گرفتاری کب پیش کی؟

ج:۔ آپ گرفتاری کی بات کرتے ہیں ہم تو دار ورسن تک بھی پہنچے۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ پہلی سیاسی گرفتاری کب دی تو 1947ء میں جب مسلم لیگ سول نافرمانی کی تحریک چلی تو میں نے خود گرفتاری پیش کی اور تحریک کے اختتام پر رہائی ملی پھر 1953ء میں جب ختم نبوت کی تحریک کا آغاز ہوا اور تقریباً سبھی قائدین گرفتار ہو گئے تو اس وقت یہ تحریک قیادت اور رہنما سے محروم تھی چنانچہ میں میدان عمل میں کود پڑا اور مسجد وزیر خان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا یہاں پر میں نے اپنے رفیقوں اور

ساتھیوں سے مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں تحریک ختم نبوت کو لاہور سے باہر نکل کر دوسرے اضلاع تک بھی پھیلانا چاہیے چنانچہ ایک رات میں نے مسجد سے ملحقہ مکان میں بسر کی اور دوسرے روز اپنی مرکزی شوریٰ کے فیصلے پر لاہور سے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چپکے سے نکل پڑا۔ اس زمانے میں تحریک کو دبانے کے لیے جس قسم کی سختی کی جارہی تھی اس کے پیش نظر یہ ایک انتہائی جرأت مندانہ اقدام تھا۔ تاہم لاہور سے نکلنے کے فوراً بعد مجھے گرفتار کرلیا گیا گرفتاری کے بعد میری کردار کشی کی غرض سے بہت سی افواہیں بھی پھیلائی گئیں چونکہ میرے سامان کی تلاشی کے دوران انہیں میری جوانی کا ایک فوٹو مل گیا تھا۔ چنانچہ پولیس نے یہ فوٹو اخبارات میں چھاپ کر یہ تاثر دیا کہ مولانا نیازی نے داڑھی منڈوا دی تھی حالانکہ یہ الزام انتہائی غلط اور بے بنیاد تھا کیونکہ یہ بہت پہلے کا فوٹو تھا اور میں اس میں کافی دبلا پتلا نظر آرہا تھا۔ پھر تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں ہی مسجد وزیر خان سے میری گرفتاری ہوئی اور اس جرم کی پاداش میں مجھ پر مقدمہ چلا کر سزائے موت سنائی گئی اور مجھے یاد ہے کہ جب عدالت نے مجھے سزا کا حکم سنایا تو میں نے بھرپور جوش و مسرت سے کہا تھا میں منزل مراد کو پہنچ گیا ہوں۔

س:۔ پھانسی کی کوٹھڑی میں آپ کے ساتھ کس قسم کا سلوک روا رکھا گیا اور کیا آپ کو معلوم تھا کہ واقعی آپ کو پھانسی دی جائے گی؟

ج:۔ سزا سنانے کے بعد مجھے بھی پھانسی پانے والوں کی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا تھا۔ اس کال کوٹھڑی میں الگ کوئی غسل خانہ بھی نہیں تھا اور ہر لمحہ پھانسی پر لٹکائے جانے کا اندیشہ بھی اپنی جگہ موجود تھا مگر اس کے باوجود میرے اعصاب مکمل طور پر بحال رہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ رحم کی اپیل کر سکتے ہیں مگر میں نے صاف انکار کر دیا۔ جیل حکام میری اس جرأت اور ہمت پر حیران و ششدر رہ گئے حالانکہ پھانسی کی سزا ایک ایسی ہولناک چیز ہے کہ بڑے بڑوں کے دل لرز جاتے ہیں اور وہ موت کی سزا پانے سے قبل ہی نیم جان ہو جاتے ہیں مجھے کئی ہفتوں تک پھانسی کی کوٹھڑی میں رکھا گیا اور پھر خود ہی حکومت نے میری سزا میں تخفیف کردی۔ جب مجھے رہائی ملی اور میرا اکرتالایا گیا تو وہ تنگ تھا جیل والے میرے چہرے پر طمانیت اور اعتماد دیکھ کر کہنے لگے "یہاں پہنچ کر تو ہر کسی کا کرتہ ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ تمہیں موت کا خوف نہیں جو زیادہ پھیل گئے ہو۔ میں نے کہا۔ "موت تو میں نے خود مول لی ہے۔"

س:۔ مولانا آپ کی تو پوری زندگی سیاسی جدوجہد سے عبارت ہے ظاہر ہے اپنے مقصد کے حصول کے لیے آپ کو بہت سی مشکلات پیش آئی ہوں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی سیاسی زندگی کے چند دلچسپ اور ناقابل فراموش واقعات سنائیں۔

ج:۔ واقعات تو بہت سے ہیں چند ایک آپ کے گوش گزار کر دیتا ہوں مثلاً 1941ء میں لاہور کے ایک شہری حلقے میں انتخاب ہونا قرار پایا۔ اس سلسلے میں قائداعظمؒ نے مجھے نامزد فرمایا اس وقت میں ایم اے پاس کر چکا تھا چونکہ میرے اپنے مالی وسائل نہ تھے اس لیے قائداعظم نے ملک برکت علی مرحوم کو ٹیلی فون پر ہدایت کی کہ نیازی صاحب کے لیے وسائل فراہم کیے جائیں اور کاغذات نامزدگی داخل کروائے جائیں صوبائی مسلم لیگ نے میاں امیر الدین کو ٹکٹ دیا تھا لیکن قائداعظم نے نیشنل ڈیفنس کونسل کی رکنیت کے سلسلے میں سر سکندر حیات سے اختلاف کی بنا پر مجھے ان کے مقابلے پر آنے کے لیے کہا۔ مجھے اس سلسلے میں خطیر رقم کی پیش کش کی گئی کہ میں مقابلے سے دستبردار ہو جاؤں لیکن میرا انہیں ایک ہی جواب تھا کہ بکنے اور جھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میں قائداعظم کے حکم سے میدان میں اترا ہوں تاہم بعد میں جب سر سکندر نے اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کر لی تو قائداعظم نے بالواسطہ مجھے کاغذات واپس لینے کا حکم دیا اور ان کی ہدایت پر میں فی الفور دستبردار ہو گیا۔

پھر ایک مرتبہ جب پنجاب میں نواب ممدوٹ کی شکست کے بعد گورنر راج نافذ کیا گیا تو مسلم لیگ کی تنظیم قریب قریب مفلوج ہو کر رہ گئی تھی اس موقع پر مسلم لیگ کو دوبارہ آئین میں بحال کرنے کا پروگرام مرتب ہوا۔ چنانچہ میں نے لاہور میں سہروردی اور پیر صاحب مانکی شریف کے ساتھ مل کر 1950ء میں آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن منعقد کروایا۔ جس میں آل پاکستان عوامی لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ حسین شہید سہروردی اس کے صدر اور میں جنرل سیکرٹری مقرر ہوا مگر جب سہروردی نے نواب ممدوٹ کی جناح مسلم لیگ کے ساتھ ادغام کا اعلان کیا تو میرا راستہ پھر الگ ہو گیا اس کے بعد خان لیاقت علی خان نے مجھے دو لاکھ روپے نقد ایک جیپ اور میانوالی میں اسمبلی کا ٹکٹ (بلکہ بلا مقابلہ کامیابی) کی پیش کش کرتے ہوئے اپنے ساتھ ملانا چاہا مگر میں نے یہ کہہ کر پیش کش رد کر دی کہ اگر سہروردی غلط ہو گیا ہے تو آپ کہیں صحیح ہو گئے چنانچہ میں 1951ء میں میانوالی سے آزاد امیدوار کی حیثیت سے لڑا اور

کامیابی حاصل کی۔

ایک اور دوسرا واقعہ آپ کو سناؤں 1953ء کے اوائل میں حضرت مجدد الف ثانی کے عرس میں شرکت کے لیے زائرین کی ایک جماعت بھارت گئی۔ میں بھی اس میں شامل تھا۔ ہر سال اس موقع پر بھارتی حکام پاکستانی زائرین کے لیے دعوتوں اور تقریبات کا اہتمام کرتے تھے مگر میں نے اپنے ساتھی زائرین کو بتا دیا تھا کہ میں ہندوؤں کی دعوت میں شریک نہیں ہوں گا۔ ایک روز ایسی ہی ایک تقریب میں کسی ہندو لیڈر نے تقریر جھاڑ دی کہ تقسیم کے موقع پر ہونے والے فسادات میں دونوں طرف سے زیادتیاں ہوئیں۔ میں اس وقت مسجد میں تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھا۔ جب مجھے اطلاع ملی تو میں فوراً جلسہ گاہ پہنچا اس وقت فضا میں خیر سگالی کے نعرے بلند ہو رہے تھے مگر جب میں وہاں پہنچا تو ایک دم سناٹا چھا گیا۔ میں نے تلاوت کلام پاک کے بعد یہ شعر پڑھا۔

کیا نہیں کوئی غزنوی کار گاہ حیات میں

بیٹھے ہیں کب ۔ ۔ ۔ اہل حرم کے سومنات

اس کے بعد میں نے ہندوؤں کو کھری کھری سنائیں اور دوٹوک الفاظ میں یہ کہا "ہندوستان پر محمود غزنوی نے بار بار حملے اس لیے کیے کہ ہر حملے کے بعد ہندو ریاستیں اس کی اطاعت قبول کر لیتی تھیں مگر اس کے جانے کے بعد پھر سر اٹھا لیتیں اور معاہدات سے منکر ہو جاتیں اس لیے معاہدات کی تکمیل کے لیے غزنوی کو ہندوستان پر بار بار ضربیں لگانے کی ضرورت پیش آتی رہی۔ ہندو قوم کی ذہنیت تو یہ ہے کہ ہمیشہ طاقتور کو اپنا دیوتا بناتی ہے اور کمزوروں کا ناک میں دم کر دیتی ہے میں نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ مسلمانوں نے ہندو عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر کوئی ظلم نہیں کیا البتہ ہندوؤں کے ہاتھوں یہ ساری تباہ کاریاں ہوئیں جن کا ہم ضرور بدلہ لیں گے۔" تو جناب میری اس سخت تقریر کا بھارتی حکومت نے اس قدر شدید نوٹس لیا کہ بھارت میں فوری طور پر میرا داخلہ ممنوع قرار دے دیا۔

س:۔ نیازی صاحب! آپ کی قائد اعظمؒ کے ساتھ تحریک پاکستان کے دوران بے شمار ملاقاتیں بھی ہوئیں کیا آپ ہمیں ان ملاقاتوں کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟

ج:۔ 1942ء میں، میں بحیثیت سیکرٹری اقبال ڈے کمیٹی قائد اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اور یوم اقبال کی صدارت کے لیے دعوت دی۔ قائد اعظم پہلے سے بعض مقامات پر اپنے دورے کا پروگرام طے کر چکے تھے۔ اس لیے معذرت کی۔ البتہ اقبال ڈے کے لیے ایک مفصل پیغام ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا۔ جو بعد میں انہوں نے پورا بھی کیا۔ اس پیغام کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

"علامہ اقبالؒ برصغیر میں مسلمانوں کے استقلال اور عروج کے لیے علیحدہ ہوم لینڈ کا مطالبہ اپنے خطبہ الہ آباد میں فرما چکے ہیں ہم نے اقبال ڈے کے موقعہ پر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اسلامی نظام حیات کو برپا کرنے کے لیے قوت عمل سے جلد از جلد وہ خطہ ارضی حاصل کر لیں۔ اقبالؒ ملت کے عزائم کا ترجمان ہے اور نو جوانوں کو سرگرم عمل دیکھنا چاہتا ہے۔ میں اس کے خواب کی تعبیر کے لیے مصروف کار ہوں۔ اور ہر مسلمان کو اس پاکیزہ مقصد کے حصول کے لیے ہر ممکن ایثار و قربانی کی دعوت دیتا ہوں۔"

میرے وہاں بیٹھے بیٹھے مولانا ظفر علی خاں بھی قائد اعظمؒ کی خدمت میں آ گئے اور راجگو پال اچاریہ فارمولا کے متعلق قائد اعظمؒ سے گفتگو کرنے لگے۔ مولانا ظفر علی خاں اس فارمولے سے متاثر معلوم ہوتے تھے لیکن قائد اعظمؒ نے فارمولے کا اس انداز سے تجزیہ کیا کہ مولانا ظفر علی خان کو اپنی رائے تبدیل کرنا پڑی۔ دوران گفتگو قائد اعظم نے ایک دلچسپ مثال پیش کی جو انہی کے الفاظ میں بیان کی جا رہی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ منزل بہت دور ہے وسائل محدود ہیں۔ ہم مقصد کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ میرا جواب یہ ہے کہ وسائل و ذرائع کے مقابلے میں انسان کا عزم مصمم اور یقین کامل زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ جب نصب العین کے لیے انسان میں تڑپ پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اپنے ماحول سے خود آگے بڑھ کر ساز و سامان پیدا کر لیتا ہے مثلاً آپ سامنے روشندان تک پہنچنا چاہتے ہیں سیڑھی موجود نہیں ہے اور بھی کوئی ذریعہ آس پاس نظر نہیں آتا۔ اس وقت کیا کرو گے؟ دیکھو! یہ میز موجود ہے اس پر چڑھ جاؤ۔ اس سے کام نہیں چلتا تو اس پر چھوٹی میز رکھ دو۔ یہ بھی ناکافی ہے تو اس پر سٹول رکھ دو۔ اس سے بھی مطلب حل نہیں ہوتا تو ادھر ادھر دیکھو کہیں اینٹیں پڑی مل جائیں ان سے کام لو بہر حال اگر آپ نے اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے کے لیے عزم بالجزم کر لیا ہے تو آپ بالآخر کامیاب ہو جائیں گے ان حالات میں کسی فارمولے یا پلان کو حرف آخر نہیں سمجھتا۔ حرف آخر صرف پاکستانی قومی ہوم لینڈ کو سمجھتا ہوں۔ انشاء اللہ

تعالیٰ اس کے لیے یقیناً اسباب ووسائل پیدا ہوں گے۔"

چنانچہ قائداعظم کی اس تقریر کے بعد منکشف ہوا کہ یہ دبلا پتلا انسان کس فولادی عزم کا مالک ہے اور اپنے مقصد کی صحت وصداقت پر اسے کتنا اعتماد ہے۔ مولانا ظفر علی خاں اس گفتگو کے بعد اٹھ کر چلے گئے تو قائداعظمؒ نے مسکراتے ہوئے مجھ سے فرمایا۔

نیازی! تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے جواب دیا۔ "حضرت! ہمارے بزرگوں نے تو بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑا دیئے تھے۔ خشکی پہ بحری جہاز چلا دیئے تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی جوش کے ساتھ اپنی منزل کی جانب بڑھتے چلے جائیں گے۔"

یہ سن کر قائداعظمؒ بہت خوش ہوئے اور میری پیٹھ ٹھونکتے ہوئے فرمایا۔ "مجھے نوجوانان اسلام سے یہی توقع ہے۔" 1944ء میں جب میں صوبہ مسلم لیگ (پنجاب مسلم لیگ) کا سیکرٹری اور اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ تھا تو قائداعظم تقسیم انعامات کی تقریب کے موقعہ پر لاہور تشریف لائے۔ رات کو جلسہ عام منعقد ہوا۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکنوں نے مجھے بھی تقریر کے لیے مدعو کیا۔ میں نے نہایت ہی تند و تیز لہجہ میں حکومت وقت پر تنقید کی اور حصول پاکستان کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے کے لیے سامعین کو ابھارا۔ جلسہ کے بعد جب حضرت قائداعظمؒ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ "You are still very hot" (تم تاحال بہت گرم ہو)

میں نے جواب دیا۔ اس لیے کہ ماحول کو پگھلانا ہے۔ اس پر قائداعظمؒ نے قہقہ لگایا اور فرمایا۔ "Go Ahead Cautiously" (محتاط انداز میں بڑھے چلو)

1945ء میں کیبنٹ کمشن کی ناکامی کے بعد جب قائداعظم نے مجموعی انتخابات کے ذریعے مسلمانوں کی نمائندگی کا فیصلہ کرنا چاہا تو اسلامیان ہند بالخصوص مسلم طلبہ سے امداد طلب کی کہ وہ مسلم لیگ کو کامیاب بنائیں تا کہ پاکستان کا حصول یقینی بن جائے۔ میں اس وقت بھی اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ تھا۔ میں نے طلبہ کو اکٹھا کر کے اس پیغام کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ مسلمان نوجوانوں نے دیوانہ وار کام کیا۔ اور سارے صوبے میں پھیل گئے۔ بلکہ علی گڑھ کے طلبہ تو صوبہ سرحد کے پہاڑوں اور جنگلوں میں دورے کرتے نظر آتے تھے۔ اس مہم میں میرے شاگردوں میں سے جن نوجوانوں نے صف

اول میں کام کیا ان میں سید قاسم رضوی سی ایس پی (ف 1975ء) حکیم آفتاب احمد قرشی (ف 1981ء) اور اقبال سنبل سابق ڈی آئی جی وغیرہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس سے قبل پاکستان رورل پروپیگنڈہ کمیٹی کی تحریک میں مولانا محمد ابراہیم علی چشتی (ف 1968ء) چوہدری نصر اللہ خاں (ف 1957ء) ملک ظفر اللہ خان عبد القدیر خان نعمانی (ف 1986ء) حکیم محمد انور بابری (ف 1977ء) حمید نظامی (ف 1962ء) ابوسعید انور (ف 1984ء) خواجہ محمد اشرف احمد' پروفیسر چوہدری محمد صادق ایم اے' پروفیسر منظور الحق صدیقی' میاں محمد شفیع (م ش) ظہور عالم شہید' شیخ محمد اقبال' ڈاکٹر ضیاء الاسلام اور میاں کفایت علی نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔

1946ء میں جب عمومی انتخابات کے بعد مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا پہلا اجلاس ہوا تو اس کے چند دنوں کے بعد حضرت قائداعظمؒ لاہور تشریف لائے اور حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج میں ایک لنچ کا اہتمام کیا گیا۔ اتفاقاً میری نشست ایک ہی میز پر قائداعظم کے مقابل آ گئی۔ کھانا کھاتے وقت وہ گفتگو کرتے رہے۔ راجہ غضنفر علی خاں (ف 1963ء) میرے بائیں طرف موجود تھے۔ مجھے اس گفتگو کا صرف ایک تاریخی جملہ یاد رہ گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا۔

"قیام پاکستان سے قبل وزارت سے کچھ فائدہ ضرور پہنچ سکتا ہے مگر ناکام رہنے کی صورت میں ہماری جدوجہد میں کمی نہیں آنی چاہیے۔ اس صورت میں تصادم کے لیے ہمت بڑھ جاتی ہے۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا' وزارت بنانے میں مسلم لیگ ناکام رہی مگر ملی جدوجہد واستحکام کے جوش و خروش نے بالآخر سول نافرمانی کی شکل اختیار کر لی خضر کو وزارت سے مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا۔

اپریل 1946ء میں قائداعظم نے عربک کالج دہلی میں مسلم لیگ لیجسلرز کنونیشن طلب کیا جس میں سارے ہندوستان سے صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے ارکان کے علاوہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبر بھی شامل تھے۔ قائداعظم نے اپنے دولت کدہ 10۔ اورنگ زیب روڈ نیو دہلی میں تمام ممبران کو ہلکے مشروب کی پارٹی دی اور تمام ارکان سے ایک میثاق پر دستخط کروائے گئے۔ ہر رکن کے سامنے ایک پرچہ لایا گیا تھا جس پر میثاق کی عبارت درج تھی۔ مجھے یہ حلف نامہ پیش کیا گیا۔ اس کے الفاظ یہ تھے۔

مورخہ 7اپریل 1946ء

حلف نامہ

(جس پر قائداعظمؒ نے بھی دستخط کیے)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ط

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی...... وانا اول المسلمین.

میں......رکن مسلم لیگ اسمبلی پارٹی صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی کونسل......صوبہ......اپنے اس پختہ عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ برکوچک ہند میں بسنے والی مسلم قوم کی نجات اس کی سلامتی اس کے تحفظ اور اس کا مستقبل حصول پاکستان میں مضمر ہے اور پاکستان ہی اس وسیع تر برکوچک کے پیچیدہ دستوری مسائل کا باوقار اور معقول حل ہے اور اسی کے ذریعے یہاں بسنے والی تمام قوموں اور فرقوں کو امن' آزادی اور خوشحالی نصیب ہوسکتی ہے۔

میں بصمیم قلب اقرار کرتا ہوں کہ اس مقصد عظیم یعنی پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جو تحریک بھی روبہ عمل لائی جائے گی اور اس سلسلے میں ہدایات اور احکامات جاری کیے جائیں گے میں بلاپس وپیش اس امر کا کامل یقین رکھتے ہوئے کہ میرا مقصد و مدعا حق وانصاف پر مبنی ہے عہد کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو خطرات اور آزمائشیں پیش آئیں گی اور جن قربانیوں کا مطالبہ ہوگا انہیں برداشت کروں گا۔

ربنا افرغ علینا صبراً و ثبت اقدامنافابصرنا علی القوم الکافرین......

دستخط

مورخہ..........

میں یہ فارم پڑکر کے سیدھا قائداعظم کے قریب چلا گیا اور دریافت کیا۔ "کیا آپ نے بھی یہ فارم پر کیا ہے؟" قائداعظم نے جواب دیا کہ "میں کسی ایسے کام کے لیے اپنے ارکان سے مطالبہ نہیں کرتا جس پر خود عمل نہ کرلوں۔ اس لیے میں نے سب سے پہلے اس فارم پر دستخط کئے ہیں۔"

یہ منظر بڑا روح پرور تھا۔ کچھ آیت کریمہ کا تاثر' پھر ماحول کی کیفیت اور آخر میں دعا نے ایک

وجد آفرین سماں باندھ دیا۔ صاف نظر آرہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کی دعاؤں کو ضرور شرف قبولیت بخشے گا۔

جون 1946ء میں گروپنگ سکیم کے رد و قبول پر امپریل ہوٹل دہلی میں قائداعظم نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس طلب کیا۔ میں ذرا دیر سے دہلی پہنچا تھا لہٰذا سیدھا جلسہ گاہ میں چلا گیا اور ایک چٹ کے ذریعے قائداعظم (جو صدر جلسہ تھے) سے تقریر کرنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے فوراً مجھے بلالیا۔ میں نے سکیم کی پرزور مخالفت کی۔ ووٹنگ پر صرف سترہ آدمی میرے ہمراہ تھے۔ قرارداد کثرت رائے سے منظور ہوگئی۔ سکیم کے دوسرے حصے یعنی یونین میں اختیارات کی تقسیم اس طرح ہوئی کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کے خصوصی تعلق کے معاملات میں فیصلہ کن حیثیت رکھے گی' کانگریس نے اسے ایک طرح کا دھوکہ قرار دیا اور انگریز باوجود پیشکش کے بدعہدی پر اتر آیا تو قائداعظمؒ نے ساری سکیم مسترد کرتے ہوئے 29 جولائی کو "راست اقدام" کا فیصلہ کیا اور قومی خدام سے فعال جدوجہد کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ میں نے اس فیصلے کی اہمیت کے پیش نظر اسلامیہ کالج لاہور میں بحیثیت صدر شعبہ اسلامیات اپنی مصروفیات کو خیرباد کہا اور ہمہ تن "راست اقدام" کی سرگرمیوں کے لیے وقف ہوگیا۔

پاکستان بننے کے بعد دو موقعوں پر کراچی میں مجھے قائداعظم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ایک اس موقعہ پر جب کہ 12 دسمبر 1947ء کو خالق دینا ہال میں آل انڈیا مسلم لیگ اور آل پاکستان مسلم لیگ کے کنونیر کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ وہ 26 فروری 1948ء کو فریئر ہال کراچی میں منعقد ہوا اور چوہدری خلیق الزمان (ف 1973ء) کو مسلم لیگ کا کنونیر منتخب کیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت قائداعظمؒ نے تمام ممبران کونسل کو دعوت دی جس میں میری ان سے ملاقات ہوئی اور مختصراً ان کی صحت کی بابت دریافت کیا۔ وہ بے حد کمزور نظر آرہے تھے۔ صرف اتنا کہا کہ:

"مصیبت زدہ مہاجرین کی آبادکاری میں ہر ممکن تعاون کرو۔"

س:۔ علامہ اقبالؒ سے بھی تو آپ کی ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں اس بارے میں کچھ واقعات سنانا پسند فرمائیں گے؟

ج:۔ علامہ اقبالؒ سے میری تین ملاقاتیں ہوئی ہیں جو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے قیام کے سلسلے میں طلبا کے ایک وفد کے ساتھ ہوئی تھیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ سے علیک سلیک کے بعد

بات چیت شروع ہوئی تو انہوں نے ہمارے آنے کی غرض وغائت پوچھی۔ ہم میں سے ایک نوجوان نے کہا یہ نیازی (عبدالستار خاں) علیحدہ مسلم تنظیم پر زور دیتا ہے ہمیں ڈر ہے کہ جونہی ہم نے اس انداز میں عملی قدم اٹھایا ہمیں فرقہ پرست' تنگ نظر' رجعت پسند' غیر محب وطن کہہ کر بدنام کیا جائے اور ہم

؎ اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

کے مصداق اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

علامہ اقبال صوفے پر کمبل اوڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ جوش میں آ گئے۔ اپنی عینک اتار کر ہاتھ میں لے لی اور ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمہارا خون چوسنا چاہوں تو تم فرقہ پرست' رجعت پسند' تنگ نظر اور غیر محب وطن کہہ سکتے ہو مگر میں تمہیں اپنا خون چوسنے کی اجازت نہ دوں تو مجھے اس کی مطلق پرواہ نہیں کہ کوئی شخص مجھے فرقہ پرست وغیرہ کہتا ہے میں اپنے آپ کو اول درجے کا محب وطن سمجھوں گا۔"

اس کے بعد میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ نیازی صاحب ٹھیک کہتے ہیں تم اپنی علیحدہ جماعت بناؤ اور ملک وملت کی عزت' ترقی اور بھلائی کے لیے علیحدہ پروگرام مرتب کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم مطمئن ہو کر اپنی اپنی قیام گاہوں کی طرف چلے گئے۔ دوسرے روز ہم نے پھر وسیع تر حلقۂ احباب میں مشورہ کے لیے اجلاس بلایا اور قرار پایا کہ نئی تنظیم کا نام پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن رکھا جائے اس کے اغراض ومقاصد طے ہوئے اور علامہ اقبال کے مشورے سے فیڈریشن کا نصب العین پاکستان قرار دیا گیا۔

تیسری بار ہم پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا منشور اور دستور بنا کر کے علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے دستور اور منشور کو پسند فرمایا اور اس کی تائید میں ایک زبردست تحریری بیان جاری فرمایا۔ جو ہم نے منشور کے ساتھ شامل کر دیا۔ اس طرح قائداعظم محمد علی جناح نے بھی تنظیم کی حمایت میں بیان جاری فرمایا۔ چند ہفتوں کے بعد انڈین مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے تنظیم قائم ہوئی جس کے صدر راجہ محمود آباد امیر احمد خاں اور سیکرٹری جنرل محمد نعمان مقرر ہوئے۔

س:۔ نیازی صاحب 1958ء کے انتخابات میں بھی تو آپ کو حکومت کی طرف سے پیش کش ہوئی تھی؟

ج:۔ جی ہاں 1958ء کے انتخابات جب قریب آئے تو لاہور میں مجھے کہلوایا گیا کہ نیازی صاحب آپ پانچ لاکھ روپیہ لے لیں مگر میانوالی کی بجائے لاہور سے الیکشن لڑیں کیونکہ وہاں سے سکندر مرزا امیدوار ہوں گے مگر میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں یہ سودے بازی نہیں کر سکتا۔ ادھر میانوالی میں ملک امیر محمد خان نے بھی مجھ سے یہی بات کہی اور پندرہ لاکھ روپے کی پیش کش کی۔ ملک صاحب نے بھی مجھے یہ کہا کہ انہیں میانوالی سے سکندر مرزا کو انتخاب لڑانا ہے کیونکہ انہیں صدر بننا ہے مگر میں نے انہیں دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا کہ مجھے ہر حال میں میانوالی سے ہی انتخاب لڑنا ہے۔ اس پر نواب کالا باغ نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔ "اچھا پھر لڑو' انتخابات نہیں ہوں گے اور مارشل لاء لگے گا۔" حالانکہ اس وقت کسی کو یہ خیال تک نہ تھا کہ مارشل لاء لگے گا۔

اس ضمن میں ایک اور واقعہ مجھے یاد آ رہا ہے کہ 1958ء کے مارشل لاء کے کچھ دیر بعد ایوب خان کے دست راست جنرل واجد علی برقی نے مجھے بلوایا اور پوچھا۔ "ہماری حکومت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ میں نے فوراً کہا" یہی سوال جب امام ابوحنیفہ نے منصور سے کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ تمہیں لوگوں کی تائید حاصل نہیں تم غاصب ہو حکومت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے لہذا آپ کو بھی میرا یہی جواب ہے آپ غاصب ہیں اور آپ کی وجہ سے ہی مارشل لاء لگا ہے۔"

اس پر برقی صاحب کھسیاتے ہوئے اور اپنے سیکرٹری ابن حسن سے کہا۔ "یہ پٹھان مارشل لاء سے نہیں ڈرتا اور حکومت پر ہمارے سامنے تنقید کرتا ہے۔"

مارچ 1959ء میں کراچی میں آل ورلڈ سیرت کانفرنس ہوئی تو ایوب خان نے اس کی صدارت کی اس تقریب میں' میں نے "مقام رسول عقل کی روشنی میں" کے عنوان سے ایک مقالہ پڑھا اور ساتھ ہی تقریر بھی کی جس میں دوٹوک الفاظ میں یہ کہا کہ اگر ایوب خان کی حکومت کو چیلنج کیا جائے تو اس کے لیے ریگولیشن موجود ہیں لیکن رسول کریم ﷺ کی نبوت کو چیلنج کرنے والوں پر کوئی قدغن نہیں اس پر پورا کانفرنس ہال نعروں سے گونج اٹھا۔ ایوب خان گھبرا کر عقبی دروازے سے تشریف لے گئے اور حکام کو

ہدایت کی کہ یہ شخص بہت بے باک ہے اس پر کڑی نظر رکھی جائے۔

1962ء میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے جب میانوالی سے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا تو میرے مدمقابل نواب کالاباغ کا لڑکا تھا۔ انتخابات کے دوران مجھ پر تین مرتبہ قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ ادھر جب سرکاری مخبروں نے یہ انتباہ کر دیا کہ نواب صاحب کی کامیابی ناممکن ہے تو پھر تجوریوں کے منہ بھی کھلے اور زنداں کے دروازے بھی۔ دھاندلی اور جھرلو کی ایسی بدترین مثال کا ملنا بہت مشکل ہے۔ مجھے عوام کی بھاری اکثریت نے ووٹ دیے مگر پھر بھی ہرا دیا گیا۔ میں نے بعد میں عذداری داخل کی تو نواب کالاباغ نے صلح کی بات چیت کی مگر ناکامی ہوئی چنانچہ گواہوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔

گواہوں نے بے باکی کی مثال قائم کر دی۔ کارروائی سول اینڈ ملٹری گزٹ' میں چھپی۔ تو طوفان اٹھ کھڑا ہوا نواب کالاباغ بھنا اُٹھے۔ اور "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کو ڈس لیا۔ انصاف اور حق کا بول بالا ہوتے دیکھا تو مرکزی حکومت سے قانون بنوا کر معیاد میں کمی کروائی اور یوں عذداری غیر موثر ہو گئی۔ اس پر میں نے 1962ء کے آئین کی دفعہ 121 کے تحت اپنی اور میانوالی کے لوگوں کی طرف سے صدر ایوب کو ایک یادداشت پیش کی یادداشت کا عنوان کچھ یوں تھا۔

Pettion against the criminal Governor of west Pakistan

Malik Amir. Muhammad Khan History sheeter.

اس پر زلزلہ آ گیا۔ مجھ پر اور میرے جانثار ساتھیوں پر زمین تنگ ہو کر رہ گئی۔ میکلورڈ روڈ لاہور میں غنڈوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور عیسیٰ خیل جاتے ہوئے کالاباغ کے مقام پر میری جان لینے کی کوشش کی گئی۔ میرے کئی دوست جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کالاباغ کا دور ختم ہوا تو نئے گورنر جنرل موسیٰ نے کالاباغ کے ہاتھوں ہونے والے تمام نقصانات کی تلافی کی پیش کش کی۔ مگر میں نے کہا۔ "سب سے بڑا ظالم تو حکومت میں موجود ہے۔ ایوب خان جس نے ایک غنڈے کو گورنر بنا دیا تھا۔" موسیٰ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور میں آمریت پر ضربیں لگاتا رہا۔ ایوب خان کے دور اقتدار میں ملک کالاباغ گورنر مغربی پاکستان نے کئی بار مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی لیکن میں نے واشگاف الفاظ میں غاصب اور آمر سے ملنے سے انکار کر دیا اور ایک بار بھی ملاقات نہ کی۔

س:۔ نیازی صاحب اسلام تو ہمیں اتفاق' اتحاد کا درس دیتا ہے تو پھر ہماری مذہبی جماعتیں متحد کیوں نہیں ہوتیں؟

ج:۔ گزارش یہ ہے کہ اس ملک کی تمام جماعتیں جو اس آئین کو مانتی ہیں۔ کتاب وسنت کی بالادستی کو مانتی ہیں اور نفاذ شریعت کی قرارداد مقاصد کی شق جو آئین کا حصہ بن چکی ہے اس کے تحت جس جماعت نے بھی حلف اٹھایا ہے وہ بلاشبہ دینی اور سیاسی ہے اب سوال یہ رہا کہ دینی جماعتیں متحد کیوں نہیں ہوتیں تو یہاں سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ دینی جماعتیں تو آخرت کی بات کرتی ہیں۔ توحید ورسالت کی بات کرتی ہیں لیکن اس سے ہٹ کر دنیاوی اقتدار کی بات بھی کرتی ہیں تاہم یہ خوشی کی بات ہے کہ تمام دینی جماعتیں شریعت بل کے نفاذ پر متفق ہو گئیں اور انہوں نے تحریک نفاذ شریعت کے نام سے ایک تحریک قائم کی۔ اور میری عدم موجودگی میں مجھے اس تحریک کا صدر منتخب کیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ دینی جماعتیں متحد نہیں ہوتیں۔ دینی جماعتیں تو "نفاذ شریعت تحریک" پر متفق ہیں اب آپ یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ الیکشن میں دینی جماعتیں متفق اور متحد کیوں نہیں ہوتیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آئی جے آئی کے اندر بھی دینی جماعتیں موجود ہیں۔ سی او پی اور آئی جے آئی کا 18 اگست کو الگ جلسہ ہوا 19 اگست کو آئی جے آئی اور سی او پی کا مشترکہ جلسہ ہوا جس میں انہوں نے طے کیا کہ مرکز یا صوبہ جات کے جو Sitting Members ہیں وہ اگر چاہیں تو اپنی سیٹوں پر دوبارہ کھڑے ہو سکتے ہیں اور اگر نہ چاہیں تو نہیں ہو سکتے البتہ جن لوگوں نے فلور کراسنگ کی ہے یا جماعت سے غداری کی ہے ان کے متعلق متعلقہ جماعت کو حق حاصل ہے کہ اسے Replace کر دیں۔ اس لحاظ سے دینی اور سیاسی جماعتیں ایک قرارداد پر پابند ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جو (Impact) ہے اس کے اندر بھی وہ اجزا موجود ہیں کہ جس سے دینی مقاصد کو تقویت پہنچتی ہے میں نے اس سلسلے میں ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ جس کا نام "اتحاد بین المسلمین" وقت کی اہم ضرورت ہے اس میں باقاعدہ ایک فارمولا دیا ہے کہ دینی اور سیاسی جماعتیں کس بات پر متفق ہو سکتی ہیں باقی دینی جماعتوں کے جو اختلافات ہیں وہ تو سب کے سب شریعت بل میں ختم ہو گئے تھے یا یوں کہہ لیجئے کہ نظریاتی طور پر ان کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس کتاب میں قرآن وسنت کی بالادستی کے سلسلے میں جو باتیں کی گئی ہیں اس سے نہ صرف تمام مذہبی فرقوں نے بل میں کسی خاص

مسلک کو فوقیت نہیں دی بلکہ جو سابق فقہا گزرے ہیں اس کتاب کی تیاری میں ان کے فیصلوں اور تحقیقات سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ دراصل یہ بل دینی جماعتوں کے اتحاد کا مظہر ہے اگر وقت مل جاتا اور فوراً الیکشن نہ ہوتے کم از کم اگر ایک سال مل جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ تحریک نفاذ شریعت کا وہی رنگ ہوتا۔ جو کسی زمانے میں پی این اے کا ہوا تھا۔

س:۔ بات مذہبی جماعتوں کی چل نکلی ہے تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ مذہبی جماعتوں کو اس قدر کم ووٹ کیوں ملتے ہیں؟

ج:۔ بات یہ ہے کہ مذہبی جماعتیں آپس میں بکھر گئی ہیں۔ ان کے ووٹ زیادہ ہیں اگر پیپلز پارٹی کے 30 فیصد ووٹ ہیں تو ان کے 70 فیصد ووٹ ہیں ووٹ بلاشبہ مذہبی، جماعتوں کو زیادہ ملتے ہیں مگر چونکہ ان میں اتحاد و تعاون نہیں تھا اس لیے یہ وزارت نہیں بنا سکیں۔

س:۔ یوں تو مذہبی جماعتوں کے جلسوں میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں لیکن جب ووٹ پڑتے ہیں تو انہیں دو ایک سیٹوں سے زیادہ نہیں ملتیں اس کا کیا سبب ہے؟

ج:۔ بات پھر وہی ہے کہ ان کا آپس میں اتفاق و اتحاد نہیں ہے مگر اب تو مذہبی جماعتیں بھی سیاسی پارٹیاں بن چکی ہیں۔

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اب پی پی پی کی بات ہی لیجئے۔ پی پی پی نے پہلے حدود آرڈیننس کی مخالفت کی تھی۔ افتخار حسن گیلانی نے ایک لمبی چوڑی تقریر کر ڈالی تھی وہ جنرل موشن لے آئے تھے مگر میں نے ہاؤس کے اندر انہیں آڑے ہاتھوں لیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ حدود آرڈیننس کی مخالفت کا کیا جواز ہے یہ تو زانیوں، چوروں، ڈاکوؤں، بدمعاشوں اور حرام خوروں کے لیے ہے مگر میری اس بات کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا علی ہذا القیاس اگر انہوں نے کہا ہے کہ یہ تو وحشیانہ سزا ہے تو یہ ان کی کم نظری کی دلیل ہے اگر انہوں نے یہ بے خبری میں کہا ہے تو یہ گناہ کبیرہ کے مترادف ہے اور اگر یہ دانستہ کیا ہے تو وہ دین اسلام سے خارج ہے قرآن پاک میں تو اس بارے میں واضح طور پر کہا گیا ہے۔ (ترجمہ) "چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں۔" لیکن یہ جو حد ہے، بہت محدود ہے حالات کے مطابق قاضی جو کہ ایک جج ہے اگر ثابت نہیں ہوتا

تو وہ اس سے کم تر فیصلہ کر سکتا ہے۔ مثلاً قحط کے زمانے میں اگر کسی نے کھانے پینے کی چیزیں چوری کیں فقہا کہتے ہیں کہ اس پر یہ حد ساقط ہو گئی۔ اسی طرح اگر ایک آدمی باپ کو قتل کرنا چاہے مگر باپ نے اسے قتل کر دیا تو اس پر بھی حد لاگو نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ دفاع کے ضمن میں آئے گا۔ اس سلسلے میں مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ یہ یقیناً آپ کے قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ 1975ء میں ہم نے "ورلڈ اسلامک مشن" کی جانب سے ایک عالمی دورہ کیا۔ ہم جنوبی امریکہ سے شمالی امریکہ آئے نیویارک میں اپنے مشن کے سلسلے میں ہم نے کام کیا۔ وہاں ایک ٹافٹ ہوٹل میں ہم نے قیام کیا اور اپنے الگ الگ کمروں میں رہائش کی غرض سے چلے گئے۔ ہوٹل کے منیجر کو یہ پتہ تھا کہ کون کس کمرے میں ہے کیونکہ ان کے پاس مکمل ریکارڈ ہوتا ہے چنانچہ منیجر نے مجھے فون کیا اور یوں مخاطب ہوا۔

Manger speaking.

Is Dr.Niazi There

اس نے مجھے یوں ڈاکٹر کہہ کر مخاطب کیا کہ میں کوئی عالم فاضل ڈاکٹر ہوں۔ میں نے کہا۔

Yes, what do you want!

There is a request

What request?

انگریز منیجر نے انگریزی میں کہا۔

برائے مہربانی اپنے کمرے میں رہیں تو دروازہ مقفل رکھیں۔

میں نے پوچھا کیوں؟ اور پھر اسے یہ بھی کہا کہ جب تک میں یہاں ہوں مجھے کسی قسم کا خوف نہیں۔

منیجر نے کہا۔ "دراصل بات یہ ہے کہ یہاں پڑوس میں ایک قتل کی واردات ہو گئی ہے ممکن ہے کہ اس کمرے میں کوئی قاتل، ڈاکو یا چور مقیم ہو۔ لہٰذا آپ میری ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اندر سے کمرے کو مقفل رکھیں۔ البتہ صبح جب آپ نیچے ناشتہ کی غرض سے آئیں گے تو میں آپ کو ساری کہانی سناؤں گا۔ چنانچہ جب صبح میں ناشتہ کی ٹیبل پر گیا تو وہ کہنے لگا۔" مسٹر نیازی تمہیں یاد ہوگا کچھ عرصہ پہلے

نیویارک میں آٹھ گھنٹوں کے لیے...... بلیک آؤٹ ہوا تھا اور اس چند گھنٹوں کی بلیک آؤٹ کے دوران نیویارک میں آبروریزی کے تو پچاس کیس ہوئے تھے پچاس افراد کو قتل کیا گیا تھا اور تقریباً دو سو دکانوں کو لوٹ لیا گیا تھا لوگ تو ہمیں بہت تہذیب یافتہ سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے ہم تو بہت گندے لوگ ہیں اگرچہ میں دین اسلام کو ماننے والا نہیں ہوں نہ ہی میں نماز پڑھنا جانتا ہوں مگر ایک بات واضح ہے کہ جب کبھی میں عدم اعتمادی کا شکار ہوتا ہوں صرف تمہارے نبی ﷺ کے (Law) کا مطالعہ ہی مجھے اطمینان اور سکون پہنچاتا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ چور کا ہاتھ کٹے۔ زانی سنگسار ہو اور ڈاکو اپنے انجام کو پہنچے۔''

جناب یہ کتنی عجیب بات ہے کہ کافر تو ہمارے قانون کو پسند کرتا ہے مگر ہم مسلمان ہونے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتے؟

ابھی حال ہی میں ایک اور کتاب آئی ہے جس کا نام One Hunderd Historical peronalities of the world اس کے مصنف ڈاکٹر مائیکل ہیں۔ اس کتاب میں ایک سو تاریخی شخصیات کا ذکر ہے اور ان شخصیات میں حضرت محمد ﷺ کی ذات پاک پہلے نمبر پر ہے اس کتاب کا بڑا چرچا ہوا۔ بہت واویلا ہوا یہ کہا گیا کہ کتاب کا مصنف اندر سے مسلمانوں کا حامی ہے اور عرب امارات سے پیسے لے کر کھا گیا اسی لیے ان کی تعریف کر رہا ہے ان الزامات کا جواب مصنف نے یوں دیا۔

''میں کیتھلک کرسچن ہوں ہر ہفتے اتوار کو گرجے جاتا ہوں میرے عقائد عیسائیت کے ہیں لیکن تاریخ سے انحراف نہیں کر سکتا۔''

''حضرت محمد ﷺ ایک عظیم ہستی تھے ان کے پاس نہ تو ذرائع تھے اور نہ ہی انہیں کوئی مادی حمایت حاصل تھی مگر انتہائی قلیل مدت میں انہوں نے دس لاکھ مربع میل پر خدا کے دین کو قائم کیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے رنگ و نسل، زبان، علاقائیت، وطن اور عقائد سب کچھ تبدیل کر دیا اور آپ نے اپنے حقیقی چچا کو، اپنے قبیلے کو، عربی زبان بولنے والے کو مسترد کر دیا اور کالے بلال کو سینے سے لگا لیا۔

بات یہاں سے چلی تھی کہ دین کے بغیر سیاست ہی غلط ہے مثلاً اگر 1965ء میں جنگ ہوئی تھی تو یہ جہاد کا دینی جذبہ تھا۔ اب بھی جب تک ہمارے اندر جہاد کا دینی جذبہ کارفرما نہ ہوگا ہم کامیاب

نہیں ہو سکتے۔ اگر مجاہدین افغانستان نے روسی سامراجیت کے خلاف کامیابی حاصل کی ہے تو ان کے جہاد میں دینی جذبہ ہی کارفرما تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر تحریک نفاذ شریعت کا موقع ملا تو انشاء اللہ جس طرح پی این اے نے کامیابی حاصل کی تھی اسے بھی کامیابی حاصل ہوگی۔

س:۔ نیازی صاحب اسمبلیاں ٹوٹ جاتی ہیں مگر چہرے وہی رہتے ہیں۔ اب بھی 24 اکتوبر کے الیکشن میں کم و بیش پرانے چہرے ہی حصہ لے رہے ہیں تو کیا آپ کے خیال میں اس کا ملک و قوم کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔؟

ج:۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ہم ہاؤس میں مکمل طور پر تبدیلی نہیں لا سکتے۔ اگر سارے امیدوار ہمارے ہوتے تو ہم مکمل طور پر اچھے لوگ لے کر آتے مگر ان کے اندر کچھ اچھے بھی ہیں اور کچھ برے بھی ہیں اور کچھ Commited جمعیت العلمائے اسلام کے جو ممبر ہیں وہ شریعت بل کے سلسلے میں ہمارے ساتھ Committed ہیں۔ جماعت اسلامی والے بھی Committed ہیں۔ جب ہم نے جتوئی سے کہا کہ اگر آپ مخلص ہیں تو شریعت آرڈیننس جاری کرو تو انہوں نے ہم سے اتفاق کیا انہوں نے کہا کہ شریعت آرڈیننس صدر لا سکتا ہے۔ آٹھ اگست کو ہماری جتوئی صاحب سے اور 9 اگست کو صدر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ صدر سے تو کافی دیر تک بحث ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں شریعت آرڈیننس جاری کر بھی دوں تو نئی اسمبلی آنے سے پہلے اس کی معیاد ختم ہو جائے گی کیونکہ 24 اکتوبر کو جب نئی اسمبلی آئے گی تو میرا آرڈیننس ختم ہو جائے گا یعنی وہ آرڈیننس جس پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا تو اسے محض نافذ کرنے کا کیا فائدہ لہٰذا تم لوگ زور لگا کر ہر جگہ ایسے آدمی لاؤ جو شریعت کی بات کرنے والے ہوں۔ صدر نے کہا کہ جس پارٹی کا آدمی بھی مل جائے اس سے شریعت بل کی تائید کی یقین دہانی حاصل کرو خواہ وہ پیپلز پارٹی کا ممبر ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ شریعت بل کی تائید کر دے اور لکھ کر دے دے تو تم اسے قبول کر لو اور آئی جے آئی کے آدمیوں سے بھی اسی طرح کی یقین دہانی لو۔

س:۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ 24 اکتوبر کو ضرور الیکشن ہوں گے؟

ج:۔ ان لوگوں کے چہروں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ الیکشن کروائیں گے اور اب اگر عدالتوں کو ضرورت پڑے تو ممکن ہے وہ Stay دے دیں اس جواز کے ساتھ کہ وہ معاملات کو

Investigate کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اسمبلی کیوں ٹوٹی اور ظاہر ہے اس کام کے لیے عدالتوں کو وقت درکار ہوگا۔ اور اگر ایسا ہے تو انہیں ضرور وقت لینا چاہیے مگر انتخابات کو روکا نہیں جا سکتا کیونکہ اس سے پہلے عدالتی فیصلہ موجود ہے اور سپریم کورٹ نے تسلیم کیا ہے کہ ضیاء نے جو اسمبلی توڑی تھی وہ غلط فیصلہ تھا لیکن چونکہ اب شیڈول آ چکا ہے اس لیے انتخابات کو نہیں روکا جا سکتا۔

س:۔ آپ کا مطلب ہے یہ بالکل Similar Case ہے۔

ج:۔ جی ہاں! البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ الیکشن کچھ دیر کے لیے التوا میں پڑ جائیں لیکن انہیں روک کوئی نہیں سکتا۔

س:۔ اس میں انٹرنیشنل دباؤ کا بھی تو کافی اثر ہے؟

ج:۔ جی ہاں! آپ کے خدشات بجا ہیں ساری دنیا اسی نداز سے سوچ رہی ہے بے نظیر صاحبہ کا بھی اس وقت ہر طرف سے گھیراؤ ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں ان کے لیے بھی رکاوٹیں ہیں لیکن اگر نفاذ شریعت والے کوششیں کریں کہ اچھے آدمیوں کو لائیں اور آئی جے آئی کے جو Major آدمی ہیں ان سے بھی اقرار لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر منظم اور مستعد کوشش ہو تو یہ بھی آئندہ انتخاب پر اثر انداز ہوگی۔

س:۔ نیازی صاحب شاید آپ اس بات سے اتفاق کریں کہ پیپلز پارٹی کی مقبولیت ابھی بھی نظر آ رہی ہے اس صورت میں پی پی پی اگر دوبارہ اقتدار میں آ جاتی ہے تو کیا آپ حالات کی سنگینی کا اندازہ کر سکتے ہیں؟

ج:۔ اس سے برے حالات اور کیا ہوں گے کہ ہم نے سنگینوں کا مقابلہ کیا۔ دوسرا آپ کا یہ سوال کہ پی پی پی آ گئی تو کیا ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ آئینہ دکھانے کے بعد ان کو Dismiss کر دیا گیا اس کے بعد ان کو ہوش آ گیا ہوگا۔ اب وہ کہتی ہیں کہ ان کے آدمی ناتجربہ کار تھے اور یہ حکومت چلا نہیں سکتے تھے اور میں تو کہتا ہوں وہ خود بھی ناتجربہ کار تھیں اب ان کو بھی تجربہ ہو گیا ہے اگر وہ اسمبلی میں آ گئے تو ہم انہیں Face کریں گے پھر ملک کے اندر نفاذ شریعت کی تحریک چلائیں گے۔ شریعت صرف آئینی سول اور کریمنل لاء کا نام نہیں۔ شریعت تو یہ ہے کہ اقتصادی، معاشی، تہذیبی، تمدنی اور بین الاقوامی طور پر ایک

روحانی اور فلاحی مملکت بنے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں اگر پیپلز پارٹی دوبارہ آ بھی جائے تو وہ پہلے جو دانستہ طور پر بدمست تھی اور اسے جو جھٹکا لگا ہے اس سے اب وہ بہت کچھ سیکھ لے گی۔

س:۔ نیازی صاحب! آج کل پریس کی آزادی کے سلسلے میں بھی بہت سی باتیں ہو رہی ہیں اور بعض صوبے تو اپنا ٹیلی وژن اسٹیشن قائم کرنے کے بارے میں بھی سوچ رہے ہیں۔ کیا یہ انداز فکر درست ہے؟

ج:۔ دیکھیے پریس تو آزاد ہے لیکن اگر پرائیویٹ سیکٹر میں ٹی وی سٹیشن لگ بھی جائے تو پھر بھی لوگ سب کچھ سمجھتے ہیں۔ پہلے بھی جب ٹی وی ان کے پاس تھا تو میں نے "فلور آف دی ہاؤس" میں کہہ دیا تھا کہ تمہارے ٹی وی کی کوئی حیثیت نہیں یہ تو ایسا ہی ہے کہ جب ایک بڑھیا گاؤں والوں سے ناراض ہوئی تو اپنا مرغا لے کر چلی گئی اور جاتے جاتے یہ کہہ گئی "نہ مرغا ہوگا اور نہ گاؤں والے جاگیں گے۔ اب ٹی وی والے کیا سمجھتے ہیں کہ اگر تم ہمارا بیان نہیں لو گے تو کیا ہم زندہ نہیں رہیں گے۔ اب لوگ بھی اتنے سمجھدار اور باشعور ہو چکے ہیں کہ وہ ہر خبر کی اہمیت کو سمجھتے ہیں آپ مجھے بتائیے کہ جب ہرایرے غیرے نتھو خیرے کی خبر ٹی وی پر آنے لگے گی تو یہ ٹی وی کی بھلا کیا حیثیت رہ جائے گی؟ اب لوگوں کو شعور آ گیا ہے اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ ریڈیو ٹی وی اور پریس کیا بات کر رہا ہے ویسے میں آپ سے متفق ہوں کہ ریڈیو ٹی وی کو سرکاری اثر ورسوخ سے آزاد ہونا چاہیے۔ ہم نے تو وہ ادوار بھی دیکھے ہیں جب پریس ہمارا نہیں تھا اس وقت بھی "زمیندار" اور "کسان" نے مسلم لیگ کی حمایت کی تھی سارا ہندو پریس ہمارے خلاف تھا لیکن پھر نوائے وقت نکل آیا پاکستان ٹائمز اور ڈان بھی آ گیا ان اخبارات سے ہمیں بہت زیادہ مدد ملی۔ آپ کا جو سیارہ ڈائجسٹ ہے اس کا اپنا ایک وزن اور اہمیت ہے اب تو ایک طرح سے Competition کی فضا ہے جو جاری رہنی چاہیے مگر جہاں تک سیاست کا تعلق ہے تو نظریات اور اعلیٰ شرافت کی سیاست ماند پڑ گئی ہے مفادات بیچ میں آ گئے ہیں۔ جب ہمارے اپنے لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ پی پی پی میں جاؤ تو وہاں بھی میں نے یہ بیان دیا تھا کہ اگر مفادات کی بات ہوتی تو اسلام پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوتا۔ آپ پوچھیں گے وہ کیسے؟ یہاں میں آپ کو اسلامی تاریخ کا وہ مشہور واقعہ سناتا ہوں کہ کفار مکہ ایک وفد لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ

ﷺ نے تحریک کیوں شروع کی ہے؟ انہوں نے آپ ﷺ سے یہ بھی کہا۔ اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو عرب کا بادشاہ اور تاجدار بنا دیتے ہیں اگر دولت چاہتے ہیں تو آپ کے قدموں میں سونے چاندی کے ڈھیر لگا دیتے ہیں اگر کسی اعلیٰ خاندان میں رشتہ چاہتے ہیں تو ہم اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان میں آپ کا رشتہ کروا دیتے ہیں مگر آپ یہ تحریک چھوڑ دیں مگر اس پیش کش کے جواب میں حضور پاک ﷺ نے فرمایا "یہ تو تم کر سکتے ہو لیکن جو تم نہیں کر سکتے وہ بھی کر دو یعنی سورج کو اتار کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھو چاند کو اتار کر میرے بائیں ہاتھ پر رکھو اس کے بعد تم کہو کہ میں یہ تحریک چھوڑ دوں گا' نہیں چھوڑوں گا۔"

حضور پاک ﷺ کی ذات تو بے مثل اور بے مثال ہے ہم تو حضور پاک ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اسی طرح جب گاندھی' نہرو اور سردار پٹیل نے قائداعظم سے کہا تھا کہ تم یہ تحریک چھوڑ دو اس کے صلے میں ہم تمہارے حقوق کا تحفظ کریں گے اور تمہیں ہر قسم کی انشورنس کی ضمانت دیں گے اور تمہیں متحدہ ہندوستان کا پہلا صدر بھی بنا سکتے ہیں تو اس کے جواب میں قائداعظمؒ نے کہا تھا کہ میں متحدہ ہندوستان [illegible] دارت لے کر اپنی قوم کو غلام نہیں بنا سکتا۔ قائداعظم کا یہی وہ نظریہ اور سوچ تھی کہ جس نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اگر قائداعظم نے کسی کھمبے کو نامزد کیا تو وہ بھی کامیاب ہو گیا۔ اب پھر وہی وقت واپس لانے کی ضرورت ہے ملک بھی تب بچے گا اور نظریہ بھی تب ہی بچے گا یہ تو محض اتار چڑھاؤ ہے۔ اب جو ارائیں کانفرنس ہو رہی ہے یہ بھی محض ایک فتنہ ہے جس سے آگے چل کر مزید Clashes ہوں گے مزید برادریاں بنیں گی۔ یہ ارائیں کانفرنس ہو راجپوت کانفرنس ہو یا پٹھان کانفرنس ہو یہ تو سب ابوجہل کے تصورات ہیں اس نے بھی یہی کچھ کیا تھا۔

س:۔ نیازی صاحب! آپ کو پاکستان کے تقریباً ہر حکمران کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے کیا ان حکمرانوں کا مختلف پہلوؤں سے موازنہ پسند کریں گے؟

ج:۔ بھئی ہمیں خدا اور اس کے رسولؐ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ جو مر گئے ان کی بھلائی کی بات کرنی چاہیے۔ برائی کی نہیں۔ آپ مجھے کیوں مجبور کرتے ہیں کہ میں گنہگار بنوں ویسے آپ سب جانتے ہیں کہ ایوب خان کا آنا بھی غلط تھا اور جو شخص وہ لے کر آیا وہ بھی غلط تھا اس نے کہا۔ "ادھر تم

اور ادھر ہم" اور "ٹانگیں توڑ دیں گے" وغیرہ وغیرہ یہ سب آپ کے سامنے ہے وہ شخص بھی مارشل لاء کی پیداوار تھا۔ اس کے بعد ضیاء الحق آیا۔ ضیاء الحق میں خوبیاں بھی تھیں۔ اس میں انکساری عاجزی بھی تھی۔ وہ صوم وصلوٰۃ کا بھی پابند تھا لیکن اس نے 90 دن کو جو گیارہ سالوں تک دراز کیا۔ اس کے لیے وہ خدا اور خلق خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔ اب تو "موئے باپ کی موٹی آنکھیں" والا معاملہ ہے سوال یہ ہے کہ بہاولپور میں جو حادثہ ہوا تھا اسمیں تو سارے ہی شہید ہو گئے تھے۔ مسلمان خواہ کوئی بھی ہو اگر وہ ڈیوٹی پر مارا جائے تو شہید ہوتا ہے مگر اب اس کا بیٹا کہیں جاتا ہے تو یہی کہتا ہے یہ سیٹ مجھے دے دو۔ فلاں سیٹ مجھے دے دو وغیرہ وغیرہ اب تو یہی معیار رہ گیا ہے لہٰذا ان حالات میں' میں اپنے تجربے کی بنا پر کہتا ہوں کہ یہ ایک ایمر جنسی کا عبوری دور ہے جس کے اندر ہم اپنے ماحول میں اپنی ذاتی جدوجہد تک تو اپنے اصول شرافت اور نظریے کا جھنڈا بلند رکھیں گے لیکن عوامی تحریک چلانے کے لیے وقت درکار ہے جبکہ موجودہ جنگ تو محض تیر اور میزائل کی جنگ ہے یعنی لوگ یا تو اس طرف ہیں اور یا اس طرف ہیں۔ آپ جو بھی جھنڈا کھڑا کریں گے لوگ تو یہی کہیں گے کہ یہ بڑا اچھا جھنڈا ہے اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہے بہر حال ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے ہمت اور حوصلے سے منصوبہ بندی کریں وگرنہ حق پر ہونے کے باوجود ہماری بات موثر نہیں ہو سکتی۔ ہمیں حق کو بدنام نہیں کرنا چاہیے بلکہ بغیر کسی نفع نقصان کے حق اور سچ کا پرچار کرتے رہنا چاہیے۔

(یہ انٹرویو سیارہ ڈائجسٹ نے اپنی اکتوبر 1990ء کی اشاعت کی زینت بنایا)

حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال پر اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ مرحوم کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کی جدوجہد کو ثمر بار فرماتے ہوئے پاکستان کو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارہ بنائے۔

مفتی محمد حفیظ اللہ گولڑوی۔ جامعہ اسلامیہ لاہور

حضرت مجاہد ملتؒ ۔ چند یادیں' چند تاثرات

میاں محمد صادق قصوری

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کو آج ایک ماہ ہونے والا ہے۔ مگر میرے دل نے ابھی تک ان کی موت کو قبول نہیں کیا کیونکہ ہر وقت ان کی نورانی صورت آنکھوں کے سامنے رہتی ہیں' ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ مجھے فون کر رہے ہیں۔

"بیٹے! کافی دن ہوگئے ہیں' ملاقات نہیں ہوئی' آ جاؤ' نہ اس اتوار کو۔"

ان کی محبت میری رگ رگ میں سمائی ہوئی ہے' دل و دماغ پر انکا قبضہ ہے' ہر وقت ہر آن ان ہی کا خیال رہتا ہے۔ بقول جگر مراد آبادی۔

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی نظر میں ابتک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں

مجاہد ملت کا نام نامی اسم گرامی بچپن میں سنا تھا اور پھر مسلسل سنتا ہوتا مگر ان کی زیارت کا شرف 1973ء میں بتقریب "یوم رضا" نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور حاصل ہوا۔ جہاں وہ تقریر کرتے ہوئے خود بھی روتے رہے اور سامعین کو بھی رلاتے رہے۔

10 جون 1974ء کا دن بڑا خوش نصیب تھا کہ میں استاذی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری نوراللہ مرقدہ کا سفارشی رقعہ لے کر نیازی منزل' لکشمی چوک میکلوڈ روڈ لاہور' حاضر ہوا اور دست بوسی وقدمبوسی کی سعادت حاصل کی اور یوں یہ پہلی حاضری ایسی عقیدت ومحبت میں ڈھلی کہ میں ان کی زلف کا اسیر ہوگیا۔ پھر ان کی شفقتیں' محبتیں اور عنایتیں ہوتی گئیں اور میں فیوض وبرکات کے خزانے لوٹتا رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی جانتی ہے یا میں' کہ تازیست انہوں نے مجھے کس طرح نوازا۔

میری ہر پریشانی کو انہوں نے اپنی پریشانی سمجھا' میری ہر مشکل کو حل کیا' مجھے باپ کا سا پیار دیا۔ والد گرامی کی رحلت کے بعد حضرت نے کسی قسم کی تکلیف نہ آنے دی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ ان کی شفقتیں بڑھتی گئیں۔ ستمبر 1999ء میں انہوں نے مجھے خلافت سے بھی نواز دیا۔ 1974ء سے لے کر 2001ء (رحلت تک) حضرت نے مجھے 170 مکاتیب گرامی تحریر فرمائے اور 68 ملاقاتوں اور زیارتوں سے نوازا۔ ہر ملاقات کی تفصیل احقر نے قلمبند کی ہوئی ہے جو اپنے دامن میں نادر معلومات و ملفوظات سمیٹے ہوئے ہے۔ ان ملاقاتوں میں حضرت اقدس نے مذہب وسیاست' علم وادب اور شریعت و طریقت کی ایسی ایسی گتھیاں سلجھائی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ علم وفضل کا بحر بیکنار تھے' جب گفتگو فرماتے تو سننے والا عش عش کر اٹھتا تھا۔ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے قرآن وحدیث کے حوالے دیتے تھے اور اپنے استاذ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے اشعار کو اپنی تائید میں لاتے تھے۔

آپ کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو تھی۔ گفتگو سے مجاہدانہ کردار جھلکتا تھا۔ زندگی بھر ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف سینہ سپر رہے۔ ہر دور کے سلطان کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا' ہر حاکم نے دبانے' جھکانے اور خریدنے کی کوشش کی مگر خاسر ونامراد رہا۔ سکندر حیات' خضر حیات' غلام محمد' سکندر مرزا' ایوب خان' یحییٰ خان' بھٹو' ضیاء الحق' نواز شریف' بے نظیر بھٹو اور جنرل مشرف تک سب کو ان کی حق گوئی وبیباکی کا اعتراف کرنا پڑا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

کیا حسن نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

آپ ایک جادو بیان' اور شعلہ نوا مقرر بھی تھے۔ جب تقریر کرتے تو سامعین کے قلب وجگر میں اک آگ سی لگا دیتے۔ اکتوبر 1978ء ملتان سنی کانفرنس اور مارچ 1979ء میلاد کانفرنس رائیونڈ میں ان کی تقاریر تاریخی حیثیت کی حامل ہیں۔ کسی نے ان تقاریر کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

"رعد کی کڑک' بادل کی گرج' ہوا کا فراٹا' فضا کا سناٹا' صبح کا اجالا' چاندنی کا جھالا' ریشم کی جھلملاہٹ' ہوا کی سرسراہٹ' گلاب کی مہک' سبزے کی لہک' آبشار کا بہاؤ' شاخوں کا جھکاؤ' طوفان کی گونج' سمندروں کا خروش' پہاڑوں کی سنجیدگی' صبا کی چال' اوس کی نم' چنبیلی کا پرہن' تلوار کا لہجہ' عشق کا

بانکپن، حسن کا اغماض اور کہکشاں کی مسجع و مقفع عبارتیں انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورت اختیار کر لیتی ہیں اس کا جیتا جاگتا مرقع مولانا نیازی کی ذات ہے۔"

میں نے حضرت مجاہد ملت کو جلوت میں دیکھا اور خلوت میں بھی سٹیج پر دیکھا اور نجی محفلوں میں بھی، دفتر میں دیکھا اور گھر میں بھی، انہیں ہر جگہ ایک مرد مومن ہی پایا۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ وہ خدا رسیدہ ولی اور عاشق رسول ﷺ تھے۔ ان کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، جاگنا سونا، لکھنا پڑھنا سب کا سب رضائے الٰہی کے لیے تھا۔ وہ عامل شریعت تھے، ان کا ہر کام سنت مصطفوی کے مطابق تھا۔ وہ عابد شب زندہ دار تھے۔ وہ زاہد بے ریا تھے، وہ اہل سنت ہی نہیں ملت اسلامیہ کے رہنما و مقتدا تھے۔ وہ نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا عملی نمونہ تھے۔ خدمت خلق ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ وہ ہر اک کی دادرسی کے لیے کمربستہ رہتے تھے۔ لوگوں نے انہیں دھوکے دیئے اور انہوں نے ایک مرد مومن کی حیثیت سے دھوکے کھائے۔ لوگوں نے انہیں تکلیفیں دیں، ایذائیں دیں، اذیتیں دیں مگر وہ ہر اک کے لیے دعا گو رہے۔ مگر آخری دو تین ماہ وہ اپنوں کی بے وفائیوں، مفاد پرستیوں اور احسان فراموشیوں سے ایسے دل برداشتہ ہوئے کہ ہم سب سے روٹھ کر یہ کہتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اب رہیں چین سے بے درد زمانے والے
پھر نہ آئیں گے کبھی لوٹ کے جانے والے

مجھے وہ اکثر اپنوں کی کارستانیوں کا بتایا کرتے تھے۔ کہ فلاں نے کس طرح انہیں ذہنی طور پر پریشان کیا ہے، فلاں نے جمعیت کے دستور کی کس طرح دھجیاں اڑائی ہیں، فلاں نے کس طرح حکومت سے فوائد حاصل کئے ہیں، فلاں نے کس طرح اہل سنت کو پارہ پارہ کرنے کی سعی نامشکور کی ہے۔ فلاں نے کس طرح ذاتی طور پر پریشان کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے۔ لیکن کب تک؟ آخر ایک وقت آیا کہ وہ جان کی بازی ہار گئے۔ اور ہمیں دائمی زخم دل دے گئے۔

رحلت وخلفت القلوب جریحہ   تذوب و جیش الصبر قدقل جندہ

(ترجمہ) تم تو رحلت کر چکے مگر ہمارے دلوں کو زخمی کر گئے تمہارے بعد دل پگھل رہے ہیں اور جیش صبر میں کمی واقع ہوگئی ہے۔

جنہیں ہم دیکھ کر جیتے تھے ناصر
وہ لوگ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں

افسوس کہ لوگوں نے ان کی قدر نہ کی، ان کی بزرگی، تقویٰ و طہارت کا لحاظ نہ کیا اور اپنے مفادات کی خاطر مخالفت پر کمربستہ رہے۔ آج سب کہہ رہے ہیں کہ وہ عدیم النظیر تھے۔

سامنے اس کے نہ کہتے تھے اب جو کہتے ہیں
لذت عشق بھی گئی میر کے مر جانے سے
کہتے ہیں ذوق آج جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا حق مغفرت کرے

اس بات میں بالکل مبالغہ نہیں ہے کہ وہ اس دور کے ولی اللہ تھے، وہ وقت کے جمال الدین افغانی اور حسرت موہانی تھے۔ اسلام کا درد ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ شدید بڑھاپے علالت اور نقاہت کے باوجود آخر دم تک نظام مصطفیٰ ﷺ کیلئے ساعی رہے، تحریک ختم نبوت میں پھانسی کے پھندے کو چوما، قید و بند کی صعوبتوں سے بھی نبرد آزما رہے مگر ان کے پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش نہ آئی۔ انہوں نے ظالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور الحمدللہ ہمیشہ سرخرو ہوئے۔ آج بھی ان کے کارہائے نمایاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

بعد مرگ بھی بزم وفا میں زندہ ہوں
تلاش کر مری محفل، مرا مزار نہ پوچھ

آخر میں اپنے منظوم تاثرات پر اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو ختم کرتا ہوں۔

دین حق کی شان نیازی   اہل ھدیٰ کی جان نیازی
جنگ آزادی کا مجاہد   اپنے وطن کی آن نیازی
دار پہ جس نے حق ہی کہا ہے   ہے وہ جری انسان نیازی
فقر میں ہے مثل بوذرؓ (1)   جرأت میں سلمان نیازیؒ (2)
سایہ کناں ہیں اس پر مجددؒ (3)   حق کی ہے پہچان نیازی

شاہ رضا (4) ہوں یا ہوں حسرتؒ (5) دونوں کا فیضان نیازی

جس کی باتوں میں ہے خوشبو ہے وہ خوش الحان نیازی

وعظ میں جس کے نور و نکہت ایسا ہے بستان نیازی

اس پہ فدا ہیں اہل سنت سب کا ہے ارمان نیازی

دور حاضر میں ہے یکتا رہبر عالی شان نیازی

مجھ کو بخشی ہے جس نے خلافت ہے وہ اے، ایس، خان نیازی

لکھ دے صادق ایسی مدحت

جس کا ہو عنوان نیازی

1 حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2 حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3 حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

4 اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

5 حضرت مولانا حسرت موہانی رحمتہ اللہ علیہ

نوٹ:۔ یہ اشعار حضرت مجاہد ملتؒ کی رحلت سے چند ماہ قبل ہوئے تھے۔ (قصوری)

ایک پھول جو مرجھا گیا

ملک الطاف عابد اعوان، پرنسپل ذیشان اکیڈمی جوہرآباد

اس جہان فانی میں انسان پانی کی لہروں کی طرح آ کر چلے جا رہے ہیں۔ یہاں سے ایسی ایسی ہستیاں چلی گئیں جن کے مرنے کا یقین نہیں آتا۔ ان کی جیتی جاگتی تصویر آج بھی ہماری نظروں میں تیرتی دکھائی دیتی ہے۔ ان کی آواز آج بھی ہمارے کانوں میں رس گھولتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اس چمن ناپائیدار میں ان کی خوشبو آج بھی ماحول کو معطر کیے ہوئے ہے۔ اسی قسم کی ایک شخصیت مولانا عبدالستار نیازی صاحب کی بھی تھی۔ سرزمین پاکستان کا چپہ چپہ آج بھی اس مرد مجاہد کی للکارتی گرجدار آواز کی گونج سنتا ہے۔ وہ آج بھی ہمارے دل و دماغ میں زندہ و جاوید ہے۔ وہ پھول خود تو مرجھا گیا مگر اپنی خوشبو سے اس گلستان کے گوشہ گوشہ کو معطر کر گیا۔ اس نے ساری عمر نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لیے کام کیا۔ قائداعظمؒ سے لے کر پرویز مشرف تک اس نے ہر حکمران کے دل کے دروازہ پر دستک دی۔ اسے مختلف حکمرانوں کی طرف سے اعلیٰ اعلیٰ عہدوں کی پیش کش ہوئی لیکن اس نے اپنے مشن سے وفاداری جاری رکھی اور سودا بازی کر کے ذاتی مفادات کو ترجیح نہیں دی۔ وہ لحہ لحہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں غرق رہا۔ آج وہ ہم سے روٹھ گیا مگر ہم اس سے نہیں روٹھے، وہ اس منظر سے ضرور ہٹ گیا مگر اپنی جگہ خالی چھوڑ گیا۔ آج اس کا غم ہمارا ساتھی ہے مگر صرف غم سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ ہم اس کے مشن کو جاری رکھیں اور پاکستان میں پاک نظام کو رائج کرنے کی کوشش کریں تاکہ مرنے والے کی روح کو سکون نصیب ہو اور وہ ہماری کاوشوں کو دیکھ کر مر کر بھی زندہ رہے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ مولانا عبدالستار نیازی کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا نیازی: اپنے عہد کا بے مثل انسان

مولانا محمد اقبال درویش

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میرکارواں کیلئے

مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ نے 15 مئی 2000ء کو راقم الحروف کی طرف پیغام بھجوایا کہ مجاہد ملت کمپلیکس احمد آباد (نزد روکھڑی موڑ) پہنچیں۔ جہاں مجاہد ملت کی رہائش گاہ اور آخری آرام گاہ موجود ہے اس سے پہلے جسے (ڈیرہ مولویاں والا) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بندہ ناچیز 12 مئی 2000ء مجاہد ملت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زیارت کرنے کے بعد مجھے یہ حکم دیا کہ میں مجاہد ملت کمپلیکس کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دوں۔ اس سلسلہ میں انجمن فلاح المسلمین (رجسٹرڈ) کے صدر، حاجی محمد اسلم خان روکھڑی اور سیکرٹری ذکاء اللہ خان روکھڑی کو آگاہ کیا جنہوں نے مجھے باقاعدہ خطابت کرنے کی منظوری دیدی۔ اپنے پیرومرشد حضرت پیر سید عبدالواحد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور استاذی المکرم حضرت صاحبزادہ محمد عبدالمالک صاحب دامت فیوضہم العالیہ کی مشاورت اور دعائے خیر کے بعد بندۂ حقیر اس جگہ پر قیام پذیر ہو گیا۔ مئی 2000ء سے اس وقت تک مجاہد ملت مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ مجاہد ملت مسجد انجمن فلاح المسلمین (رجسٹرڈ) کے فنڈ سے تعمیر کی گئی ہے۔ پندرہ لاکھ کے قریب خرچ ہو چکا ہے جس میں سے دس لاکھ روپے انجمن کے فنڈ سے خرچ ہوئے جبکہ پانچ لاکھ روپے صدر انجمن، حاجی محمد اسلم خان روکھڑی نے اپنی جیب سے عطیہ کے طور پر خرچ کئے۔ یہ خوبصورت ترین مسجد ابھی تک زیر تعمیر ہے۔

مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ انجمن فلاح المسلمین کے سرپرستی کرتے رہے۔ اعزازی رکنیت بھی

حاصل کی ہوئی تھی۔ رکنیت فارم پر کرتے ہوئے انہوں نے بڑی خوشی ومسرت کا اظہار کیا اور انجمن کی ترقی وخوشحالی کی دعا بھی فرمائی۔

مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کی موجودگی میں عطاء اللہ خان نیازی اور راقم الحروف کی طرف سے چند تجاویز پیش کی گئیں۔ پہلی تجویز یہ تھی کہ اس پسماندہ علاقے میں غریب طلباء کے لیے ایک سکول قائم کیا جائے جس میں ششم تا دہم کلاسز کا اجراء کیا جائے۔ اور اس دینی مدرسہ کو دارالعلوم ضیاء القرآن کے نام سے موسوم کیا جائے۔ دوسری تجویز یہ تھی کہ اس دارالعلوم میں بھیرہ یونیورسٹی (دارالعلوم محمدیہ غوثیہ) کی باقاعدہ شاخ قائم کی جائے اس سلسلہ میں مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ نے علامہ صاحبزادہ سید محمد آمین الحسنات شاہ صاحب سے تفصیلی گفتگو (بذریعہ ٹیلی فون) فرمائی اور راقم الحروف کو مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے خط ارسال کرنے کا حکم دیا۔ جس کے جواب میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کا پراسپیکٹس اور ایک خط موصول ہوا جس میں شاخ کے قیام کی منظوری دی گئی۔ اس گہوارۂ علم ودانش میں شعبۂ ناظرہ قرآن میں سو کے قریب بچے اور بچیاں قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ شعبۂ حفظ میں پنجم پاس طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ ان طلباء کے لیے حفظ القرآن کے ساتھ میٹرک تک تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے۔ مجاہد ملت پبلک سکول کا قیام اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس ادارہ میں خدمات سرانجام دینے والے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(1) عاشق حکیم خان نیازی ایم اے بی ایڈ (2) حاجی لیاقت علی ساقی ایم اے ایل ایل بی۔ بی ایڈ (3) عطاء اللہ خان نیازی ایم اے (4) کلیم اللہ خاں نیازی بی اے (5) حافظ القاری محمد امیر صاحب (6) ضیاء اللہ خان نیازی ایف اے (7) حافظ محمد عبداللہ صاحب (8) راقم الحروف محمد اقبال درویش فاضل عربی۔ تنظیم المدارس۔

مجاہد ملت پبلک سکول کے لیے چند کمروں کی مزید ضرورت تھی چونکہ انجمن فلاح المسلمین رجسٹرڈ کے اکاونٹ میں چند سو یعنی مختصری رقم موجود تھی اس لیے یہ بہت بڑا معمہ تھا۔ انجمن فلاح المسلمین کے صدر، حاجی محمد اسلم خان روکھڑی نے دو کمرے مع برآمدہ بطور عطیہ بنوا کر دینے کی پیشکش کی۔ چند دنوں میں ہی یہ معمہ حل ہو گیا بطل حریت، فاتح تختہ دار، داعی تحریک نظام مصطفیٰ، مجاہد ملت، مبلغ اسلام مرد قلندر، مجاہد اسلام، عاشق رسول ولی کامل حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ جن کی

ساری زندگی دین اسلام کی سربلندی اور ملک وملت کی خدمت کرتے ہوئے گذری۔ ہر ظالم اور جابر کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور مظلوم کی دادرسی کی ان کے مجاہدانہ اور ایمان افروز خطابات نے کئی گم گشتگان راہ کو منزل یقین تک پہنچایا۔

دل تیری یاد سے آباد ہے اب تک ورنہ
غم نے کب کا اسے ویرانہ بنایا ہوتا

ایک سال کا عرصہ مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے انتہائی قریب رہتے ہوئے بسر ہوا۔ آپ انتہائی متقی، پارسا، عبادت گذار اور تصوف، مجاہدہ ومراقبہ میں کمال درجے کا مقام رکھتے تھے کئی مرتبہ تصوف کے موضوع پر راہنمائی فرمائی۔ مسلسل ایک سال راقم الحروف کی اقتداء میں صلوۃ جمعہ ادا کرتے رہے۔ زندگی کا آخری جمعہ مبارک اور عید قربانی کی نماز بھی مجاہد ملت مسجد (بندۂ ناچیز کی اقتداء) میں ادا کی۔ آخری عرس کی تقریب آستانہ عالیہ میبل شریف میں شرکت تھی جبکہ زندگی کا آخری طویل سفر (کانفرنس کے حوالے سے شرکت) میرپور آزاد کشمیر کی طرف تھا وہاں تاجدار بریلی کانفرنس منعقد کی گئی۔ مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ میبل شریف کے مرید خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ آپ مشرباً نقشبندی تھے۔ سلسلۂ نقشبند کے مکمل اوراد ووظائف کرتے۔ زندگی کے آخری طویل سفر میں عطاء اللہ خان نیازی اور غلام مصطفیٰ (خادم خاص) پر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے ان کو ساتھ لے گئے۔ جبکہ میبل شریف عرس شریف پر حاضری کے وقت حاجی محمد اسلم خان روکھڑی اور راقم الحروف کو ساتھ جانے کی سعادت نصیب ہوئی، ہسپتال میں وصال کے وقت غلام مصطفیٰ، قاضی محمد اکرم آف موسیٰ خیل موجود تھے جبکہ مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ نے حاجی محمد اسلم خان روکھڑی کو اجازت دے کر گھر بھیج دیا تھا۔

گذری تھیں خوشی کی چند گھڑیاں
انہی کی یاد میری زندگی ہے

مفکر اسلام، مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کی روکھڑی موڑ سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر (کالا باغ روڈ) ڈیرہ لگانے کی حکمت کیا تھی؟ حالانکہ ابتدائی ایام میں اس علاقے کو جدید سہولیات بھی میسر نہ کی گئی تھیں۔ احمد آباد نزد روکھڑی موڑ قیام کرنے میں ایک بہت بڑا راز مخفی تھا اور ایک ولی کامل کی زبان مبارک

سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہی ہو کر رہنے تھے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ میزبان مجاہد ملت، حاجی محمد اسلم خان روکھڑی کے والد گرامی مولانا احمد خان رحمتہ اللہ علیہ جو وقت کے بہت بڑے عالم دین اور ولی کامل تھے اعلیٰ حضرت فتح محمد بھوروی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفۂ مجاز بھی تھے۔ اور موجودہ سجادہ نشین پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت قبلہ پیر محمد صدیق صاحب کے استاذ محترم بھی۔ مولانا احمد خان رحمتہ اللہ علیہ جب اس بے آب وگیاہ علاقے میں تشریف لائے تو آپ اکثر یہ پیشین گوئی فرماتے ہیں کہ یہ دشت و صحرا، بازاروں، سکولوں، مارکیٹوں اور دینی مراکز میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس وقت یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوتی تھی کہ جنگل اور ویران علاقے میں اتنی بڑی تبدیلی بھی رونما ہو سکتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک ولی کی زبان سے نکلی ہوئی بات (پیشین گوئی) کو مجاہد ملت رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں قیام کرنے سے پورا فرما دیا۔ اب یہاں جدید دور کی تمام تر سہولیات زندگی موجود ہیں اور یہ علاقے مذہبی ثقافتی، تجارتی، معاشرتی، سیاسی اور تعلیمی مراکز کا گہوارہ بن چکا ہے۔

ولی کامل اور عالم باعمل مولانا احمد خان رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت سے اس پورے علاقے کا نام احمد آباد پڑ گیا ہے۔

مجاہد ملت، حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

نتیجہ فکر: طارق سلطانپوری، حسن ابدال

تاریخ وصال 2 مئی 2001ء 7 صفر 1422ھ

مادہ ہائے سال وصال 2001ء

"یگانہ پاکستان کی شناخت"...... "خیر خواہ ملت مدینہ"...... "مجاہد بے لوث شخصیت"......
"ضیغم حزب اسلام"...... "شمع بزم حضرت اقبال"...... "قائداعظم کا بیباک رفیق سفر آزادی وطن"......
"پیکر جمیل عشق غیور"...... "باب فقر و غیرت"...... "عبدالستار خان نیازی آفتاب اوج ہدا"

مادہ ہائے سال وصال (1422ہجری)

"فیض عشق نبی"...... "عظمت آہ آہ"...... "شہر یار آگہی و جسارت"...... "زین صراط تاسیس پاکستان"...... "خدمت گار دین النبی"...... "وہ خادم امت شاہ حجاز"...... "آواز جاہ و قوت و حشمت اسلام"...... "خورشید صدق و ایمان"...... "بے تیغ"...... "مجاہد عصر حاضر"...... "نشان ہمت و موج عزیمت"...... "رضا کار اکمل مدینہ"...... "فخر اہل وقت"...... "اوج شان صلابت و صولت"...... "فروغ بزم وفا"...... "دلدادۂ جہد و افکار رضا"...... "مطلع حرارت و حریت"...... "آواز اسلام و الذین آمنوا اشد حبا للہ"...... "قلندری و قباپوشی و کلہ داری کا عکس سعید"...... "کوہسار استقامت و جبل وفا"...... "سرخیل عاشقان"...... "قوت عشق رسول علیم"

بزرگ سیاستدان سینیٹر مولانا عبدالستار خان نیازی کا بصیرت افروز انٹرویو

میں نے حضور ﷺ کے حکم پر پاکستان واپس آکر نفاذ شریعت کی جدوجہد کا آغاز کیا

انٹرویو: ملک محبوب الرسول قادری

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ مولانا عبدالستار خان نیازی 1941ء میں جب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری تھے تو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں ایم ایس ایف کے زیراہتمام منعقدہ "پاکستان کانفرنس" سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا.......... "جس قوم کے پاس عبدالستار خان نیازی ایسے پیکران یقین و صداقت اور صاحبان عزم و ہمت ہوں، اس کے پاکستان کو کون روک سکتا ہے؟".........................

سینیٹر مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی جرات و بہادری اور ان کے اعتماد حق گوئی کے بیان کے لئے بابائے قوم کے یہ الفاظ بہت کافی ہیں۔ وہ تحریک پاکستان کے نامور مجاہد بھی ہیں اور وطن عزیز کے بزرگ ترین سیاست دان بھی، ان پر آج تک ان کے کسی بڑے سے بڑے مخالف نے بھی مفاد پرستی کا الزام عائد نہیں کیا وہ اسلام، پاکستان اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے جانثار ہیں۔ ان کی حق گوئی ضرب المثل ہے۔ ان کے خطبات کی گرج سے آج بھی باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو جاتا ہے۔ 82 سالہ مولانا نیازی کے سینے میں جوان جذبوں سے سرشار دل دھڑکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ختم نبوت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کا سپاہی قرار دیتے ہیں سچی بات یہ ہے کہ ہمارے قومی دھارے میں مولانا نیازی سیرت و کردار، وضع قطع، نشست و برخاست اور تقریر و تحریر کے اعتبار سے منفرد حیثیت کے حامل سیاست دان ہیں۔ مولانا عبدالستار خان نیازی سے گذشتہ دنوں ایک طویل نشست میں کیا جانے والا انٹرویو نذر قارئین ہے۔

(محبوب قادری)

سوال: اس وقت آپ کی عمر کتنی ہے؟

جواب: میری ولادت اکتوبر 1915ء میں ضلع میانوالی کے نیازی خاندان میں ایک درویش صفت پٹھان ذوالفقار خان کے گھر ہوئی۔

سوال: تحریک پاکستان میں آپ نے کب حصہ لینا شروع کیا۔اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب: میں نے 1936ء میں اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا اس وقت میری عمر 21 سال تھی میں نے ضلع میانوالی میں اپنے دوستوں کو ملا کر ایک تنظیم قائم کی جس کا نام اس وقت ''انجمن اصلاح المسلمین'' رکھا اسے ضلع بھر میں منتظم کیا۔ہم یہ کام کر رہے تھے کہ 1938ء میں پنڈت نہرو نے اعلان کیا کہ ہندوستان میں دو طاقتیں ہیں ایک ہم (ہندو) اور دوسرے انگریز۔اس وقت علامہ اقبال نے ''ٹائم اینڈ ٹائٹ) انگریزی ہفت روزہ اخبار میں نہرو کی اس ہرزہ سرائی کا جواب دیا ایک مضمون میں لکھا کہ نہرو کی بات غلط ہے یہاں ان دو کے علاوہ ایک تیسری طاقت بھی موجود ہے اور وہ ہے اسلامی ہند (مسلم انڈیا) یہ ایسی طاقت ہے جس کو تم نظر انداز نہیں کر سکتے۔اس کے بعد ہم نے انجمن اصلاح المسلمین کا ضلعی کنونشن بلا کر اس میں فیصلہ کرایا کہ اس انجمن کو ضلعی مسلم لیگ میں ضم کر دیا جائے ہم نے ایسا ہی کیا میں اس وقت بی اے کا طالب علم تھا۔

سوال: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو ملاقات کا موقع بھی ملا یا نہیں؟

جواب: میں نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے تین یادگار ملاقاتیں کیں۔

سوال: کوئی ملاقات کا سن یاد ہو؟

جواب: پہلی ملاقات 1934ء میں دوسری 1935ء اور تیسری نومبر 1936ء میں۔

سوال: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا کوئی خاص واقعہ یاد ہے؟

جواب: ویسے تو تینوں ملاقاتیں اول تا آخر خوب یاد ہیں ایک واقعہ سنو''نومبر 1936ء میں بریڈلاء ہال لاہور میں پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس ہوا جس کا عنوان تھا۔

Impachment of M.A.Jinnah ''اس جلسہ میں وہ قائداعظم محمد علی جناح پر الزام عائد کر رہے تھے کہ جناح تحریک آزادی کے مخالف ہیں اور ملک کے غدار ہیں۔اس تنظیم میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی تمام طلبہ شامل تھے ان کا خیال تھا کہ اس جلسہ میں قائداعظم محمد علی جناح پر الزامات

عائد کر کے انہیں بدنام کیا جائے تا کہ طلبہ ان کے خلاف ہو جائیں یہ یاد رہے کہ اس وقت پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر، سر سکندر حیات کا نواسہ، نواب مظفر خان کا بیٹا نواب زادہ مظہر علی خان تھا۔جلسے کے اشتہار چھپے اسلامیہ کالج میں لگائے گئے ہمیں یہ کب برداشت تھا؟ میں اپنے رفقاء حمید نظامی، عبدالسلام خورشید، م ش (میاں محمد شفیع)، جسٹس ریٹائرڈ انوار الحق اور مولوی ابراہیم چشتی سمیت مشورے کے بعد اس جلسے میں پہنچ گیا۔اور ہم نے سٹیج کے سامنے پہلی قطار میں سیٹوں پر قبضہ کر لیا۔

جلسہ شروع ہونے والا تھا کہ سٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ محمد علی جناح آزادی کا دشمن اور ملک کا دشمن ہے ہم اس کی مذمت کے لئے اس جلسہ کا آغاز کر رہے ہیں میں کھڑا ہو گیا اور نقطہ اعتراض (Point of order) اٹھایا کہ یہ کس نے فیصلہ کیا ہے؟ کہ محمد علی جناح آزادی کا دشمن ہے اور ملک کا دشمن ہے انہوں نے کہا ہمارا فیصلہ ہے میں نے کہا کہ ہم نہیں مانتے۔اسی دوران میں سٹیج پر چڑھ گیا۔لاؤڈ سپیکر پر قابض ہو گیا اور خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سنو! اگر کسی شخص نے اس جلسہ میں ہمارے لیڈر قائد اعظم محمد علی جناح کے خلاف ایک لفظ بھی کہا تو ہم برداشت نہیں کریں گے اور میں اس کو قتل کر دوں گا۔یہ اس وقت کی بات ہے جب میری عمر 21 سال تھی اور میں تھرڈ ایئر کا طالب علم تھا۔میرے جوشیلے خطاب سے وہ گھبرا گئے اور کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ جلسہ میں تمام لوگ فیصلہ کرو۔ریفرنڈم کراؤ کہ اس ملک کی قیادت ایم اے جناح کر سکتا ہے یا موہن داس کرم چند گاندھی؟ یہ بات کرنا تھی کہ ماحول بدل گیا جلسہ ایک مناظرے کی شکل اختیار کر گیا اور بحث شروع ہو گئی جلسے میں ان کی اکثریت تھی وہ ایک ہزار طلبہ تھے انہوں نے فیصلہ دیا کہ گاندھی راہبری کر سکتا ہے اس کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور کہا کہ'' آج اللہ تعالیٰ نے تمہاری لاج رکھ لی ہے لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ہمیں ایک تنظیم بنانی چاہیے ''مسلمان طلبہ کی تنظیم'' اس پر میرے ساتھیوں نے میری تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ نہیں اگر ہم تنظیم بنائیں گے جس میں صرف مسلمان طلبہ ہوں گے تو لوگ ہمیں فرقہ پرست اور رجعت پسند کہیں گے اور ہماری تنظیم ناکام ہو جائے گی۔میں نے کہا یوں تو مسلم لیگ کے خلاف بھی ہیں یہ خواہ مخواہ بک بک کرتے ہیں آپ ان کی بکواس کو اہمیت نہ دو۔اور الگ جماعت بناؤ فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔آخر ہم نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر فیصلہ کرنے کا پروگرام بنایا۔

ہم اسی وقت علامہ اقبال کے ہاں "جاوید منزل" چلے گئے مغرب کی نماز ہو چکی تھی علامہ اقبال اس وقت ایک صوفے پر بیٹھے تھے انہوں نے کشمیری شال اوڑھ رکھی تھی ہم نے سلام کیا تو انہوں نے جواب کے ساتھ پنجابی میں کہا کہ.............منڈیو! کادے لئی آئے او۔

............ہم نے سارا واقعہ سنایا اور ساتھ ہی میرے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کر کے ان سے کہا کہ یہ لڑکا کہتا ہے کہ ہمیں مسلم طلبہ کی الگ تنظیم بنانی چاہیے جبکہ ہمارا موقف ہے کہ لوگ ہمیں تنگ نظر، فرقہ پرست اور رجعت پسند کہیں گے آپ ہمارا فیصلہ کر دیں۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عینک اتار کر ہمیں دیکھا اور ہمیں مخاطب کر کے کہا کہ سنو! "اگر میں اپنے مخالف کا مقابلہ کروں اور اس کا خون چوسوں تو وہ مجھے ملک دشمن، غدار کہہ سکتا ہے اور اگر میں خون نہ چوسوں، مقابلہ کروں، تو میں اول درجہ کا محب وطن، بالغ نظر اور آزادی پسند ہوں گا"

پھر اقبال نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ "یہ لڑکا ٹھیک کہتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں تم اپنی الگ جماعت بناؤ"

چنانچہ ہم نے دوسرے روز اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے سٹاف روم میں اجلاس کر کے اعلان کیا کہ ہم مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کرتے ہیں۔ سب سے پہلے جسٹس ریٹائرڈ انوار الحق کو جو ہمارے ساتھ طالب علم تھے ایم ایس ایف [illegible] بنایا گیا کچھ دنوں کے بعد م ش (میاں محمد شفیع) صدر بنے اس کے بعد حمید نظامی کو صدر منتخب کیا گیا۔ 1938ء میں جب میں فورتھ ایئر کا طالب علم تھا تو مجھے پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر منتخب کیا گیا اس وقت بھی علامہ اقبال نے ہماری تائید وحمایت میں بیان دیا اور قائداعظم محمد علی جناح نے بھی ہماری حمایت کی۔

سوال: قائداعظم سے آپ کی ملاقات کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: 1939ء میں جب میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر تھا ہم نے خلافت پاکستان سکیم پیش کی اس دوران عریبک کالج دہلی میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا میں بھی وہاں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر کی حیثیت سے شریک ہوا۔ اجلاس کے بعد نواب زادہ لیاقت علی خان سیکرٹری جنرل آل انڈیا مسلم لیگ جو دہلی ایم ایس ایف کے بھی صدر تھے مجھ سے ملے

اور مجھے دعوت دیتے ہوئے کہا کہ آج میری کوٹھی گل رعنا ہارڈنگ ایونیو نئی دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی دستوری کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ آپ بھی اس میں آؤ۔ میں اس اجلاس میں شرکت کے لئے گیا وہاں حضرت قائداعظم محمد علی جناح سے میری پہلی ملاقات ہوئی۔

سوال: اپنی زندگی میں آپ کس شخصیت سے متاثر ہوئے؟

جواب: (بے ساختہ جواب دیا) علامہ اقبال سے۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ سید جمال الدین افغانی، مولانا محمد علی جوہر اور مشائخ میں سے میاں علی محمد خان بسی شریف سے متاثر ہوں۔

سوال: آپ کو کن بزرگوں سے کس سلسلہ طریقت میں شرف بیعت حاصل ہے؟

جواب: میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم صوفی بزرگ حضرت خواجہ فقیر قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ میبل شریف ضلع بھکر سے بیعت ہوا۔

سوال: دیگر مشائخ میں آپ کن بزرگوں سے متاثر ہوئے؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت بابو جی گولڑوی، خواجہ غلام محی الدین شاہ، پیر فضل شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہوا۔

سوال: آپ کسی سلسلہ طریقت میں مجاز بھی ہیں؟

جواب: حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں خلافت و اجازت عطا فرمائی تھی۔

سوال: حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات کیسے ہوئی؟

جواب: حضرت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی بابو جی رحمۃ اللہ علیہ سے میری پہلی ملاقات عرب شریف میں منیٰ کے مقام پر ہوئی وہ بھی حج کے لئے وہاں گئے ہوئے تھے اس کے بعد مختلف اوقات میں پاکستان میں ملاقاتیں ہوئیں۔

سوال: پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی صدارت کے بعد بھی آپ ایم ایس ایف یا مسلم لیگ کے عہدیدار رہے؟

جواب: اپنے صدارتی دور کے بعد 1940ء میں، میں نے ایم اے کیا اور اسی وقت آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جوائنٹ سیکرٹری منتخب ہوا۔ 1942ء میں دوبارہ ضلعی مسلم لیگ کو منظم کرنے اور جوش وجذبہ تروتازہ کرنے میں مصروف ہوگیا۔ 1942ء سے 1946ء تک اسلامیہ کالج لاہور میں شعبہ علوم اسلامیہ کا صدر "Deain of Islamic Studies" رہا ساتھ ہی 1943ء میں پنجاب مسلم لیگ کا آرگنائزنگ سیکرٹری منتخب ہوا۔

سوال: قیام پاکستان سے پہلے اپنی جدوجہد کے حوالے سے آپ سرسری طور پر بتائیں گے؟

جواب: انجمن اصلاح المسلمین، پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن اور آل انڈیا مسلم لیگ کے حوالے سے تو بتا چکا ہوں۔ میں نے 1944ء میں پنجاب مسلم لیگ کونسل میں اسلامی شریعت کے نفاذ کی قرارداد منظور کرائی۔ 1945ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل میں زکوۃ کی وصولی کی قرارداد منظور کرائی۔ 1946ء میں جب خضر حیات ٹوانہ پنجاب کا وزیراعظم تھا۔ اس کے خلاف تحریک سول نافرمانی شروع ہوئی۔ میں نے اس وقت پانچ ہزار افراد کے ساتھ جلوس نکالا۔ میاں عبدالباری کے بعد 1946ء میں پنجاب مسلم لیگ کا صدر اور ڈکٹیٹر منتخب ہوا۔

28 جنوری 1947ء کو گرفتار ہوا۔ مجھے، نواب ممدوٹ، فیروز خان نون اور ڈاکٹر عبدالوحید (فیروز سنز والے) کو فیروز پور سنٹرل جیل منتقل کیا گیا۔ اس کے ایک ماہ بعد خضر حیات مستعفی ہوگئے۔ 1946ء میں جب قائداعظم محمد علی جناح نے قیام پاکستان کا مطالبہ کیا ہم ان کے شانہ بشانہ تھے۔ ایک بات قابل توجہ ہے کہ 1940ء میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو ہم نے اسلامیہ کالج کے "حبیبیہ ہال" میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پلیٹ فارم سے "خلافت پاکستان کانفرنس" منعقد کی تھی اس میں میرے علاوہ راجہ محمود آباد امیر احمد خان، سر اورنگ زیب خان اور چوہدری خلیق الزمان نے خطاب کیا۔ خلافت پاکستان سکیم میں ہم نے خلافت راشدہ کی بنیاد پر نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کا مطالبہ کیا بہر حال ہماری جدوجہد مسلم لیگ میں خلافت شرعی کے لئے جاری رہی۔

سوال: قیام پاکستان کے بعد آپ نے نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لئے کیا کیا؟

جواب: میری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی

میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

انگریزوں نے جون 1947ء میں مطالبہ پاکستان منظور کیا۔ اور 14 اگست کو اس خواب کی تعبیر سارے جہان نے دیکھ لی۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد میں نے نفاذ شریعت کے لئے مسلم لیگ میں "خلافت پاکستان گروپ" قائم کیا۔ اور اس میں نکات عشرہ پیش کئے جن میں اسلامی شریعت کے نفاذ کا پروگرام بھی شامل تھا۔ 49-1948ء میں مسلم لیگ میں انتشار پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ 1949ء میں مسلم لیگ کی رکنیت سازی نہ ہوسکی اور پھر مسلم لیگ منظم نہ رہی۔ اس وقت میں نے آل پاکستان مسلم لیگ کنونشن کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ میں نے مختلف اوقات میں چوہدری خلیق الزمان، سردار عبدالرب نشتر وغیرہ کو بار بار کنونشن کے انعقاد کے لئے کہا لیکن وہ کوئی پیش رفت نہ کرسکے۔ بالآخر میں نے پیر امین الحسنات پیر آف مانکی شریف اور حسین سہروردی سے مل کر مارچ 1950ء میں آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن منعقد کیا سرکاری لیگ کے مقابلے میں ہم نے عوامی مسلم لیگ قائم کی اس عوامی مسلم لیگ کا صدر حسین سہروردی اور جنرل سیکرٹری میں (محمد عبدالستار خان نیازی) منتخب ہوا۔

46ء میں قائداعظم کی طرف سے جاری کردہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہوا تھا۔ 50ء میں کئی مسلم لیگیں بن گئی تھیں۔ سرکاری مسلم لیگ، عوامی مسلم لیگ وغیرہ۔ اس وقت میں نے مسلم لیگ (خلافت پاکستان گروپ) کو تحریک خلافت پاکستان میں بدل کر مسلم لیگ کے انتشار اور باہمی خلفشار کو ختم کیا اور 51ء میں، میں نے تحریک خلافت پاکستان کے نمائندے کی حیثیت سے الیکشن لڑا۔ اور پنجاب اسمبلی کا ممبر (MLA) بنا۔ 52ء میں تمام مکاتیب فکر کے 33 علماء کے ساتھ مل کر 22 نکاتی پروگرام پیش کیا۔ 53ء میں جب سر ظفر اللہ (قادیانی) نے یہ اعلان کیا کہ آئین میں کتاب وسنت کی تشریح غلام احمد قادیانی کی سنت کو شامل کیا جائے اس وقت تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلی۔

اس تحریک میں ہزاروں قید ہوئے اور سینکڑوں زخمی ہوئے اسی موقع پر مجھے بغاوت کے مقدمے میں سزائے موت سنائی گئی۔ مولانا مودودی بھی اسی تحریک میں قید ہوئے اور انہیں بھی سزائے موت سنائی گئی۔ اس وقت افغانستان کے بزرگ نورالمشائخ فضل عمر ملا شوبازار مجددی نے کابل میں جمعہ کے روز اعلان کیا کہ مولانا عبدالستار خان نیازی اور مودودی کو پھانسی دی گئی تو ہم پاکستان پر اٹیک کردیں

گے سعودی عرب میں ابن سعود نے بھی اعلان کیا اگر نیازی کو پھانسی دی گئی تو مجھ سے براد شمن اور کسی کو نہ سمجھا جائے۔ اس وقت فوج میں بھی حکومت کے اس فیصلے کے خلاف نفرت اور ناراضگی پھیل گئی اور عامۃ المسلمین بھی حکومت کے مخالف ہوگئے جب ہر طرف سے پریشر بڑھا تو حکومت نے سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا۔

سوال: سزائے موت کی خبر پا کر آپ کیا محسوس کر رہے تھے؟

جواب: میں بہت مسرور تھا کہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے میری حقیر جان کام آ گئی۔ مجھے 7 مئی 53ء کو سزائے موت سنائی گئی اور پھانسی کی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ مودودی کو 12 مئی کو سزائے موت سنا کر پھانسی کی کوٹھڑی بھیجا اور 14 مئی کو سزائے موت عمر قید میں بدل گئی بعد میں حکومت نے فیڈرل کورٹ کے ایک جج شیخ محمد شریف کو مقرر کیا کہ اس کے سامنے آپ لوگ اپیل کر سکتے ہو۔ میں نے کہا ہماری اپیل اللہ کے سامنے ہے اس پر اس جج کے خود بخود ہماری سزائے موت کو 3 سال قید میں بدل دیا۔

خدا کی شان دیکھو کہ راولپنڈی سازش کیس کے قیدیوں نے رٹ داخل کر دی کہ جس قانون کے تحت ہمیں سزا دی گئی ہے اس قانون کے تحت توثیق نہیں ملی تھی کہ آئین ساز اسمبلی ٹوٹ گئی اور قانون بے اثر ہو گیا عدالت نے ان کے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں رہا کر دیا ہم نے بھی اسی عنوان پر رٹ داخل کر دی جس پر ہمیں (مجھے اور مودودی کو) بھی مئی 1955ء میں باعزت بری کر دیا گیا۔

سوال: جیل کی کوئی خاص بات؟

جواب: جب میں جیل سے رہا ہو کر باہر نکلنے لگا تو اخبار نویسوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ میں نے کہا سات دن اور آٹھ راتیں۔ انہوں نے حیرت کے عالم میں کہا کہ آپ تو چالیس سال کے معلوم ہوتے ہیں میں نے کہا............ سنو! تحفظ ناموس رسالت کے لئے پھانسی کی کوٹھڑی میں جو سات دن اور آٹھ راتیں گزاری ہیں یہی میری زندگی ہے اور باقی شرمندگی ہے۔"

سوال: ہمارا خانقاہی نظام تقریباً بے اثر ہوتا جا رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: دل دارند ومحبوب ندارند

اس وقت عشق واطاعت رسول ﷺ کے جذبے کو عام کرنے کی ضرورت ہے ہمارے

اولیاء کرام، مشائخ عظام نے فنافی الرسول ﷺ ہو کر فنافی اللہ اور بقا باللہ کا مقام حاصل کیا تھا اور اب بھی یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے
بیان میں نقطہ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

سوال: آپ کو کبھی حضور سرکار دو جہاں پیغمبر رحمت ﷺ کی زیارت بھی ہوئی؟

جواب: کئی مرتبہ ہوئی اور تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ حضور ﷺ سے باتیں بھی ہوئیں۔ 1974ء کی بات ہے میں حج کے لئے گیا تو روضہ اطہر پہ حاضری دی۔ صلوۃ وسلام پڑھا تو میں نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نفاذ شریعت کے لئے تحریر و تقریر سے ہزاروں جلسوں میں نفاذ کے مطالبے کئے ہیں۔ لیکن شریعت نافذ نہ ہو سکی۔ میں شرمسار ہوں۔ اب پاکستان واپس نہیں جانا چاہتا۔ مجھے اپنے قدموں میں جگہ دیجئے۔ یہیں آپ ﷺ کے قدموں میں موت آ جائے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے دھکے لگے اور میں ساتھ ہی دیوار کے ساتھ لگ گیا مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی اور حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو نے یہ نہیں پڑھا

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین O

ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ............ اللہ تعالیٰ دین کا محافظ ہے، تم داروغے نہیں ہو، دین کے ٹھیکیدار نہیں ہو۔ تم پاکستان جاؤ، نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد جاری رکھو، مخالفت ہو مقابلے میں رہنا، اسے فنا کر دو یا خود فنا ہو جاؤ............

ایک مرتبہ جب ملک میں فتنہ قادیانیت فروغ پا رہا تھا تو میں نے اپنے ایک دوست چوہدری فتح محمد بٹالوی (انہوں نے 60 حج کئے تھے) کے ذریعے حضور ﷺ کے نام چٹھی لکھی کہ مشکلات ہیں۔ رکاوٹیں ہیں آپ توجہ فرمائیں تاکہ رکاوٹیں دور ہوں۔ چوہدری فتح محمد صاحب نے مدینہ پاک میں مقیم

بزرگ شیخ غلام رسول (بلیاں والے) سے بات کی۔ انہیں نے فرمایا میں نیازی کو جانتا ہوں وہ طرے والا نیازی۔ میں نے اسے پچھلے سال دیکھا تھا میں رات کو حضور ﷺ سے عرض کروں گا صبح پوچھ لینا اس پر چوہدری صاحب نے دوسرے روز پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ "اس کو لکھ دو کہ رکاوٹیں دور ہو جائیں گی اللہ تمہاری مدد کرے گا" اور واقعی اس کے بعد ہماری مشکلات دور ہوئیں ہمارے تین دوستوں نے عالمی دورے کا بندوبست کیا۔ 90 ہزار روپے جمع ہو گئے۔ نورانی صاحب، شاہ فرید الحق اور خاکسار (مولانا عبدالستار خان نیازی) دورے پر گئے۔

پہلے ہم نے اپنے خرچ پر حج کیا اور پھر مشرقی افریقہ، کینیا (نیروبی) تین ہفتے کے دورے پر روانہ ہو گئے اس دورے میں ہم مڈغاسر، ماریشس، جزیروں، پیرس، لنڈن، انگلستان، جنوبی امریکہ، نیو یارک، ناروے، سویڈن، ڈنمارک، اور ہالینڈ اور بلجیم کا دورہ کیا اور چار ماہ کے بعد واپس آئے، ہم نے ہر جگہ پر قادیانیت کا خوب رد کیا۔

سوال: جمیعت علماء پاکستان کے دونوں دھڑوں سے اتحاد کی خبریں سنی جا رہی ہیں۔ ان میں کتنی حقیقت ہے؟

جواب: یہ خبریں ٹھیک ہیں نورانی صاحب اور میری ملاقاتیں ہو چکی ہیں مولانا شاہ احمد نورانی ٹورنٹو کینیڈا میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں گئے ہوئے ہیں۔ تین ہفتے بعد آئیں گے ان کی آمد تک طے طلب مسائل بھی حل ہو چکے ہوں گے اور ہمارا باضابطہ با قاعدہ اتحاد ہو جائے گا۔

سوال: اتحاد کا فارمولا کیا طے کیا گیا ہے؟

جواب: ایک گروپ کا صدر ہوگا اور دوسرے کا سیکرٹری جنرل ہوگا۔ اختلافات کے دیگر اسباب دور ہو گئے۔

سوال: صاحبزادہ فضل کریم گروپ کے حوالے سے آپ کیا فرمائیں گے؟

جواب: ان لوگوں کی کیا حیثیت ہے؟ چھوڑیں اس بات کو جو آئین کی پاسداری نہیں کرتا اس کا جماعت سے کیا تعلق ہے؟

سوال: ملک میں نفاذ اسلام کے لئے آپ نے حکومت کو متبادل نظام دیا ہے؟

جواب: میں نے اپنے دور وزارت میں بڑی محنت سے تین کمیٹیاں بنوائی تھیں۔ O اتحاد بین المسلمین کمیٹی O نفاذ شریعت کمیٹی O اسلامی فلاحی مملکت کمیٹی

سوال: نواز شریف کے گذشتہ دور حکومت میں آپ کو حکومت کی طرف سے کوئی زمین اور رقم ملی تھی اس کا کیا ہوا؟

جواب: یہ محض بہتان ہے، زمین وغیرہ نہیں ملی۔ ایک پائی نہیں ملی ایک مرلہ نہیں ملا۔

سوال: سنا ہے کنزالایمان پر سعودی عرب میں پابندی کے دور میں شاہ فہد کے ساتھ ملاقات اور مذاکرات ہوئے تھے اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

جواب: شاہ فہد کے ساتھ ملاقات ہی نہیں ہوئی پہلے وقت مقرر کرنے کی بات اور وعدہ کرتے رہے تھے بعد میں اس سے بھی منحرف ہو کر چلے گئے تھے۔

سوال: آپ نے اہلسنت کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا ہے؟

جواب: (مسکراتے ہوئے) اہلسنت کے سارے ادارے میرے ہی قائم کردہ ہیں نورانی صاحب اور میں نے ہمیشہ ان کی تائید کی۔

سوال: موجودہ شخصیات میں آپ کس سے متاثر ہیں؟

جواب: جسٹس پیر کرم شاہ اچھا کام کر رہے ہیں، محنتی ہیں۔ اور آزاد کشمیر میں ڈھانگری شریف سے صاحبزادہ عتیق الرحمان نقشبندی مجددی بھی مخلص ہیں۔

سوال: آپ نے کتنی مرتبہ حج وزیارت کی سعادت حاصل کی؟

جواب: مجھے اللہ کے فضل سے چھ مرتبہ حج و زیارت روضہ رسول ﷺ کا موقع ملا اور عمرے تو کئی مرتبہ کئے۔

سوال: آپ نے علامہ اقبال کو دیکھا ہے ان کے عقائد و اعمال کیا تھے؟

جواب: میں بتاتا ہوں۔ ان کے عقائد تھے۔

مسلماں آں فقیرے کج کلا ہے
رمید از سینہ او سوز آہے

دلش نالد چرا نالد نداند
نگاہے یا رسول اللہ ﷺ نگاہے

O

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست
رحمتہ للعالمینی انتہا است
ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
آں کہ از خاکش بروید آرزو

O

یا زنور مصطفیٰ ﷺ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ ﷺ ست
لا الہ تیغ و دم او عبدہٗ
فاش تر خواہی بگو او عبدہٗ

سوال: آپ کی آخری آرزو کیا ہے؟

جواب: میری آخری آرزو یہ ہے کہ اس پاکستان میں اپنی آنکھوں سے نظام مصطفیٰ ﷺ کی بہار دیکھ لوں میں نے ساری دنیا دیکھی ہے لیکن نظام مصطفیٰ ﷺ دیکھنے کو ترس رہا ہوں۔

آپ کا بے حد شکریہ

(اس کے ساتھ ہی مولانا نیازی نے ہمیں چائے پلائی ڈھیر دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا)

نوٹ: انٹرویو کی اس نشست میں محترم مولانا محمد اسلم شہزاد اور محترم میاں غلام شبیر قادری بھی شریک رہے جبکہ حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمان فیض پوری سجادہ نشین ڈھانگری شریف (آزاد کشمیر) بھی تشریف لائے۔ مولانا نیازی مرحوم نے راقم کا ہاتھ پکڑ کر حضرت فیض پوری کو فرمایا کہ یہ میرا بھتیجا ہے۔ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس کا خیال رکھیں اور مجھے فرمایا جب یہ انٹرویو چھپ جائے تو کاپی صاحبزادہ صاحب کو بھیجیں۔ ۲۸ اگست ۸۶ء کو یہ انٹرویو کیا گیا جبکہ ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور کی اشاعت ستمبر 1997ء میں شائع ہوا۔ (محبوب قادری)

نئی کتابیں

نوٹ:۔ تبصرہ کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی کی عظیم تاریخی کتاب

ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ

مولانا محمد عبدالحامد بدایونی ایک جامع الحیثیات شخصیت تھے' وہ تحریک پاکستان کے ایک عظیم مجاہد اور قائداعظم محمد علی جناح کے رفیق تھے' جمعیت العلمائے پاکستان کے مرکزی صدر کی حیثیت میں ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مولانا بدایونی برصغیر کی تاریخ کے ناظر بھی تھے۔ اس کی تعمیر میں بھی شریک تھے اور اس تاریخ کے تجزیہ نگار بھی تھے۔ متحدہ ہندوستان میں آگرہ اور اودھ میں 1936ء سے 1939ء تک کانگرس نے انگریز کے سائے تلے حکومت کی تھی' اس دور کے ہندو حکمرانوں نے آگرہ اور اودھ کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے ان کی داستان جگر تراش ہے لیکن یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ان مظالم نے ہی برصغیر کے مسلمانوں کو اپنی علیحدہ قومیت کا احساس دلایا اور مسلمانوں کے قلوب میں متحد ہونے اور دو قومی نظریئے کے تحت پاکستان تشکیل دینے کا جذبہ پیدا کیا۔ مولانا محمد عبدالحامد بدایونی نے 1939ء میں ایک کتاب "مرقع کانگرس" شائع کی تھی جس کا ایک بنیادی مقصد ہندو کانگرس کے لیڈروں کی ذہنیت کو آشکار کرتا تھا۔ اس کتاب کی تمہید میں انہوں نے لکھا ہے۔

"کانگریس کے ہندو لیڈروں کے پیش نظر صرف ایک ہی چیز تھی کہ جس طرح ممکن ہو مسلمانوں کو اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ سر ہی نہ اٹھا سکیں اور ہندوستان میں اچھوتوں کی طرح ہندوؤں کے ماتحت ہو کر زندگی گزار دیں۔"

ہندوؤں کے اس مقصد کو پورا کرنے میں ان کے ساتھ انگریزوں نے پورا تعاون کیا۔ پھر جب سیاسی سطح پر ہندوؤں کو کامیابیاں ملنی شروع ہوئیں اور انگریز پسپا ہوتا نظر آیا تو کانگریس نے پہلے اصلاحات کا مطالبہ کیا اور بعد میں اس مطالبے کو مکمل سوراج کا نام دے دیا گیا۔ مولانا بدایونی نے ہندو

لیڈروں کی اس ذہنیت کو آشکار کرنے کے لیے بیسویں صدی میں ہندوستان کے سیاسی ماضی کی بازیافت کی اور مہاتما گاندھی' سوامی نیتہ دیو' جواہر لعل نہرو' ڈاکٹر مونجے' بال گنگا دھر تلک' مسٹر ساورکر وجے لکشمی پنڈت وغیرہ کے مسلمان دشمن فرقہ پرستانہ بیانات کے حوالے سے یہ حقیقت بھی برکردی کہ ان سب کے پیش نظر مسلمانوں کی تہذیبی زندگی کو ختم کرنا اور ''ہندوورت'' قائم کرنا تھا۔ اس قسم کی تقریروں سے مختلف مقامات پر جو فسادات برپا ہوئے ان کا تذکرہ اس کتاب میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ مسلم کش فسادات میں جو مظالم ڈھائے گئے ان کا تذکرہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پاکستان ایک عطیہ خداوندی نظر آتا ہے جو ہزار خرابیوں کے باوجود آج بھی مسلمانوں کے لیے ایک خطہ رحمت ہے۔ مولانا بدایونی کی یہ کتاب عرصے سے نایاب تھی۔ اب اسے دوبارہ شائع کیا گیا ہے تاکہ اہل پاکستان کے قلوب میں اس ملک کی حقیقی قدر و قیمت اجاگر ہو۔ کتاب کا مقدمہ سبط الحسن ضیغم صاحب نے اور پیش لفظ جناب ولی مظہر نے لکھا ہے۔ تشکیل پاکستان کے تاریخی تناظر کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب بے حد مفید ہے۔

یہ کتاب ''ادارہ پاکستان شناسی'' سوڈھی وال کالونی ملتان روڈ لاہور نے شائع کی قیمت صرف 25 روپے ہے۔

(تبصرہ نگار: ڈاکٹر انور سدید)

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ۔ مجاہد ملت

خواجہ عابد نظامی

حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی بھی 86 برس بھرپور مجاہدانہ زندگی گزارنے کے بعد راہی ملک بقا ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

انہوں نے تمام عمر اسلام اور پاکستان کی خدمت میں گزاری۔ یکم اکتوبر 1915ء کو اٹک نیپالہ (ضلع میانوالی) میں وہ ایک ایسے دینی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے' جہاں ہر وقت اسلام کی باتیں ہوتی تھیں۔ ان کے والدین تہجد گزار تھے۔ ان کی صالح تربیت کا اثر تھا کہ سکول کے زمانے ہی سے تہجد پڑھنے لگے تھے۔

1933ء میں میٹرک کے بعد وہ لاہور آ گئے اور اشاعت اسلام کالج (برانڈرتھ روڈ) میں داخل ہو گئے۔ اس کالج کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس کا نصاب حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے مرتب فرمایا تھا۔ نوجوان عبدالستار خان نیازی نے یہیں عربی لغت' تفسیر' حدیث' فقہ' تاریخ اسلام' علم کلام وغیرہ علوم پڑھے۔ یہاں ان کے اساتذہ میں مولانا یوسف سلیم چشتی' مولانا غلام مرشد' قاضی سراج الدین احمد جیسے بزرگ بھی شامل تھے۔ 1936ء میں علماء کی پہلی ٹیم تیار ہوئی تو مولانا نیازی نے ''ماہر تبلیغ'' کی حیثیت میں کالج میں ٹاپ کیا۔ یہ سند انہیں حضرت علامہ اقبالؒ کے ہاتھوں سے ملی اور اس پر انہی کے دستخط تھے۔

ستمبر 1936ء میں انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا' خوش قسمتی سے یہاں ان کی ملاقات حمید نظامی' میاں شفیع (م ش)' ابراہیم علی چشتی اور عبدالسلام خورشید جیسے ذہین طلباء سے ہوئی۔ یہ طلباء ملی سوچ اور فکر کے حامل تھے۔ شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد کا

فیصلہ نومبر یا دسمبر 1936ء میں ان ذہین اور ملی درد رکھنے والے نوجوانوں نے حکیم الامت علامہ اقبالؒ کی رہائش گاہ پر کیا تھا۔ 1938ء کے آخر میں مولانا عبدالستار نیازی اس کے صدر بنے۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے یہ تیسرے صدر تھے۔ 1939ء میں مولانا نیازی نے دہلی میں قائداعظمؒ سے ملاقات کے دوران انہیں خلافت پاکستان کی تجویز پیش کی۔ جس پر قائداعظمؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

Your scheme is very hot.

جواب میں مولانا نیازی نے برجستہ کہا۔

Because it has come out from a boiling heart.

یعنی یہ اس لیے گرم ہے کہ ابلتے ہوئے دل سے نکلی ہے۔ یہ سن کر قائداعظمؒ بہت خوش ہوئے اور اس تجویز کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے گفتگو کی۔ 1940ء میں جب لاہور میں حصول پاکستان مسلمانوں کا نصب العین قرار پایا' تو مولانا نیازی اس وقت ایم اے کر چکے تھے۔ اب انہوں نے پوری طرح اپنے آپ کو اس مقصد کی خاطر وقف کر دیا تھا اور اپنے فیڈریشن کے ساتھیوں کے ساتھ شہر شہر اور قریہ قریہ جا کر پاکستان کا پیغام پہنچانے میں مشغول ہو گئے تھے۔ 1942ء میں وہ ضلع میانوالی مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ اس دوران انہیں حضرت قائداعظمؒ کے ساتھ براہ راست خط و کتابت کا موقع ملا۔ 1943ء میں وہ اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبہ اسلامیات مقرر ہوئے اور پھر چند روز بعد صوبائی مسلم لیگ کے سیکرٹری بنا دیئے گئے۔ قیام پاکستان سے قبل غالباً 1945ء میں انہوں نے اپنے قریبی احباب کے تعاون سے پنجاب کونسل کے اجلاس میں کیمونسٹوں کو لیگ سے نکالنے کی قرارداد پیش کی' جو منظور کر لی گئی اور مسلم لیگ سے دانیال لطیفی' ڈاکٹر ذاکر مشہدی' شیر محمد بھٹی اور کئی کیمونسٹوں کو نکال دیا گیا۔ انہی دنوں جب وہ عوامی جلسوں کے ذریعے خضر حیات خاں کی مخالفت میں مشغول تھے' خضر حیات خاں نے انہیں روپوں کا لالچ دینا چاہا اور کہا کہ خان نیازی کو میں منہ مانگی رقم دینے کو تیار ہوں تو مولانا نے فرمایا:

''میرے لیے دولت ایمان ہی سب کچھ ہے۔''

پھر زمین کی پیش کش کی' تو فرمایا:

''خضر حیات! تم چند ایکڑ کی بات کرتے ہو' ہم چھ صوبوں کا پاکستان مانگتے ہیں۔''

1946ء میں جب کانگریس کی چیرہ دستیوں اور اسلامیان ہند کے حق خود ارادیت سے صریح انکار پر قائداعظمؒ نے ڈائرکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا' تو مولانا نیازی کالج کی مصروفیات چھوڑ کر ہمہ تن تحریک پاکستان کے لیے وقف ہو گئے۔ مولانا کے نام لکھے ہوئے حضرت قائداعظمؒ کے خطوط دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے حضرت قائداعظمؒ ان کے مشوروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بعض سرمایہ داروں اور کیمونسٹوں نے مسلم لیگ کے اندر نظریہ پاکستان کو الجھانے اور ملک میں فکری انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی' تو مولانا نیازی نے اس گروہ کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ انہی دنوں میاں افتخار الدین نے اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگایا تو حضرت قائداعظمؒ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا:

''کیمونسٹ ملک میں انتشار پیدا کر رہے ہیں' یاد رکھیئے' پاکستان میں اسلامی شریعت ہی نافذ ہوگی۔''

1951ء میں وہ دوسری بار میانوالی سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تو انہوں نے اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر اسلامی پردہ' حرمت سود اور مسئلہ کشمیر پر دھماکہ خیز تقریریں کیں۔ 1952ء میں تحریک ختم نبوت میں مولانا نیازی نے مثالی کردار ادا کیا۔ انہوں نے مسجد وزیر خان لاہور میں اپنا مرکزی دفتر قائم کیا۔ ان کی کوشش تھی کہ تحریک کسی طور بھی تشدد کی راہ اختیار نہ کرے۔ 4 مارچ کی صبح کو انہوں نے سو سو جوانوں کے تین جتھے ترتیب دیئے۔ ان میں سے ایک جتھے کو ضلع کچہری' ایک کو سیکرٹریٹ اور ایک کو گورنر ہاؤس جانا تھا۔ مولانا نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ہر حالت میں پرامن رہیں اور پولیس سے متصادم نہ ہوں' اگر پولیس راستہ میں حائل ہو تو راستہ بدل لیں۔ لیکن گورنر ہاؤس جانے والے جتھے کو پولیس نے چوک دالگراں میں روک لیا۔ جتھے کے شرکاء زمین پر لیٹ گئے۔ اس موقع پر ایک پولیس افسر نے ایک نوجوان کو جس نے گلے میں حمائل شریف لٹکا رکھی تھی' اس بری طرح ٹھوکر ماری کہ حمائل شریف دور جا گری۔ اس سے لوگوں میں جوش بڑھ گیا تاہم یہ جلوس گورنر ہاؤس تک نہ جا سکا۔ اگلے روز یہی پولیس افسر مولانا نیازی کو مسجد وزیر خاں میں گرفتار کرنے کے لیے آیا' تو ایک رضاکار نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا' جس سے وہ موقع پر ہلاک ہو گیا' حکومت نے مولانا کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کر لیا۔ دو

روز بعد 9 مارچ کو اسمبلی کا اجلاس شروع ہونا تھا' فیصلہ کیا گیا کہ مولانا نیازی ختم نبوت کے مسئلہ کو اسمبلی میں پیش کریں' مگر 9 مارچ کی صبح کو اطلاع ملی اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ اس پر مولانا پہلے پاک پتن اور پھر قصور چلے گئے۔ 23 مارچ کو وہ بذریعہ کار اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیے تیار ہو رہے تھے کہ مخبری ہونے پر گرفتار کر لئے گئے۔ بعد ازاں ان پر اعانت جرم' باغیانہ تقاریر' قتل اور بغاوت کے مقدمے چلائے گئے۔ فوجی عدالت نے مقدمہ قتل پر انہیں باعزت بری کر دیا' لیکن باغیانہ تقاریر پر موت کی سزا کا حکم سنایا۔ اس فیصلے پر پورے عالم اسلام میں سخت اضطراب پیدا ہوا۔ جس پر سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا۔ پھر 29 اپریل 1955ء کو دو سال سے زیادہ عرصہ جیل میں رہنے کے بعد ضمانت پر رہا ہوئے۔ بعد ازاں عدالت نے سزا کو خلاف قانون قرار دے کر انہیں باعزت طور پر بری کر دیا۔ مولانا نے پاکستان کے ہر اہم موڑ پر عوام کی بھرپور رہنمائی کی' ایوبی آمریت' اعلان تاشقند' 1970ء میں یحیٰی خاں کا مارشل لاء' بھٹو صاحب کا سوشلزم' 1974ء کی تحریک ختم نبوت' غرض ہر مرحلے پر اپنا کردار ادا کیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ کی حیثیت سے ان کی زندگی کے آخری سال بھی نظام مصطفیٰ کے لیے بھرپور جدوجہد میں گزرے۔ مولانا مرحوم کی وفات سے چند ماہ پیشتر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے کمال محبت سے برادر محمد صادق قصوری کی مرتب شدہ کتاب "مجاہد ملت" مرحمت فرمائی۔ یہ عبارت لکھ کر دستخط ثبت فرمائے۔ مشفقم جناب عابد نظامی کے جذبہ تحفظ نظریہ پاکستان و نفاذ نظام مصطفیٰ کی نذر۔

اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے! اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں۔

☆ جو شخص تلاش علم میں نکلا وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلتا رہا۔

☆ ایک عالم شخص شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسے چودہویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔ کیونکہ عالم' وارث انبیاء ہیں۔ اور انبیاء کی میراث نہ دنیا تھی نہ درہم' بلکہ ان کی میراث علم تھا۔ پس جس نے وہ حاصل کیا اس نے بہت حاصل کیا۔

☆ یہ علم کا نقص ہے کہ اس میں اضافے کا خیال نہ ہو۔ مزید علم کی خواہش نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا رہا۔

مولانا نیازی مرحوم سے متعلق تعزیتی کتاب کا پہلا نوٹ

مجاہد ملت، عاشق رسول مقبول، فاتح تختہ دار صدر جمعیت علمائے پاکستان، داعی اتحاد بین المسلمین جناب مولانا محمد عبدالستار خان نیازی مورخہ 2 مئی 2001 کو صبح 5:30 بجے وفات پا گئے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

معزز مہمانان گرامی اور سوگواران سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس وزیٹر بک اور تعزیتی کتاب پر اپنے تاثرات (مولانا عبدالستار خان نیازی کے بارے) میں ضرور تحریر فرمائیں یہ تاثرات ہمارے لئے سرمایہ بھی ہیں اور ڈھارس کا ذریعہ بھی آپ عالم اسلام کے لیڈر تھے آپ کا خلا مشکل سے پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد اقبال خان نیازی

حاجی محمد اسلم خان روکھڑی

حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری آزاد کشمیر سجادہ نشین ڈھانگری شریف

صدر جمعیت علماء آزاد جموں وکشمیر

مولانا سے میری 72ء/73ء سے ملاقات ہے میں نے انہیں بہترین انسان، ایک عظیم راہنما اور دین ومذہب کا بے مثل ترجمان پایا ہے مولانا کا تقویٰ طہارت، تبلیغ واشاعت اپنی مثال آپ ہے اور تحریک پاکستان اور استحکام پاکستان میں ان کا بنیادی کردار ہے اور ان کی ساری زندگی استحکام پاکستان، نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ ان مقاصد کے لئے گزری وہ دین اور ملک وملت کے امور میں کسی سے کوئی رعایت نہیں برتتے تھے۔ ملک کا جو درد ان کے دل میں تھا اس طرح کا درد بہت کم لوگوں کے دل میں ہوگا۔

انہوں نے اسمبلی میں کشمیر بل بھی پیش کیا تھا (سابقہ زمانے کی بات ہے) انہوں نے اس تاریخی خطاب میں کشمیریوں کی حقیقی ترجمانی فرمائی اس لئے خطہ کشمیر مولانا کو اپنا بہتر رہبر وراہنما سمجھتا ہے ان کی وفات سے جس طرح مملکت، پاکستان میں خلا پیدا ہوا ہے کشمیر میں بھی ان کی وہی کمی محسوس کی جارہی ہے۔ کیونکہ وہ پوری ملت اسلامیہ کا عظیم اثاثہ تھے۔

مولانا محمد جمیل احمد نعیمی سندھ بانی اے ٹی آئی

آج بروز بدھ جمعہ ۹ صفر المبارک ۱۴۲۲ھ حضرت علامہ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمۃ کے سوئم کے موقع پر حاضری کا شرف حاصل ہوا مولائے کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ مولانا کو اپنے جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے اور ان کے چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین اور ان کے مشن کو جاری رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب سیکرٹری جنرل J.U.P سندھ

حضرت علامہ مجاہد ملت عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے میانوالی حاضر ہوا جامع مسجد روکڑی موڑ میں تعزیتی اجلاس ہوا کثیر تعداد میں علماء اور عوام الناس موجود تھے اس عظیم شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنا، سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے حضرت مجاہد ملت کی ذات ایک انجمن تھی وہ نظام مصطفیٰ ﷺ کی ایک چلتی پھرتی تصویر تھے ایک مجاہد کی حیثیت سے زندہ رہے اور ان

کی پوری زندگی نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے صرف ہوئی پاکستانی عہد اور تحریک پاکستان کا ایک مجاہد ہم سے جدا ہو گیا اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

راجہ محمد ظفر الحق

مرد مومن کی وہ کون سی صفت ہے جو مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی میں نہیں تھی وہ ایک عظیم مدبر، ایک باوقار انسان، حق گو عالم، ایک محبت وطن دانشور اور عاشق رسول جنہوں نے اسی نسبت سے زندگی میں ہمیشہ جہاد جاری رکھا۔ قید وبند ہی نہیں پھانسی کی سزا کو بھی بخوشی قبول کیا۔ مجھے ان سے عقیدت وراثت میں ملی والد گرامی مرحوم سے اس قدر گہرا تعلق، باہمی احترام کی بنیاد پر اس قدر مستحکم رہا ہے کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے ایک کامیاب رہنما کی زندگی کی مثال مولانا مرحوم کی ذات اقدس ہے۔

سرتاج عزیز

مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں نے 1944ء سے 1946ء تک اسلامیہ کالج لاہور میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی شاگردی کی۔ ان کی پر جوش اور پر مغز تقاریر ابھی بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں۔ مولانا صاحب نے جس خلوص دلیری اور جوانمردی سے اسلام کی خدمت اور پاکستان کی نظریاتی سرحد کی حفاظت کا جہاد جاری رکھا وہ نئی نسلوں کے لئے ہمیشہ مشعل راہ کا کام دیں گی۔

پاکستان کی سیاست میں بھی مولانا صاحب نے جن روایت کی بنیاد رکھی اور جیسی صاف ستھری سیاست کی وہ ہماری سیاسی تاریخ کا روشن باب بن کر ہمیشہ قائم رہے گا۔ ان کی ذات، خصوصیات، اور اقدار آخری وقت تک مثالی تھیں ہمیشہ مروت رواداری اور وقار سے سب سے پیش آتے۔ اور سادہ زندگی اور اسلامی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کے بے مثال نمونہ پیش کیا۔ خدا انہیں جنت فردوس میں جگہ عطا کرے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

سردار محمد خان لغاری مرکزی راہنما، جے یو پی

حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے انتہائی محبت وعقیدت تھی اور وہ بھی ہمیشہ شفقت فرماتے تھے ان کی ذات بہت زیادہ خوبیوں کی مالک تھی انہوں نے مجاہدانہ زندگی بسر کی انجمن طلباء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے خادم کی حیثیت سے مولانا مرحوم کے ساتھ مجھے ملک بھر میں

جلسوں میں جانے کا اتفاق ہوا ان کے ولولہ انگیز خطاب سننے کے لئے لوگ بے تاب ہوتے جوش وجذبہ سے جب خطاب کرتے اور وقت کے آمروں کو للکارتے تو مجمع مجاہد ملت زندہ باد اور مرد مومن، مرد غازی۔ خان نیازی، خان نیازی کے نعروں سے گونج اٹھتا۔ مولانا نیازی جب ختم نبوت کی تحریک میں پھانسی کی کوٹھڑی کے ایام کا ذکر فرماتے تو جذباتی ہوجاتے اور مجمع پر خاص رقت طاری ہوجاتی۔ ان کی وفات سے اہل سنت کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے اب جمیعت کے اتحاد کے بعد ان کی خواہش تھی جس کا وہ تذکرہ فرماتے تھے کہ میں ملک گیر دورہ کر کے جمعیت کو منظم کروں گا اور تمام ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلوں گا وفات سے قبل رات کو فون پر بات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ ایک فلسطینی تنظیم آپ کا پیغام چاہتی ہے چنانچہ انہوں نے پیغام ارشاد فرمایا۔

مولانا غلام محمد سیالوی رکن اسلامی نظریاتی کونسل

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

شعر مذکورہ کی مصداق شخصیت حضرت علامہ عبدالستار خاں نیازی رحمتہ اللہ علیہ ہیں جو کہ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت ﷺ، تحریک نظام مصطفی ﷺ اور دین وملت کے عظیم مجاہد تھے آپ نظریاتی لوگوں کے لئے بہترین آئیڈیل شخصیت تھے حدیث پاک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ سب سے بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے اور اس کا مصداق بھی مولانا موصوف کی شخصیت ہے علاقائی، صوبائی اور مرکزی حکمرانوں کے سامنے ہمیشہ کلمہ حق بلند کیا حق گوئی اور بے باکی آپ کا طرہ امتیاز تھا آپ نے جمعیت علماء پاکستان کی سرپرستی فرما کر جمعیت کے وقار اور فعالیت میں موثر کردار ادا کیا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

حمید اختر وفاقی سیکرٹری

اپنے والد کے بعد میں حضرت مولانا کو والد کی جگہ دیتا تھا اور وہ بھی مجھے اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ میں اسے اپنا اعزاز سمجھتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر بے پناہ شفقت اور محبت نچھاور کی۔ میں ان کی بہت سی باتوں سے متاثر تھا لیکن ذاتی تعلقات کے حوالے سے جو بات ان کو بہت نمایاں کرتی تھی وہ اپنے لواحقین

سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے ان کی زندگی استقامت، شجاعت، دیانت اور خطابت سے عبارت تھی اور ان میدانوں سے ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا اس خاکسار نے نہیں دیکھا۔

صاحبزادہ محمد اکرم شاہ (گڑھی شریف) راولپنڈی

میرا قلم ساقط ہے، میرا ذہن، میری فکر، میرے جذبات کو زبان دینے سے قاصر ہیں میرا دل تسلیم نہیں کرتا کہ میں مجاہد ملت بطل حریت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کو مرحوم کہوں وہ کل بھی زندہ تھا آج بھی میرے دل میں، ہر مسلم کے دل میں زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے مجاہد ملت کی زندگی کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کروں یہ تو بس میں نہیں کر سکتا ہاں اتنا کہوں گا کہ اللہ ایسی زندگی ہر مسلمان کو عطا کرے جو عشق مصطفی ﷺ سے عبارت ہو وہ نظام مصطفی ﷺ کے لئے ایک جہد مسلسل تھے جو باطل کے آگے ڈٹ جانے والے ایک کوہ گراں تھے اور دوستوں کے لئے محبت کا ایک بحر بیکراں تھے وہ کیا تھے وہ کیا نہیں تھے یہ کسی دل والے سے پوچھیئے وہ ایک ولی اللہ تھے ایک عالم بے بدل تھے اور ایک عظیم سیاسی راہنما تھے وہ مسلمانوں کو عظمت کی انتہائی بلندیوں پر دیکھنے کے خواہش مند تھے دعا گو ہوں کہ مولانا کی اس خواہش کی تکمیل ہو اور اللہ تعالیٰ، حضرت مولانا کو اعلیٰ علیین کی بلند منزل عطا فرمادے۔ ان کے خاندان سے ہمارے خانوادے کی تین پشتوں سے تعلقات تھے اور طرفین کو اس بات پر بہت فخر تھا ان کا معاملہ اب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہو چکا ہے لیکن مجھے یہ یقین ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی رحمتوں اور نعمتوں کے دران پر وا کر دیئے ہوں گے۔ یہ شعر ان کے حسب حال ہے۔

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

(اقبال)

قاری علی اکبر نعیمی، قاری ریڈیو، ٹی وی

اس صدی میں مجاہد ملت ایک ہی شخصیت تھی جن کے نام کے ساتھ یہ لقب عملی طور پر دکھائی دیتا تھا اگر کوئی کو دنیا کے کسی حصے میں "مجاہد ملت" کہتا تو مولانا عبدالستار خان نیازی کا نام ذہن میں آ جاتا ہے اور جب کوئی قائد اہلسنت کہتا ہے تو دھیان مولانا شاہ احمد نورانی جو نیازی صاحب کے چھوٹے بھائی

کہلاتے ہیں کی طرف چلا جاتا ہے سینوں کے دلوں پر دو ہی قائد حکومت کرتے ہیں نیازی اور نورانی، آپ ایک مرتبہ دینی درس گاہ النعیمیہ انٹرنیشنل قرآۃ اکیڈمی اسلام آباد تشریف لائے اور قاریوں میں اسناد تقسیم کیں اور بتایا کہ میں نے بھی تجوید کا کورس کیا ہوا ہے۔ میں 1974ء سے مولانا نیازی کا ہمسفر میں نے آپ کے معاملات کو قریب سے دیکھا بے داغ ماضی پایا آپ اللہ کے ولی تھے یقیناً آپ کی قبر جنت کا باغ ہے اور آپ کا مزار مرجع خلائق بنے گا اللہ تعالیٰ آپ کو مسند کرامت پر فائز فرمائے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی (بھکر)

مجاہد ملت محسن اہل سنت عالم اسلام کے عظیم مفکر حضرت قبلہ علامہ محمد عبدالستار خان نیازی ایک عظیم سیاسی مذہبی شخصیت کے علاوہ ایک عاشق رسول مقبول ﷺ اور ملک میں نفاذ مصطفیٰ ﷺ کے شیدائی تھے پاکستان کے لئے ان کی جلیل القدر خدمات کو تو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا وہ ایک عظیم روحانی اور علمی شخصیت تھے تمام زندگی اسلام کی بالادستی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی جدو جہد میں گزاری اور تادم آخر رات دن اس کوشش میں رہے حتیٰ کہ جان جان آفرین کے سپرد کر دی خدا انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

ممتاز قانون دان خالد اقبال مسرت ایڈووکیٹ، سرگودھا

میرے لیے قبلہ حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا انتقال ایک ناقابل فراموش صدمہ ہے اور پوری ملت اسلامیہ کا بہت بڑا نقصان ہے حضرت مولانا نیازی ایک فرد نہیں ایک تحریک کا نام تھا جنہوں نے ساری زندگی نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے جدو جہد کی تحریک پاکستان تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ تحریک ختم نبوت ﷺ میں آپ کی جدو جہد تاریخ کا ایک باب ہے مولانا نیازی نے ساری زندگی نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے وقف کر دی ان کی سیاست کا مقصد ہی ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ تھا مولانا نیازی ایک متقی، پرہیز گار، تہجد گذار، باعمل عالم دین ہونے کے علاوہ غریب پرور اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے ان کا پوری دنیا میں حلقہ احباب تھا اور انہیں پاکستان بالخصوص اور بیرون ممالک ہزاروں مشائخ عظام علمائے کرام اپنا بزرگ قائد تسلیم کرتے تھے ان کی زندگی کا ہر پہلو اپنی مثال آپ تھا وہ بحیثیت

سیاسی راہنما، مذہبی راہنما، امیر، مبلغ اسلام، اپنی مثال آپ تھے وہ تقریر کرتے تو ایسے لگتا کہ انہیں تقریر نازل ہوتی تھی اور وہ ہمیشہ عشق رسول ﷺ سے سرشار ہوتی ان کی ساری زندگی عبادت گزاری میں گزری مولانا نیازی ایک نڈر، بے باک، با کردار لیڈر تھے اور میرے محبوب قائد تھے وہ بہت شفیق انسان، بہت غریب پرور شخصیت تھے میری زندگی کے ان کے ساتھ گذرے ہوئے لمحات میرا اثاثہ ہیں میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا خود اعتمادی قناعت اور عشق رسول ﷺ ان کا طرہء امتیاز تھا بہر حال میں الفاظ میں انہیں خراج تحسین پیش نہیں کر سکتا۔

میجر جنرل (ر) سکندر حیات خاں سابق چیئرمین پرائم منسٹر مونیٹرنگ سیل اسلام آباد

میری پہلی ملاقات مولانا کے ساتھ 1998ء میں شریعت بل کی تیاری کے بارے میں ہوئی انہوں نے مجھے اور وزیر اعظم کی ساری ٹیم کو شریعت کے نفاذ کے بارے ہدایات پر اثر اور قابل عمل تجاویز عنایت فرمائیں پھر بعد میں پارلیمنٹری کمیٹی پارٹی زیر صدارت وزیر اعظم سے خطاب فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر یہ ملک بنا ہے اس میں ہم سب کی ذمہ داری اور فرض ہے کہ پاکستان میں شریعت نافذ ہو۔ خطاب اتنا پر اثر تھا کہ تمام MNA`S نے ہاتھ اٹھا کر شریعت بل کو منظور کرنے کا عہد کیا۔ مزید ملاقاتوں کے شرف حاصل ہونے کے بعد میں صرف یہ کہا کرتا تھا کہ مولانا آپ کو پاکستان میں اللہ اور رسول ﷺ کے جنرل ہیں اور میں ایک ناچیز سپاہی ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مولانا نیازی کو اس سے بھی بہت بلند عہدے کے ساتھ کھڑا کرے گا۔

صاحبزادہ خواجہ خیر محمد نقشبندی سجادہ نشین (بھور شریف) میانوالی

مجاہد ملت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی تمام زندگی اشاعت اسلام کلمہ حق کو بلند کرتے ہوئے بسر ہوئی تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے ممتاز لیڈر رہے آپ کے قلب میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن تھی اس کی بدولت وہ ہمیشہ کامیاب و کامران تھے ایسے بزرگوں کا وجود پوری قوم کے لئے عظیم نعمت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ ﷺ آخرت میں آپ کے درجات بلند فرمائے آمین۔

صاحبزادہ پیر فیض الحسن سواگ شریف (لیہ)

حضرت قبلہ مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب نے دین اسلام کی تبلیغ میں ساری زندگی گزاری ان کے وصال سے تمام دینی اور مذہبی لوگوں کا بے حد نقصان ہوا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ظفر اللہ خان ڈھانڈلہ معطل ایم این اے بھکر

مولانا صاحب ایک مرد مجاہد تھے اور انہوں نے اپنی ساری زندگی نظام مصطفےٰ ﷺ کے لئے گزار دی ان کی موت صرف ان کے ورثاء کے لئے نہیں ضلع میانوالی کے لئے نہیں بلکہ پاکستان بھر کے لئے اور سارے اہل سنت وجماعت کے لئے صدمہ ہے۔

محمد زوار بہادر مرکزی سیکرٹری اطلاعات ورلڈ اسلامک مشن جنرل سیکرٹری جے یو پی پنجاب چیف ایڈیٹر ندائے اہلسنت

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی کی عظمت و رفعت و پاکیزگی کے اتنے واقعات اس ذہن پر نقش ہیں کہ صفحات ان کے متحمل نہیں ہو سکتے ورلڈ اسلامک مشن کے سیکرٹری اطلاعات ہونے کے ناطے دنیا کے مختلف ممالک میں جانے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے برطانیہ اور ہالینڈ مولانا کے ساتھ بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان کی خدمات کا سلسلہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے ہر رنگ ونسل کے لوگ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور کرتے ہیں جب بھی سرینام اور افریقہ کے ان سنی مسلمانوں سے جو قائد اہلسنت حضرت علامہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم العالیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں ملنے کا اتفاق ہوتا ہے وہ مجاہد ملت کی زیارت کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں ان کی عظمت کے عجیب و غریب واقعات جو انہوں نے دیکھے سنتے ہیں اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے انشاء اللہ العزیز ہم جلد ہی ماہنامہ ندائے اہلسنت کا "مجاہد ملت نمبر" شائع کریں گے جس میں تفصیل سے حضرت کی خدمات کا ذکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ محبوب کریم ﷺ کے طفیل ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

خالد بھوترال ہفت روزہ "انس" اسلام آباد

وطن عزیز کے ممتاز عالم دین سیاست دان اور نامور سماجی راہنما جناب مولانا عبدالستار خان

نیازی کے انتقال کی خبر پہ از حد افسوس ہوا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ تمام اہل خانہ کو رنج وغم کے ان نازک لمحات میں صبر جمیل کی ہمت اور توفیق دے آمین مولانا عبدالستار خان نیازی کی ملی، دینی، سماجی اور سیاسی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

محمد افضل کھنجیرا، ایئرپورٹ، اسلام آباد

مجھے از حد افسوس ہوا کہ مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب فوت ہو گئے ہیں میری طرف سے آپ کو اور سب پس ماندگان کو بہت افسوس ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے وہ بے شک ولی اللہ تھے مجاہد ملت تھے میں نے کافی سالوں سے ان کی شخصیت سے محبت کی خاطر اخباری تراشے ان کے بیانات کافی اکٹھے کر کے بڑے سے دو رجسٹر بنائے ہوئے ہیں میرے لئے ضرور دعا فرمایا کریں سب احباب کو بہت افسوس ہے اس عمر میں جوان عزم اور عبادت گذار تھے۔

ہر مصیبت کا دیا میں نے تبسم سے جواب
اس طرح گردش دوران کو رلایا میں نے

اللہ پاک ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے صدقے ان کی ہمت کے، اور صبر کے سبحان اللہ! دعا فرمایئے اللہ پاک ہم سب کو ایسی ہمت اور صبر عطا فرمائے۔

محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی، جماعت اہل حدیث پاکستان

جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری نائب امیر مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی جماعت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات حافظ عبدالوہاب روپڑی نے اپنے مشترکہ بیان میں جمعیت العلمائے پاکستان کے مرکزی صدر مولانا عبدالستار خان نیازی کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام وبالخصوص پاکستانی قوم ایک معتدل مزاج اور نامور عالم دین سے محروم ہو گئی۔ جماعت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی رہنماؤں نے کہا کہ مولانا عبدالستار خان نیازی جیسی عظیم شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ مولانا نیازی نے اپنی پوری زندگی نفاذ اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مسلکی اختلافات سے بالاتر ہو کر ہمیشہ درست موقف کی تائید اور حمایت کی مولانا نیازی مرحوم کے جماعت اہل حدیث

پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے ساتھ پوری زندگی تعلقات برادرانہ رہے تحریک پاکستان، تحریک تحفظ ختم نبوت ﷺ اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے پلیٹ فارموں پر انہوں نے مل کر مشترکہ جدوجہد کی۔ آخر میں جماعت اہل حدیث کے رہنماؤں نے کہا کہ مولانا عبدالستار خان نیازی کی دینی، قومی اور ملی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

رضوان مختار رندھاوا۔ ناظم۔ 150 ایم بی جوہرآباد

مرحوم ممبر قومی اسمبلی و ممبر سینٹ پاکستان اور سربراہ جمیعت العلمائے پاکستان تھے وہ ملک کے انتہائی بلند عہدہ پر فائز رہے مرحوم کی شاہین صفت صلاحتیں دائمی طور پر مثل مہتاب و آفتاب روشن رہیں گی اللہ رب العزت مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے ثم آمین۔

کرنل محمد حسن خان، میانوالی

حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کی زیارت مجھے 1962 میں پہلی مرتبہ اپنے گھر منڈی پر ہوئی جبکہ میں ساتویں جماعت کا طالب علم تھا آپ ایک جید عالم، رہنما عظیم محب وطن اور اتحاد امت کے داعی تھے وہ پاکستان، عالم اسلام اور میانوالی ضلع کی شان تھے آپ حقیقی معنوں میں ایک ولی اللہ تھے مجھے آپ سے ساری زندگی بڑی عقیدت رہی اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔

حافظ احمد خان (موسیٰ خیل)

جب سے میں نے مولانا نیازی کا نام سنا کہ وہ عاشق رسول ﷺ ہیں۔ اس دن سے موصوف سے میری غائبانہ محبت تھی۔ 1962ء کے جہادی الیکشن پر میں ان کا باقاعدہ سپاہی بنا اور آخری دم تک ان سے وابستہ رہا۔ میں نے اس چالیس سالہ دور میں کوئی ایسی حرکت نہیں دیکھی جس سے میں ان کا ساتھ چھوڑتا۔ قبل از وصال میری بیمار پرسی کے لئے موسیٰ خیل تشریف لے گئے۔ جاتے وقت مجھے گلے لگایا اور کافی دیر تک گلے لگا کے رکھا حتیٰ کہ مجھے محسوس ہو گیا یہ آخری ملاقات ہے اور وہ سچ ثابت ہوا وہ ملاقات آخری ثابت ہوئی اور اچانک مجھے اطلاع ملی کہ مولانا موصوف وصال فرما گئے ہیں تو مجھے قوی احساس ہوا کہ ایک مرد مجاہد سے ملک محروم ہو گیا ہے اور میانوالی جو ان کے دم سے مشہور ہے وہ یتیم ہو گیا۔

پیر محمد انور صاحب، منورآباد، میانوالی

جناب مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے اور دین مصطفیٰ کی خدمت کے لئے بہت کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے نیازی صاحب کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اگلی منزلیں آسان فرمائے۔

عصمت اللہ خان مستی خیل جنرل سیکرٹری، جے یو پی صوبہ سرحد

حضرت قبلہ مولانا خان عبدالستار خان نیازی مرحوم، ایک بلند پایہ عالم دین سچے اور محب وطن پاکستانی اور قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک تھے۔ آپ نے تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت ﷺ اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ہمیشہ حق کا پرچم سربلند رکھا۔ غیرت مند، جرات مند، دلیر اور حق گو مذہبی اور سیاسی مدبر تھے حضور سرور کونین ﷺ سے محبت ان کے رگ رگ میں رچی بسی تھی آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی اور اسی مشن پر کاربند رہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اللہ تبارک تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے ان کو جنت الفردوس میں بلند اور اعلیٰ مقام عطا فرماوے آمین ثم آمین۔

چوہدری ذوالفقار احمد (جے یو پی)

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے انتقال سے پاکستان کی تاریخ کا ایک باب ختم ہو گیا ہے حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کے انتقال سے پورے عالم اسلام میں نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو گیا ہے مولانا کی زندگی کا ایک ہی مشن تھا کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہو اور پوری زندگی اسی مشن کی تکمیل کے لئے بھرپور انداز میں گزار کر وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔

ڈاکٹر امیر اللہ خان (جنڈاں والا)

مجاہد ملت محمد عبدالستار خان نیازی کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو پر کرنا مشکل ہے ان کے انتقال سے بندہ ذاتی طور پر اتنا متاثر ہوا ہے کہ لکھنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں رکھے اور ہمیں ان کے مشن کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سردار خان نیازی (وتہ خیل) میانوالی

مولانا نیازی جہاں عالم اور مفکر اسلام تھے وہ میری نظر میں حضور نبی کریم ﷺ کے غلام اور

نظام نبوت کے داعی بھی تھے اور سفید کپڑوں میں ایک قلندر انسان تھے۔ وہ دوستوں کے دوست اور انسانیت سے بے پناہ محبت کرنے والے انسان تھے دنیاوی اعتبار سے جہاں وہ ایک بلند وبالا انسان تھے میرے نزدیک روحانی اعتبار سے وہ عظیم بزرگ اور حضور نبی کریم ﷺ کے حقیقی عاشق اور اندرونی طور پر وہ بہت ہی عظیم انسان تھے وہ ہزاروں لوگوں کے لئے استاد اور مرشد کے مقام پر فائز تھے اللہ کریم انہیں اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری

صدر جمعیت علماء پاکستان مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب سچے پکے عاشق رسول ﷺ تھے جب مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان اور میرے والد گرامی پیر طریقت حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مرکزی نائب صدر تھے میں نے دیکھا اس زمانہ میں یہ تینوں بزرگ ملکر دن رات نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے کوشش کر رہے تھے مولانا عبدالستار خان نیازی نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحریک ختم نبوت ﷺ چلا کر اللہ و رسول کی رضا حاصل کی آپ شب وروز عبادت کرتے تھے اور اکثر اسلامی کتب کا مطالعہ کیا کرتے تھے آپ نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

ڈاکٹر محمد فاروق خان، ڈپٹی ڈی ایچ او، میانوالی

مولانا عبدالستار خان نیازی کی شخصیت بے شمار صفات کی مالک تھی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ضلع کا نام بین الاقوامی سطح پر روشناس کروایا اور ان کی وجہ سے میانوالی کا نام پورے ملک میں بلکہ دوسری اقوام میں یاد کیا جاتا تھا۔ ان کا چہرہ مبارک اتنا خوبصورت اور نورانی تھا کہ انسان ان کے چہرے مبارک سے نظر بھی نہیں ہٹاتا تھا خوبصورت ہونٹ، خوبصورت ریش مبارک، حتیٰ کہ اس عمر میں آپ کے چہرہ مبارک پر کوئی شکن نہیں تھا۔ اور آپ کا خوبصورت کلہ ہماری ثقافت کی ایک عمدہ مثال تھا۔ اسی طرح ان کی پوری زندگی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی تھی اور ایک مثال تھی جس طرح آپ نے ساری زندگی مجاہدانہ انداز میں گزاری اس صدی میں شاید کہ آپ کا ثانی ہو۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے "ملک" کو ویران کر گیا

صاحبزادہ محمد ابراہیم نقشبندی سجادہ نشین میبل شریف

مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی رحمۃ اللہ علیہ امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم سرمایہ تھے آپ سچے عاشق رسول تھے آپ نے اپنی تمام زندگی نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے وقف کر رکھی تھی آپ کا نام رہتی دنیا تک باقی رہے گا دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت مجاہد ملت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے فیوضات سے مستفید فرمائے۔ آمین۔

رانا محمد یعقوب خان، لاہور

حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، میرے نزدیک بہت ہی پکے اور سچے مسلمان تھے اور وہ مجھ سے اس قدر شفقت فرماتے تھے کہ مجھے 3 دفعہ مرکزی مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا متحدہ کا صوبائی ٹکٹ عنایت فرمایا اور ہمیشہ بہت پیار فرماتے رہے۔

حافظ ضیاء اللہ خان صدر انجمن اساتذہ پاکستان ضلع میانوالی

دنیا ایک عظیم بطل حریت سے محروم ہوگئی آپ عالم اسلام کے عظیم مصلح، مفکر، داعی اتحاد عالم اسلامی تھے حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی شخصیت کے لئے مجھ جیسے ناچیز کے لئے احاطہ کرنا ممکن نہیں آپ نے ساری عمر خدمت دین، عظمت مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت اور اطاعت رسول ﷺ میں گزاری خدا تعالیٰ ان کی مرقد پر انوار کی بارش فرمائے۔ ہم انشاء اللہ عہد کرتے ہیں کہ حضرت علامہ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے آپ حقیقتاً پاکستان کے خیرخواہ اور محب وطن تھے۔

صاحبزادہ پیر علاؤالدین (ترگ شریف) میانوالی

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کا وصال جمعیت العلماء پاکستان اور پوری جماعت اہلسنت کے لئے ایک المیہ ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی صاحب تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے قائد ہی نہ تھے بلکہ مجاہد تھے آپ نے تخت دار کو بھی محبت رسول ﷺ میں سرمایہ حیات سمجھا ساری زندگی حق پرستی میں گزار دی جہاں بھی کوئی باطل آواز بلند ہونے لگی آپ نے مجاہدانہ طور پر اس کا سامنا کیا۔ قادیانی دھرم کو

آپ نے تہہ خاک دیا قادیانیوں کے لئے شناختی کارڈ کے خلاف آواز بلند کرنے والے حضرت مولانا نیازی ہی تھے جنہوں نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف اس آواز کو بلند کیا مولانا نیازی کی اعلیٰ دینی خدمات تا قیامت ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔ رب العزت آپ کو جنت الفردوس عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

ڈاکٹر طارق مسعود خان نیازی (ایم ایس)

میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ میں آخری رات دس بجے انہیں ملا انہوں نے تین دفعہ مجھے اپنے پاس بلایا اور پیار کیا اور دعائیں دیں۔ میں نے ان کے پاؤں دبائے وہ خوش ہوئے اور دعا دی یہ صرف میانوالی کا نہیں عالم اسلام کا نقصان ہے اور ایسی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔

مولانا پیر سید محمد معظم الدین کاظمی خواجہ آباد شریف

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثالی کردار کے مالک تھے آپ کی دینی خدمات کا تذکرہ بہت طویل ہے اللہ تعالیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے صدقہ قبلہ نیازی صاحب کو درجات عالیہ میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین۔ (سعودی عرب سے حاجی محمد شفیع کے ذریعہ تعزیتی پیغام)

پیر سید غلام نصیر الدین شاہ کاظمی (خواجہ آباد شریف)

حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی صاحب ایک سچے مسلمان اور دیانتدار پاکستانی تھے تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ و تحریک ختم نبوت ﷺ میں آپ کا کردار مثالی تھا آپ کو ہمیشہ اعلیٰ مقام حاصل رہے قبلہ والد صاحب حضرت غلام کمال الدین شاہ سے انہیں خاص انس تھا عقیدت تھی فرماتے تھے کہ خواجہ آباد شریف آکر مجھے سکون نصیب ہوتا ہے۔

محمد یونس، انجمن اساتذہ پاکستان (میانوالی)

ابتداء رب کائنات کے نام سے اور درود سلام وجہ تخلیق کائنات پر اور اظہار عقیدت اور دعائے مغفرت اس درویش مرد مومن، عاشق رسول کے لئے جس کی زندگی سیرت مصطفیٰ ﷺ کا عملی نمونہ جس کا کردار مجاہدانہ، جس کی ہر ہر ادا عشق مصطفیٰ ﷺ کی تصویر تھی شعور کی زندگی میں داخل ہونے سے لے کر قضا کے ہاتھوں میں جانے تک کا سفر .... الفاظ بے معنی، سوچ سوچ کی حدود کے اندر اپنی

اہمیت کو کھو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اب انہیں اپنے جوار رحمت میں .... اور ہم احباب کو ان کے مشن Corruption سے پاک، نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق بخشے۔

حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی
جو ثنائے محمد ﷺ کرتے رہیں گے

ملک محمد اعوان (چکڑالہ)

مجاہد ملت جناب مولانا عبدالستار خان نیازی کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی اعلیٰ شہرت سے نوازا اور اب آخرت میں بھی وہ اس طرح ہیں جس طرح ابھی ہمارے درمیان بیٹھے ہیں اور اپنی گھن گرج والی آواز سے کسی کو آواز دیں گے وہ ایک محبت کرنے والی ہستی تھی انہوں نے اپنی ساری زندگی دین واسلام کے لئے وقف رکھی خداوند کریم ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قریشی محمد سعید اسدی میانوالی

میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ مجھے سات سال کی عمر سے حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی رفاقت حاصل رہی اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ صلاحیتوں کے بعد میری شخصیت میں اگر کوئی خوبی ہے تو وہ مجاہد ملت کا فیضان ہے اور بس!

شیر احمد خان نیازی (ذیلدار، موسیٰ خیل ضلع میانوالی)

73ء سے لے کر اب تک حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی رفاقت میں رہا ان جیسا مشفق و مہربان محبت و شفقت کرنے والا انسان جو اپنی صورت کی طرح سیرت میں چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا جسے میں نے اپنے اوپر ایک مہربان سرپرست کی طرح شفیق پایا مجھے فخر ہے کہ میں ان کے خادم کی حیثیت سے سب دوستوں میں متعارف ہوں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

عمران حسین چوہدری، چیئرمین، سنی فاؤنڈیشن برطانیہ

مولانا عبدالستار خان نیازی اکابرین اور اسلاف کی یادگار تھے ان کی خدمات پاکستان سے یورپ اور افریقہ تک پہنچی ہوئی ہیں تبلیغی، سیاسی، علمی، تحقیقی، سماجی اور روحانی حوالوں سے مولانا عبدالستار خان نیازی کا اسم گرامی ایک سند اور ڈگری کا درجہ رکھتا ہے مولانا نیازی کے خطابات کی گھن گرج آج بھی برطانیہ میں برابر محسوس کی جا رہی ہے برطانیہ میں بسنے والے علماء مشائخ ان کا تعلق چاہے دنیا کے کسی بھی خطے سے کیوں نہ ہو مولانا نیازی کے انتقال کو اپنے لیے بہت زیادہ اہمیت دے رہے ہیں یورپ میں مولانا نیازی کے ایصال ثواب کے لیے تقاریب کا سلسلہ جاری ہے جہاں تک سنی فاؤنڈیشن اور میرا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک بزرگ سایہ ہمارے سر سے اٹھ گیا ہے اور ہم ان کی کمی کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔ مولانا نیازی نے قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ مل کر ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم سے جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں انہیں کبھی نہیں بھلایا جا سکے گا۔

حاجی شیخ دوست محمد، باباجانی پرنٹرز لاہور

مولانا عبدالستار خان نیازی سے میری شناسائی گذشتہ پانچ عشروں سے ہیں ہم نے جیلوں اور ریلوں میں، امن اور تحریکوں میں، جلسوں اور جلوسوں میں، پریس کانفرنسوں اور دیگر تقاریب میں اکٹھے شرکت کی ہم نے شب و روز اکٹھے گزارے میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ مولانا عبدالستار خان نیازی شب زندہ دار اور نہایت عبادت گزار انسان تھے۔ 1964 میں انہوں نے مجھے جیل سے تاریخی خط بھیجا جو آج بھی میں نے اپنے ریکارڈ میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔ مولانا نیازی کے ساتھ اپنے تعلق کو باعث فخر سمجھتا ہوں۔ وہ نہایت سادہ مزاج کے حامل محنتی انتھک اور مخلص انسان تھے بین الاقوامی "فیم" کے قائدین میں وہ اپنا ثانی اور نظیر نہیں رکھتے تھے مولانا نیازی کی رحلت کی خبر سے میں دل گرفتہ ہوں لیکن امر ربی کے سامنے سر تسلیم خم کئے بغیر گزارہ نہیں وہ چلے گئے ہم ان کے بعد جانے کو تیار بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو میں پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی دعا کرتا ہوں۔ میرے بیٹے، بچیاں اور دیگر عزیز مولانا نیازی کو اپنے گھر کا ایک فرد سمجھتے ہیں اور ان کی وفات کو ہم نے اپنے گھرانے کے نہایت اہم فرد کی وفات سمجھا ہے۔

محمد رفیق مجاہد نقشبندی، الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم بھمبر آزاد کشمیر

مجاہد ملت علامہ نیازی کا وصال ہو گیا۔ میں نے بہت عرصہ بعد 29 اپریل کو میرپور شہر میں تاجدار بریلی کانفرنس میں شرکت کر کے علامہ نیازی کا آخری دیدار کیا تو 86 سال کا بوڑھا شیر اسد کی گن گرج، ادائیں، حق و صداقت کے چشمے دکھائی دیتیں، ان کے عزم و استقلال کی جولانیاں دیکھیں۔ یہی موت تو فقط آنی ہے۔ میں نے علامہ عبدالستار خان نیازی کی جمعیت کے رفقا میں تعزیت نامہ تقسیم کئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ایک ادیب، قلمکار، صحافی کی حیثیت سے آپ نے ان کی زندگی کے کردار کو نکھار کر مالا بنا کر پیش کرنا ہے۔ چونکہ آپ خود جمعیت کے پرانے رفیق کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بطل حریت پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ملک محبوب صاحب ایسے مجاہد تاریخ میں کہاں سے لاؤ گے؟ کیا مائیں آج ایسے مجاہد کو جنم دینے کی آرزو رکھتی ہیں؟ مجھے کسی حوالے سے بھی جمعیت میں کام کرنے کا موقع نہ ملا میں دونوں بزرگوں کو یک نظر دیکھتا ہوں۔ نورانی میاں میرے اعلیٰ حضرت کے لاڈلے خلیفہ مجاز اور سفیر ہندوستان کے لاڈلے ہیں۔ حضرت ضیاء الدین قادری برکاتی کے منظور نظر ہیں۔ لوگ ان کو سفیر یورپ، مبلغ یورپ لکھتے اور یاد کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ وہ منظور مدینہ ہیں۔ ان کو یورپ کی نسبت صحیح نہیں مدینے والے کی نسبت کافی ہے۔ اب علامہ نیازی کی روح پر انوار پرواز کر جانے کے بعد مدینے میں جا چکی ہے۔ مجھے امید ہے کہ قائداعظم، غازی علم الدین، علامہ اقبال، سیدنا مہر علی شاہ اور پیر جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ ارواح تو استقبال کو آئی ہیں۔ ضرور آئی ہیں۔ میں بھی میانوالی سفر کر کے جاؤں گا۔ چالیسواں پر جاؤں گا۔ جب موقع ملا جاؤں گا۔ محبوب الرسول صاحب ان کے اندر کا انسان مجھے پکار پکار کر قریب کر رہا ہے۔ کب آؤ گے۔

مجھے امید ہے کہ آپ علامہ نیازی مرحوم (شہید ملت) غازی پاکستان کی زندگی پر یوں ہی لکھیں گے۔ جیسی تحریر علامہ بندیالوی کے لیے باندھ تھی۔ مالا محبت میں چندوا نے فقیر کی بے لاگ محبت کے بھی رکھ لینا۔ ملک صاحب آپ مصروف انسان ہیں۔ تبصرہ کرنا، انٹرویو لینا، لکھنا اور ملاقات، چھاپنا، ناپنا، کیا کچھ کام آپ نہ کریں۔ عجیب زندگی ہے ادھر مجاہد، خاک پائے نقشبند انتظار کرتا رہتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ سید صابر حسین شاہ (بانی) ادارہ فروغ افکار رضا برہان شریف اٹک

مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی اچانک وفات نے ہماری کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا پر ہونا محال ہے۔ تمام سنی رسائل کو ''مجاہد ملت نمبر'' نکال کر انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔

پیر سلطان ریاض الحسن قادری' دربار عالیہ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ سے میری نیاز مندی کو ایک زمانہ بیت چکا ہے وہ مجھ سے بزرگانہ شفقت فرماتے اور حضور سلطان العارفین کے خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت سے احترام فرماتے تھے انہوں نے مجھے ہمیشہ اپنی شفقتوں سے نوازا۔ سیاسی حوالے سے اپنی مثال آپ تھے اعلیٰ سیاسی بصیرت کے حامل کھرے اور [illegible] دمی تھے علم کے کوہ ہمالہ تھے اور پھر کمال یہ کہ اس پر عامل تھے۔ وظائف واوراد کی پابندی ان کا معمول تھا۔ ان کا دل خوف خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز تھا۔ وہ اعلیٰ مشن کے عظیم سپاہی تھے ساری زندگی کی مولانا نیازی نے دین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سرحدوں پر پہرہ دیا۔ وہ عبادت گذار اور شب زندہ دار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لکھنے اور بولنے کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ ان کی رحلت پر ہر محب وطن پاکستانی اور اسلام کے سچے شیدائی کی طرح میں بھی بہت رنجیدہ ہوں۔ خدا تعالیٰ ان کی قبر پر اپنے انوار کی بارش نازل کرے۔ آمین

☆ فطرت بہت سے معاملات میں کسی نہ کسی شرط پر انسان سے خوش و ناخوش مفاہمت کر لیتی ہے۔ صرف موت کے مسئلے پر آج تک کسی طرح کی مصالحت پر تیار نہیں ہوئی۔

☆ اخلاق' مذہب کی عملی شکل ہے۔

☆ مسلمانوں کا عمل عبادت ہے' عبادت عمل نہیں۔

☆ بیشتر تعلیم گاہیں اب بنائی نہیں ڈھالی جاتی ہیں۔

صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ، بہاری شریف، آزاد کشمیر:

مجاہد اسلام مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں وہ اللہ کا انعام تھے پوری قوم اور سارے خطے کے لئے۔ ان کے دل میں اللہ کی مخلوق اور حضور ﷺ کی امت کے لیے خیر خواہی کا جذبہ کارفرما تھا وہ نظام مصطفےٰ ﷺ کے ساعی اور تحفظ نظام مصطفےٰ ﷺ کے سپاہی تھے، جمعیت علماء پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن کے لئے ان کی قربانیاں اور ان تھک محنت ہمیشہ یاد رکھی جائیگی۔

صاحبزادہ سید لخت حسنین شاہ (بانی) مسلم ہینڈز انٹرنیشنل:

حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی دینی سیاسی، سماجی اور علمی خدمات کا احاطہ پونی صدی پر محیط ہے قیام پاکستان سے استحکام پاکستان تک کا سفر مرحوم نے پورے تسلسل اور مستعدی کے ساتھ جاری رکھا انہوں نے اپنی مردانہ وار جدوجہد سے عالمی غلبہ اسلام کی راہیں ہموار کیں وہ ایک علمی شخصیت تھے مولانا نیازی، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں ہراول دستہ کے نمایاں مجاہد تھے اور انہوں نے ساری زندگی مجاہدے میں بسر کی مرحوم کے ساتھ ہماری نیاز مندی ہوش سنبھالنے کے وقت سے ہے حضور ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ مرحوم کے مداح، قدر دان اور ان کی اعلیٰ خدمات کے معترف تھے ان کی رحلت سانحہ عظیم ہے رب کریم ان کے درجات بلند فرمائے اور پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنائے آمین۔

صاحبزادہ سید ضیا النور شاہ، کوآرڈینیٹر، مسلم ہینڈز (انٹرنیشنل) پاکستان:

مجھے اس خبر نے قلبی طور پر رنجیدہ کر دیا کہ عالم اسلام کے عظیم دینی و سیاسی راہنما مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحلت فرما گئے مرحوم اسلاف کی یادگار تھے انہیں حضرت خواجہ ضیا الملت والدین خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی شرف نیاز رہا حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ پاکستان میں نظام مصطفےٰ ﷺ کی تنفیذ کے لئے مصروف جہد رہے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں مرحوم کا روشن کردار ہماری تاریخ کا سنہرا باب ہے ان جیسے لوگ مدتوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

پیر صوفی محمد اشرف نقشبندی، جوہر آباد:

مولانا عبدالستار خان نیازی کی وفات نے اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے بزرگ دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں ان کی رحلت کی خبر پا کر دو دن تک کھانے پینے اور سونے سے بے نیاز ہو گیا کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں، وہ تو عظمت مصطفےٰ ﷺ کے فدائی تھے انہوں نے ساری زندگی گستاخان رسول ﷺ کے خلاف جہاد میں گزاری، وہ غازی علم الدین شہید کی فکر کے وارث تھے آج ان جیسے غیرت منداور با عمل مجاہدوں کی ضرورت ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ خلا پر کر سکتا ہے۔

طارق محمود نقشبندی کوئٹہ کارپوریشن کوئٹہ:

حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے ساتھ میری غائبانہ عقیدت و محبت طویل عرصے سے تھی اور اس کا سبب ان کی مثبت فکر اور نظام مصطفےٰ ﷺ کا سپاہی ہونا تھا پھر جب ان کی زیارت کا شرف پایا تو میں نے ان کے مزاج میں جلال و جمال کا حسین امتزاج پایا رعب و دبدبہ ان کے چہرے سے عیاں تھا واقعی وہ کردار کے غازی تھے مولانا نیازی نے ساری زندگی کمال بے نیازی سے گزاری وہ اسلاف کی عظیم یادگار تھے انہیں صرف ایک واسطہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض نصیب ہوا اور وہ واسطہ بھی حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاالدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم واسطہ ہے مولانا نیازی کو دیکھنے والے بجا طور پر انہیں اپنے عہد کا جمال الدین افغانی قرار دیتے تھے اور یہ بھی ایک حسین اتفاق ہے مولانا نیازی پٹھان تھے جمال الدین افغانی بھی پٹھان تھے اور اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی بڑیچ پٹھان تھے جن کے اجداد نے قندھار سے ہندوستان ہجرت کی تھی.........

ان پٹھانوں کے فیض سے ایک جہان آباد ہوا۔

علامہ محمد مقصود احمد قادری چشتی خطیب دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی سے 1970ء سے تعارف ہے آپ اس وقت لکشمی بلڈنگ میں تشریف فرما تھے اور داڑھی مبارک مشت بھر سے کم تھی ان سے ان کی رہائش گاہ پر بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں اور ہر روز برکت علی ہال کے قریب دوپہر سے شام تک اپنے دوست کے ہاں وقت گزارتے تھے جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا یہاں پر تمام نامور سیاست دان، ان کے ساتھ ملاقات کر کے اور

بین الاقوامی حالات پر تبادلہ کرتے اور مولانا موصوف سے راہنمائی حاصل کرتے تھے، آپ حضرت قبلہ استاذ مکرم الحاج مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت احترام کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ اگر مولانا موصوف عقائد اہلسنت کے بارے میں میری راہنمائی نہ فرماتے تو آج مجھے اہلسنت کی قیادت کا شرف حاصل نہ ہوتا، مولانا موصوف سچے عاشق رسول ﷺ تھے ناموس رسول ﷺ کے تحفظ کے لئے ہر تحریک کی قیادت فرماتے تھے اور ہر وقت ان کی زبان پر علامہ اقبال کا یہ شعر رہتا تھا کہ ۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

تحریک ختم نبوت ہو، تحریک پاکستان ہو، تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ ہو، تحریک نفاذ شریعت ہو یا تحریک اتحاد بین المسلمین ہو ان تمام تحریکوں میں آپ نے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں اور قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لائے آخر عمر میں انہوں نے سودی نظام کے خلاف جو مجاہدانہ کردار ادا کیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان کی اخروی کامیابی کے لئے کافی ہے۔

الحاج ملک محمد بشیر اعوان، مرکزی صدر، تنظیم الاعوان پاکستان

حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی سے ہمارا تعلق ہمارے والد گرامی الحاج ملک کرم بخش مرحوم و مغفور کے زمانے سے تھا کیونکہ یہ دونوں بزرگ تحریک ختم نبوت کے سپاہی تھے اور قومی اسمبلی کے ذریعے سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں ان دونوں کی خدمات نا قابل فراموش ہیں سیاسی اختلاف رائے کے باوجود ان دونوں حضرات کا باہمی طور پر احترام اور محبت کا رشتہ ساری زندگی برقرار رہا اور والد گرامی کی رحلت کے بعد ہم نے بھی مولانا نیازی مرحوم کو ہمیشہ اپنا بزرگ سمجھا اور ان سے شرف نیاز حاصل رہا وہ بھی بے حد شفقت فرمایا کرتے تھے پیل میں جب استاذ العلماء حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی (ڈھوک ڈھمن) نے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی تو اس میں میرے والد گرامی اور مولانا نیازی مرحوم کے حوالے سے وہ پروگرام میری بہترین یادداشتوں میں سے ہے حضرت نیازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ فن خطابت کے امام تھے جرآت و بہادری، حق گوئی اور سچائی ان کے اوصاف تھے آج جب وہ دنیا سے اٹھ گئے ہیں میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارا اپنا ایک بزرگ ہمیں داغ مفارقت دے گیا ہے وہ بزرگوں کی آخری نشانی تھے ان کی دینی علمی سیاسی، اور سماجی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا مستقبل

میں ان کی مثالیں بطور حوالہ پیش کی جاتی رہیں گی۔ وہ قوم کو ہمیشہ یاد رہیں گے ان کا روشن کردار انہیں ہمیشہ زندہ رکھے گا اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

قاری محمد اکرم اعوان، نلی شریف (خوشاب)

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے وجود مسعود سے علامہ اقبال اور قائد اعظم کی فکر پوری قوم کو نصیب ہوئی۔ مولانا مرحوم ہمارا اجتماعی اثاثہ تھے ان کی رحلت سے دنیائے اسلام کو ایک دھچکا محسوس ہوا ہے کسی اور کی بات نہیں کرتا میری اپنی حالت یہ ہے جب سے ان کی وفات کی خبر پائی ذہنی طور پر اپنے آپ کو حاضر نہیں پا رہا ہوں۔ بھوک پیاس کی خبر تک نہیں۔ برادرم ملک محبوب الرسول قادری اور اپنے بھائی ملک محمد اشرف اعوان کے ہمراہ اسلام آباد ہسپتال میں ان کی جو عیادت کی تھی اس موقع پر مولانا کے ساتھ جو لمحات گزارے وہ مجھے ہمیشہ یاد رہیں گے مولانا نیازی سراپا شفقت تھے اور وہ بزرگانہ ٹھاٹھ باٹھ کے مالک تھے۔ رحمتہ اللہ علیہ

قاری محمد طاہر شریف، ملہاڑ (کوٹلی) آزاد کشمیر

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ حقیقت میں مرد مومن، مرد غازی اور ایک عظیم مجاہد تھے جنہوں نے پوری زندگی اسلامی افکار و نظریات سے انحراف نہیں کیا جو کبھی کسی جابر اور ظالم سلطان کے سامنے نہ جھکے اور نہ ہی بکے ان کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ بات روبرو کر دیتے تھے چاہے کسی کو اچھی لگے یا بری وہ حق گوئی اور بے باکی کے پیکر تھے۔ وہ ایک لاجواب شخصیت کے مالک تھے وہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ تھے ان کا دل عشق رسول ﷺ سے سرشار تھا یہی وجہ تھی کہ وہ ہر محفل میں اقبالؒ کا یہ شعر ضرور پڑھتے۔

نگاہ یا رسول اللہ نگاہ یا رسول اللہ ﷺ

ان کے دل میں عشق رسول کی جو چنگاری تھی وہ بڑھک اٹھتی تھی تو بے ساختہ ان کی زبان پر ورد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو جاتا اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ تعالیٰ

چند تاثرات

سید محمد عبداللہ قادری (واہ کینٹ)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(علامہ محمد اقبالؒ)

دور حاضر میں ایک ناقابل فراموش دیدہ ور ہو گزرا ہے۔ جو نظریہ پاکستان کا مبلغ، نظام مصطفیٰ کا داعی اور تحریک ختم نبوت کا علمبردار تھا، جسے قوم مجاہد ملت کے نام سے یاد کرتی ہے اس نے اپنے مسلک (مقلد حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حنفی بریلوی کا بھرپور انداز میں پرچار کیا اور ممکنہ حد تک خدمت کی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خان قادری علیہ الرحمتہ کی تعلیمات کو بھی عالم اسلام میں روشناس کروانے میں عمر بھر کوشش کی۔ جسے قوم و ملت مدتوں تک یاد رکھے گی۔ بلکہ جوں جوں وقت گزرے گا۔ اس دیدہ ور کی یاد اور زیادہ ستائے گی۔ یہ یاد عمر بھر ساتھ رہے گی۔ بقول شاعر۔

نہیں آتی تو یاد ان کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتی ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

اس دیدہ ور سے میری مراد مجاہد ملت، محسن اہل سنت، حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے۔ مولانا نیازیؒ 1915ء میں اٹک چھنالہ عیسیٰ خیل میانوالی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام ذوالفقار علی خان نیازی تھا۔ کم عمری میں ہی والدین داغ مفارقت دے گئے۔ پرورش و نگہداشت کا ذمہ۔ نانا صوفی محمد خاں اور تایا ابراہیم خاں نیازی کے حصہ میں آیا۔ انہیں کیا معلوم تھا

کہ ننھا محمد عبدالستار خان آنے والے وقت میں آسمان کی بلندیوں کو چھو کر اپنا اور خاندان کا نام روشن کرے گا۔ جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ یہ قحط الرجال کا دور ہے جو بھی جدا ہو رہا ہے اس کا کوئی بدل نہیں۔ اسی طرح مولانا نیازی کا بھی کوئی بدل نہیں۔ ہر انسان اپنے حصہ کا کام کر کے چلا جاتا ہے۔

حضرت علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں۔

ما ز تخلیق مقاصد زندہ ایم

مولانا نیازیؒ نے 1933ء میں میٹرک، 1940ء میں ایم اے عربی کیا۔ ایم او کالج لاہور میں لیکچرار رہے یعنی اردو، عربی، فارسی، پنجابی، انگریزی، پشتو جیسی زبانوں پر مکمل دسترس تھی۔

مولانا نیازیؒ کے زمانہ طالب علمی، جناب حمید نظامی، ابراہیم علی خاں چشتی، عبدالسلام خورشید، جسٹس انوار الحق اور میاں محمد شفیع (م ش) آپ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

مولانا نیازیؒ۔ گفتار و کردار میں بے باک و نڈر تھے۔ حق گوئی ان کا شیوہ تھا، درویش صفت و قناعت پسند تا بارعب شخصیت تھی دیکھنے والا ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا سر پر مخصوص قسم کا کلا اور مشدی کی پگ جسے خاص انداز میں باندھتے تھے اور کلا کا طرہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر کھڑا رہتا جو ان کے خاندان سوری کا امتیازی نشان تھا مولانا نیازیؒ کی گونج دار آواز آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہے تقریر اپنے ایک خاص انداز میں کرتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا لیکچر دے رہے ہیں۔ تقریر کے دوران اگر غصہ آتا تو ان کا غصہ ان کے چہرہ پر عیاں ہوتا تھا۔ جسے دیکھنے والا آسانی محسوس کر سکتا تھا۔ بات ڈنکے کی چوٹ پر کرتے تھے۔

سچے عاشق رسول ﷺ تھے نبی پاک ﷺ کے نام پر مرمٹتے تھے بلکہ ان کا ایمان تھا کہ ہماری عزت و ناموس صرف نام مصطفیٰ (ﷺ) کی وجہ سے ہے ورنہ ہم کس قابل ہیں۔

بقول حضرت علامہ محمد اقبالؒ۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

مولانا نیازیؒ۔ جب بھی اسلامک ورلڈ مشن کے دورہ پر جاتے تو اکثر واپسی براستہ سعودی

عرب ہوتی۔ وہاں فخر موجودات وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری دیتے۔ مدینہ شریف میں قطب مدینہ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد مدنی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ہاں بھی حاضر ہوتے۔ قطب مدینہ کا مکان روضہ اطہر من روف الرحیم ﷺ کے قریب ہی تھا۔ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے دادا سر تھے۔ مولانا نیازی اور مولانا نورانی کی خوب چھنتی تھی جمعیت علمائے پاکستان میں سیاسی اوتار چڑھاؤ کے باوجود ایک دوسرے کی عزت و احترام کرتے تھے۔ جب جمعیت علمائے پاکستان کے شعلہ بیان خطیب و مقرر مولانا محمد اکبر ساقی اترارعلت فرما گئے تو مولانا نیازی، نورانی رہ گئے تھے اس وقت جمعیت علمائے پاکستان میں اختلاف تھا۔ کسی نے مولانا نیازیؒ سے کہا کہ آپ اور نورانی صاحب کی صلح نہیں ہو سکتی۔ تو مولانا نیازیؒ نے فرمایا۔ میرا اور مولانا شاہ احمد نورانی کا کوئی اختلاف نہیں۔ ہمارے چمچے ہمیں اکٹھا نہیں ہونے دیتے۔

مولانا نیازیؒ۔ وہ خوش قسمت انسان ہیں جن کی زندگی میں ہی قدر ہوئی۔ ہمارے ہاں تو رواج ہے کہ قدر و منزلت کروانے کے لیے پہلے مرنا پڑتا ہے۔ مرنے کے بعد جو مرضی کہہ لو لکھ لو کون پوچھے گا۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ۔ نظریہ پاکستان میں حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کے خوشہ چین تھے، اور حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے مداح تھے۔ انہیں اقبالیات پر عبور تھا۔ دیوان اقبال ازبر تھا اجتماعات میں کلام اقبال کے اردو اور فارسی اشعار بڑے مخصوص انداز اور لہجہ میں پڑھتے تھے۔ انہیں دیکھنے سے حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ محمد اقبالؒ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ دونوں بزرگوں سے ملاقاتیں بھی تھیں۔

مولانا نیازیؒ نے سیاست میں بھی نام کمایا۔ بے داغ کردار تھا۔ کئی سیاسی ادوار دیکھے۔ خود ضلع میانوالی کے ملک امیر محمد خان، نواب آف کالا باغ سے مقابلہ کرتے تھے۔ کئی قاتلانہ حملے ہوئے قدرت بچاتی رہی۔ مولانا نیازیؒ فرمایا کرتے تھے۔ "موت انسان کی خود محافظ ہے،" جب آ جائے گی۔ باڈی گارڈز ساتھ ہونے کے باوجود بھی آ جاتی ہے۔

آپ علم وادب کے رسیا تھے۔ کئی کتب کے مصنف تھے۔ پیغمبر عالم اسلام' اتحاد بین المسلمین' کنز الایمان کے خلاف مثبت سازش' ڈی واین ویلو آف اسلام' وغیرہ اکثر کتب کی اشاعت کا شرف ان کے ایک نیازمند' مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور کے سابقہ جنرل سیکرٹری' مکتبہ رضویہ 2/24 سوڈی وال کالونی ملتان روڈ لاہور کے مالک جناب ظہور الدین خان امرتسری کو حاصل تھا۔ مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور کے سالانہ یوم رضا ''منعقدہ نوری مسجد'' میں مولانا نیازیؒ تشریف لاتے۔ جب امام احمد رضا کانفرنس' کنز الایمان سوسائٹی لاہور کے محرک و بانی جناب محمد نعیم طاہر رضوی کرواتے اس میں بھی اکثر مولانا نیازیؒ آتے مرکزی مجلس رضا لاہور کے روح رواں حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ تھے انہوں نے مجلس کے ذریعے ناقابل فراموش کام کیا ہے جسے دنیا ہمیشہ یاد رکھے گی۔

حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ کی رحلت پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ یہ سدا بہار غم ہے۔ کئی ایسی شخصیات ہوتی ہیں جنہیں قوم فراموش کرنے کے باوجود بھی ایسا نہیں کرسکتی ان میں ایک مولانا نیازیؒ ہیں۔

آپ اوصاف حمیدہ کے مالک تھے' اسلاف واخلاف کی عمدہ نظیر تھے' ایک عہد ساز شخصیت تھے' اہل سنت وجماعت کے لیے مینارہ نور کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن ہمارے ہاں مینارہ نور کی قدر' ہمت افزائی کا رواج نہیں ہے۔

مولانا نیازیؒ اپنی زندگی کی 86 بہاریں گزارنے کے بعد 2 مئی 2001ء کو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ عزوجل شانہ اپنے حبیب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ مولانا نیازیؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام نصیب فرمائے اور ان کی قبر انور پر رحمتوں کی بارش فرمائے۔

☆ جس کام کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو اسے اپنے ذمہ مت لو۔
☆ جس چیز کو تم سمجھ سکتے ہو اور نہ حاصل کرسکتے ہو اس کے درپے کیوں ہوتے ہو؟
☆ اپنے کام کے صلے کی' واجب سے زیادہ امید نہ رکھو

مجاہد آزادی کی رحلت!

مکرمی! مولانا عبدالستار خان نیازی کی رحلت پر دلی صدمہ ہوا۔ محض رسمی اور اخباری اظہار کی بات نہیں۔ تنہائی میں ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اپنے دلی تاثر کا اظہار کرنے کے لیے بہت سوچنے کے بعد مجھے آپ کی شخصیت ایسی نظر آئی کہ جو اس بات کے لیے سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس سے غم دل کہا جائے۔ آپ اور ہم زمانہ طالب علمی سے لے کر ان کی وفات تک ہم فکر و ہم آہنگ رہے۔ نوائے وقت کے ساز کی نغمہ سنجیاں اگر اسلام اور پاکستان کے لیے تھیں تو ان کی جلسوں کی خطابت اور پارلیمانی تقریروں کا آہنگ دوتا بھی یہی کچھ تھا۔

میں اگرچہ ان سے بوجہ احساس فرد مائیگی بہت قریب اور بے تکلف ہونے سے بچتا رہا۔ مگر دل میں ان کی خدمات کا اعتراف ہمیشہ قائم رہا۔ ان کی سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ وہ جس اصولی فکر کی راہ پر پہلا قدم رکھ کر بڑھے' آخری سانس تک ٹھیک اسی سمت میں بڑھتے گئے۔ خدا کرے اب ان کا آخری قدم سیدھا جنت کے حدود میں جائے۔ اس زمانے میں وہ اور ہم ایک ہی وادی کے مسافر ہونے کی حیثیت سے بہت قریب آگئے تھے جب 1953ء کے اضطراب پنجاب نے ہمیں اور ان کو سنٹرل جیل میں اکٹھا کردیا تھا۔ خصوصاً مولانا مودودی اور مولانا نیازی دونوں پھانسی کی کوٹھڑیوں میں ایک دوسرے کے ہمسائے بنے۔ بدقسمتی سے ان کی وفات (2 اپریل) کی خبر مجھ کو نہ مل سکی کیونکہ ریڈیو وغیرہ سننے کا کام بوجہ مصروفیات (اوقات کار کم اور کام زیادہ) کچھ عرصہ سے موقوف ہے۔ بعد شام تک نہ کوئی آدمی ایسا ملا' نہ کوئی ٹیلی فون آیا کہ یہ خبر بدن سکتا۔ 3 اپریل کے اخبار میں بڑی کثرت سے لوگوں کے تاثرات آئے' مگر ایک تو میرا شمار اب ایسے رجال ملت میں ہے ہی نہیں جس سے کوئی اخباری شخصیت تاثر پوچھتی۔ دوسرے میری معروضات کا حلیہ ایسا بگاڑا جاتا ہے اور بات کا ایسا ''جذر'' نکال کردیا جاتا ہے (وہ بھی جب قسمت کا ستارا بہت زور سے چمک رہا ہو) کہ میں اخبارات سے اس طرح ڈرنے لگا ہوں جس طرح غالب مردم

گزیدہ کا حال تھا۔ چنانچہ میں نے بیان وغیرہ کے طریق اظہار کو ایک طرف پھینکا اور آپ کو خط لکھنے کا فیصلہ کیا۔ میں کلام اللہ کی یہ مشہور آیت پڑھنے کے بعد کہ اناللہ وانا الیہ راجعون' مولانا نیازی کے لیے دل سے خدائی رحمت ومغفرت کی دعائیں کرتے ہوئے اس گہرے زخم احساس کے ذکر پر گزارشات ختم کرتا ہوں کہ آج اسلام کے خلاف سیکولرازم اور پاکستان کے خلاف امریکہ گھوسٹ (آسیبی) سامراج کی جنگ کو دیکھتا ہوں جسمیں مخالف قوتیں ہمارے اندر سے منافق لوگوں کو آلہ کار بنا کر ہمیں دھکیلتے ہوئے دیوار سے لگا رہی ہیں' افسوس کہ ہمارا ایک اہم سپاہی بلکہ کمانڈر داد شجاعت دیتے ہوئے یکا یک رخصت ہو گیا......ایک دلچسپ بات۔

گو نیازی صاحب کی ٹھیک تاریخ پیدائش تو میری نظر سے نہیں گزری' البتہ میرا ان کا معاملہ ہم عمری کا ہے۔ میں بھی 86-85 کے چکر میں ہوں۔ شاید نیازی صاحب جاتے جاتے اشارہ کر گئے ہوں کہ میاں تیار رہو اور کون مسلمان ہوگا جو موت کا سامنا کرنے کے لیے ہر لحظہ تیار نہ ہو۔ (نعیم صدیقی...... ایجوکیشن ٹاؤن لاہور)

روزنامہ نوائے وقت لاہور

13 مئی 2001ء

اے اللہ!

مجاہد ملت کی کوششوں کو بار آور فرما کر پاکستان کو نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کشمیر کو آزادی نصیب فرما۔ آمین

قاری محمد طاہر شریف خطیب جامع مسجد مدینہ غوثیہ
اسلامیہ پارک لاہور (0303-6407285)

بطل حریت مولانا عبدالستار نیازی

ملک نجیب الرحمان ارشد

دراز قامت جس کی شخصیت کا بانکپن اس کی زندگی کے ہر پہلو سے مترشح تھا جس نے اپنی 86 سالہ حیات میں قید وبند کے اتنے مرحلے دیکھے اور اتنے مہ وسال پس دیوار زنداں رہا کہ جس کی نظیر پاکستان کے کسی سیاستدان کے ہاں نہیں ملتی اسے سزائے موت بھی سنائی گئی مگر وہ دھن کا پکا عزم کا سچا انہی راہوں پر عازم سفر رہا جن کے سنگ ہائے میل پہ کانٹے بھی بکھرے تھے اور ہر قدم مرحلہ دار وصلیب بھی تھا وہ وفاقی وزیر رہا' قومی صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کا رکن رہا مگر دم واپسیں نہ تو ارض وطن میں اور نہ اس کی سرحدوں کے پار ایک انچ زمین بھی اس کے نام نکلی روکھڑی موڑ پر وہی ایک مکان جو کسی نے عطیہ کے طور پر اسے دیا تھا اس کا مسکن رہا مگر اس بے سروسامانی کے عالم میں اس کا سفر آخرت شروع ہوا تو میانوالی میں انسانوں کا ایک جم غفیر تھا۔ جا بجا انسانی سر نظر آتے تھے اور نگاہ انسانوں کی اس بھیڑ کے پار کچھ نہ دیکھ سکتی تھی۔ یہ میانوالی کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا یوں تو میانوالی کی سرزمین پر کئی جنازے ہوئے علاقے کے نوابوں کے جنازے پاکستان کے قومی حکمرانوں کے جنازے لیکن وہ تو اس کی عشر عشیر بھی نہ تھے کہ یہ اس شخص کا جنازہ تھا جس نے سنگلاخ زمینوں میں محبتوں کا بیج بویا تھا اور آج احترام کی فصل کاٹ رہا تھا۔ تشدد کرنے والے ہاتھ تھک گئے ڈرانے والی آنکھیں پتھرا گئیں مگر عزم راسخ رکھنے والا عبدالستار نیازی کبھی جھکا نہیں کبھی بکا نہیں۔ زندگی شان سے گزارنے اور موت کو ایمان کے ساتھ گلے لگانے کی نظیر ڈھونڈنی ہو تو نیازی ایک کھلی کتاب کی طرح سامنے ہوتا ہے نیازی سے سیاسی اختلاف ہو سکتے ہیں مذہبی اختلاف ہو سکتے ہیں مگر اس کے کردار پہ انگلی اٹھانے کی جرأت اس کا کڑے سے کڑا مخالف بھی نہیں کر سکتا عبدالستار خان نیازی گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو شباب کے دامن میں

شعور نے انگڑائی لی اور انگریز کی غلامی سے نجات کے لیے ایک چنگاری اس کے دل زندہ میں بھڑک اٹھی حیرت ناک بات یہ ہے کہ اس علاقے سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان جس علاقے میں جاگیردارانہ گرفت کے نیچے آزاد انسانوں کی رگوں میں گڑے ہوئے ہوں جہاں انگریز بہادر کی خدمت کر کے جاگیریں سمیٹ کر معاشرے میں عزت وتوقیر حاصل کی جائے وہاں تنہا عبدالستار اٹھے اور اس کے دل میں آزادی کی چنگاری بھڑک اٹھے اور اس چنگاری کو رخ دینے کے لیے وہ ان نوجوانوں کی جو سر پہ کفن باندھ کر آزادی حاصل کرنا چاہتے ہوں کی تنظیم مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن میں شمولیت اختیار کرتا ہے اور اس کی شمولیت ایسی نہیں کہ وہ ایک عدد کی جمع تفریق ہو بلکہ ایسی کہ جس کی دھوم ہو جائیں اور اس کا احساس خود قائداعظم محمد علی جناح کو بھی ہوا اور اس رہنما نے جسے تحریک پاکستان کی قیادت نصیب ہوئی اور جو عوام کے دلوں کی دھڑکنوں میں زندہ ہے اسے جب اپنے عزم کی جھلک نیازی کی شخصیت میں نظر آئی تو اس نے یوں کہا "جس قوم میں نیازی جیسے نوجوان ہوں اس کا پاکستان کوئی نہیں روک سکتا"، تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ اسلامیہ کالج میں ہی لیکچررشپ اختیار کی لیکن قوم نے آواز دی تو ملازمت چھوڑ کر یہ شخص میانوالی سے 1946ء کے الیکشن میں حصہ لینے کے لیے اپنے علاقے میں پہنچ گیا اور تمام اجارہ داریوں کو شکست دیتے ہوئے پنجاب اسمبلی کا رکن منتخب ہوا ایک ایسا دور کہ جس میں صرف نوابوں اور جاگیرداروں کی سنی جاتی ہو ایسے معاشرتی جبر کے سخت شکنجے کو توڑ کر ایک بے وسیلہ نوجوان کا قانون ساز ادارے میں پہنچنا کسی محیر العقول کارنامے سے کم نہ تھا۔ اس کے بعد قیام پاکستان کے مرحلے گزرے اور نیازی نے دیکھا کہ مسلم لیگ اپنے ٹریک سے ہٹتی جا رہی ہے تو اس نے مسلم لیگ کے اندر فارورڈ گروپ تشکیل دیا اس کے بعد مخالفین نے انہیں وزارت کی پیش کش کی تو انہوں نے یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ اگر تم خلافت نافذ نہیں کر سکتے تو نیازی تمہاری وزارت کی پیش کش پر تھوکتا بھی نہیں۔ 1962ء میں بی ڈی سسٹم کے تحت منتخب ہونے والے ممبران سے خطاب کرنے کے لیے جب یہ مرد مجاہد جانے لگا تو اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے اس پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا لیکن قاتلانہ حملہ کرانے والے بھاگ گئے اور اس کا مشن جاری رہا۔ 1964ء میں تین بار قاتلانہ حملہ ہوا لیکن اس شخص نے ایوبی آمریت سے مفاہمت نہ کی۔ متحدہ مغربی پاکستان کی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے ایوبی آمریت کے اقدامات کو للکارتا رہا۔ 1953ء میں ختم نبوت

کی تحریک کے دوران انہیں پھانسی کی سزا سنائی گئی لیکن اس مرد جری نے اس پر تبصرہ کیا تو یوں کہ میری اصل زندگی وہی تھی جو میں نے پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاری۔ مختلف اوقات میں عالم اسلام کے رہنماؤں نے مولانا نیازی کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ سعودی فرمانروا شاہ فہد نے کہا کہ "مولانا عبدالستار نیازی عالم اسلام کے ترجمان اور سفیر ہیں" لیبیا کے مرد آہن قذافی نے یوں خراج تحسین پیش کیا "عالم عرب کو نیازی جیسے قائد کی ضرورت ہے" عراق کے صدر صدام حسین نے نیازی کے بارے میں کہا کہ اس میں مرد مومن کی جھلک نظر آتی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو شہید نے مولانا نیازی پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ قرار دیا تھا کہ مولانا ایسے رہنما ہیں جنہیں خریدا جا سکتا ہے نہ ڈرایا۔ عالم اسلام کے مشاہیر کی طرف سے ایسا خراج تحسین شائد ہی کسی کے نصیب میں آیا ہو اس کی وجہ ایک ہی ہے کہ مولانا نیازی ایسے بطل حریت تھے جنہوں نے ساری عمر طاغوتی طاقتوں کو للکارا۔ جواں مردی، جرات اور استقامت کے ایسے مظاہرے مولانا نیازی کی زندگی میں ملتے ہیں کہ جن پر سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے قحط الرجال کے اس دور میں نیازی جیسے حق گو اور بے باک رہنما کا اٹھ جانا اک سانحے سے کم نہیں آج ان کی یاد منانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے پیروکار کردار عمل میں ان کی پیروی کریں آج جتنی ضرورت سچ بات کہنے کی ہے اس سے پہلے شائد کبھی نہ تھی۔

ناموس مصطفیؐ کا نگہبان چلا گیا

محمد ظہراب عباسی

بطل حریت مجاہد ملت مولانا عبدالستار نیازی مسلک اہل سنت والجماعت کے ان عظیم رہنماؤں میں سے ایک تھے جن کی پوری زندگی عشق مصطفیٰ ﷺ میں بسر ہوئی ان کی حیات مبارکہ کا محور عشق مصطفیٰ ﷺ پر تھا جس پر وہ عمر بھر قائم رہے اور اسی عشق رسول ﷺ کو سینے سے لگائے اپنے خالق و مالک حقیقی سے جا ملے۔

مولانا عبدالستار نیازی بہت سی خوبیوں کے مالک ہونے کے ساتھ ایک حق گو مجاہد، عالم باعمل اور ایک بلند درجے کے انسان تھے ان کی شخصیت میں کیا خوب کشش تھی ان کی تقریروں میں حکمت و دانائی اور عشق ومحبت کی فراوانی ہوتی تھی۔ آپ کا ولولہ انگیز خطاب ہوتا تو ہزاروں کے مجمع میں سناٹا چھا جاتا تھا ہر شخص ہمہ تن گوش دکھائی دیتا تھا۔ ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ سامعین کے دل پر اثر چھوڑ جاتا مولانا نیازی نے عمر بھر تمام اسلامی ممالک میں اتحاد بین المسلمین کا درس دیا اس وجہ سے وہ اپنوں اور غیروں دونوں میں یکساں مقبول تھے وہ حق بات کی بدولت لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔

مجھے بہت مرتبہ مولانا مرحوم کے خطابات سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے کئی مرتبہ ملکہ کوہسار مری میں تقریریں فرمائی مجھے وہ روح پرور منظر یاد ہے کہ راولپنڈی الازہرا اکیڈمی میں محفل نعت کا اہتمام تھا۔ مولانا نیازی سخت کمزوری کے باعث تشریف لائے ملک کے مایہ ناز نعت خواں سید فصیح الدین سہروردی ہدیہ نعت پیش فرمارہے تھے۔ مولانا اس دوران اپنے جاہ وجلال، احترام واخلاص کے ساتھ نہایت ہی عقیدت سے نعت رسول ﷺ سماعت فرمارہے تھے اس دوران مولانا نے کئی مرتبہ اس نعت خواں کو دیکھا اور اپنی نگاہوں کو جھکا لیا آپ نے فرمایا تھا کہ نیازی کا طرہ کسی دنیادار کے سامنے نہ جھکا ہے نہ جھکے گا بلکہ یہ طرہ جھکا تو حضور شافع محشر ﷺ کے دربار میں جا کر جھکے گا۔

کیسی کیسی محفلیں تھی کیسے کیسے لوگ تھے
وہ سنہرا دور ماضی اب پلٹ سکتا نہیں

جن کی یادوں سے رگ وجاں میں دکھن ہونے لگے ذکر چھڑ جائے تو قلب وسنگ بھی رونے لگے۔

مولانا نیازی کی جرأت و بہادری کو دیکھ کر قائداعظم محمد علی جناح نے کہا تھا۔ جس قوم میں نیازی جیسے نوجوان موجود ہوں اس کے پاکستان کو کوئی نہیں روک سکتا۔

کرنل قذافی نے بھی کہا کہ عالم عرب کو نیازی جیسے قائد کی ضرورت ہے عراق کے صدر صدام بولے ان میں مرد مومن کی جھلک نظر آتی ہے۔

ہر درد دل والے انسان نے مولانا کو اچھے الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا چونکہ آپ کی زندگی کا مشن یہی تھا بقول علامہ اقبال۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں، کردار میں اللہ کی برہان

1953ء میں زائرین کی ایک جماعت کی قیادت کرتے ہوئے آپ مجدد الف ثانیؒ کے عرس میں تشریف لے گئے وہاں بھارتی حکام ہی زائرین کے لیے دعوتوں کا اہتمام کرتے مولانا نے کہا کہ میں ہندوؤں کی دعوت میں شریک نہیں ہوں گا اس تقریب میں ایک ہندو لیڈر نے تقریر کے دوران کہا کہ تقسیم ہند میں دونوں طرف سے زیادتیاں ہوئیں۔ اس وقت مولانا نیازی مسجد میں تلاوت فرمارہے تھے یہ اطلاع سن کر جلسہ گاہ میں تشریف لائے ہر طرف سے فضا نعروں سے گونج اٹھی ان پر سناٹا چھا گیا آپ نے تلاوت کے بعد یہ شعر پڑھا۔

کوئی نہیں ہے غزنوی کارگہ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات

پھر آپ نے ہندوؤں کو کھری کھری سنائیں اور کہا کہ غزنوی نے ہندوستان پر اسی لیے بار بار حملے کئے تھے کہ ہندو ریاستیں قبول نہیں۔ ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر جو ظلم ہوا ہم اس کا قصاص ضرور لیں گے ہندو قوم ہمیشہ طاقت ور کو اپنا دیوتا بناتی ہے بھارتی حکام نے اس واقعہ کا نوٹس لیا اور مولانا

نیازی کا داخلہ بھارت میں ممنوع قرار دے دیا۔

1953ء میں ختم نبوت کی تحریک میں آپ نے بڑا اہم کردار ادا کیا اور مسجد وزیر خان میں خطاب فرمایا اس کے بعد ڈی ایس پی فردوس شاہ قتل ہوئے یہ مقدمہ بھی مولانا پر بنایا گیا اور اس وقت کے جج نے آپ کو سزائے موت سنادی بعد میں یہ سزا عمر قید میں تبدیل ہوئی۔

1958ء میں میانوالی سے سکندر مرزا الیکشن کے لیے سامنے آئے۔ مولانا نے بھی الیکشن لڑنے کا اعلان کیا۔ سکندر مرزا کو صدر بننا تھا انہوں نے مولانا کو کہلوا بھیجا کہ آپ 15 لاکھ روپے لے لیں اور لاہور سے الیکشن لڑیں اس پر مولانا نے کہا کہ میں ہر حالت میں انتخاب میانوالی سے لڑوں گا نہ کہ لاہور سے اس پر نواب آف کالاباغ نے بھی غصہ میں بہت کچھ کہا اس کے بعد ملک میں مارشل لاء لگایا گیا۔

ایوب خان کے قریبی (جنرل برقی) جنرل واجد علی برقی نے نیازی کو کہا کہ ہماری حکومت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ مولانا جھٹ بولے یہی سوال امام ابوحنیفہ سے منصور نے کیا تھا تو آپؒ نے جواب دیا کہ آپ کی حکومت غاصب ہے تمہیں لوگوں کی تائید حاصل نہیں لہٰذا آپ کو بھی یہی جواب ہے کہ تم لوگ غاصب ہو حکمرانی کی اہلیت نہیں رکھتے آپ نے بلاوجہ مارشل لاء لگایا اس پر جنرل برقی نے کہا کہ یہ پٹھان مارشل لاء سے نہیں ڈرتا اور حکومت پر تنقید کرتا ہے۔

1959ء میں ایوب خان کی زیر صدارت آل ورلڈ سیرت کانفرنس میں مولانا نیازی نے جو مقالہ پڑھا اس کا عنوان تھا "مقام رسول عقل کی روشنی میں" پھر دوران تقریر کہا کہ ایوب خان کی حکومت کو چیلنج کیا جائے تو ریگولیشن موجود ہے لیکن کوئی رسول ﷺ کی نبوت کو چیلنج کرے ان کے لیے کوئی قدغن نہیں اس پر کانفرنس کا ہال نعروں سے گونج اٹھا ایوب خان نے جاتے ہوئے حکام کو کہا کہ اس پر کڑی نظر رکھی جائے یہ بیباک آدمی ہے۔

لاہور میں مولانا شاہ احمد نورانی سے اتحاد کے موقع پر آپ نے فرمایا تھا کہ میری عمر 86 سال ہے لیکن نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی جدوجہد میں ابھی 16 سالہ نوجوان ہوں۔

2001ء میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کے ہمراہ آپ نے ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کے دوران اپنی گرجدار آواز سے قادیانیوں کی کفریہ طاقت کو للکارا!

بلاشبہ وہ عظیم شخصیت اور مفکر اسلام تھے آپ نے طاغوتی طاقتوں کے سامنے جرأت اور جواں مردی کا ثبوت دیا عاشقان مصطفیٰ کو جوش و ولولہ دیا آخر کار آپ نے 2 مئی کو نماز فجر ادا کی اس کے بعد اپنے خالق ومالک سے جا ملے اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

بے دست و پا تھے ہم سر بازار لٹ گئے
ناموس مصطفیٰ کا نگہباں چلا گیا

اور...... خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

نامور سکالر خورشید صحافت صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی 4 اور 5 جون 2001ء (12,11 ربیع الاوّل شریف 1422ھ) کی درمیانی شب گنگا رام ہسپتال لاہور میں طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت ساری خوبیوں کا مجموعہ تھے وہ صاحب طرز ادیب تھے بے مثال خطیب تھے نامور سکالر تھے۔ ہر دلعزیز کالم نگار تھے۔ ان کا کالم "قلم برداشتہ" اگر کبھی تاخیر سے شائع ہوتا تو ان کے مداح واقعی دل برداشتہ ہو جاتے تھے۔ نہایت خلیق، مخلص، محنتی اور باصلاحیت دینی سکالر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جدید وقدیم علوم سے خوب نوازا تھا۔ سادات کے سارے اوصاف ان میں بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔ وہ خوبصورت بھی تھے اور خوب سیرت بھی تھے دوستیاں نبھانا بھی جانتے تھے۔ حوصلہ افزائی کرنا خورشید گیلانی کا وصف تھا۔ دکھاوا بناوٹ سے کوسوں دور تھے ایک مدت تک لاہور سے ماہنامہ "تسخیر" شائع کرتے رہے۔ نوائے وقت اور انصاف میں ان کا مستقل کالم بڑی بے قاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ نامور صحافی سید ارشاد احمد عارف ان کے حقیقی بھائی ہیں۔ صرف 45 سال کی عمر میں ان کی رحلت پوری قوم کے لیے بڑا سانحہ ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو فردوس بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

(محبوب قادری)

مردِ قلندر کی رحلت

روزنامہ ''پاکستان'' لاہور کا اداریہ (4 مئی 2001ء)

مولانا عبدالستار خان نیازی بدھ کی صبح انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم نے عمر عزیز کے 86 برس ایسی کامل یکسوئی' استقامت اور مجاہدانہ شان کے ساتھ بسر کئے کہ ان کی زندگی کا ہر آنے والا دن گزرے ہوئے کل سے بہتر ہوتا چلا گیا۔ جوانی میں قدم رکھتے ہی انہوں نے اپنی زندگی اور اپنے روز و شب غلبہ اسلام کے لیے وقف کر دینے کا عزم کر لیا تھا۔ پھر عمر بھر مڑ کر نہیں دیکھا' اسی راہ پر قدم بڑھاتے چلے گئے۔ اس وادیٔ پر خار کے سفر میں ان کے پاؤں لہولہان بھی ہوئے۔ موت نے بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھور کر دیکھا' لیکن اللہ کی رحمت سے وہ راہ حق پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔ سزائے موت کا عفریت بھی ان کے قدم ڈگمگا نہ سکا۔

مولانا عبدالستار نیازی مرحوم کا شمار تحریک پاکستان کے نوجوان رہنماؤں میں کیا جاتا ہے۔ وہ پنجاب کے ان طلبہ رہنماؤں میں شامل تھے' جنہوں نے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے تصور پر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی اور پھر اسے اتنی بارسوخ اور مستحکم تنظیم میں بدل دیا کہ اسے تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے ہراول دستہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ اپنے طالب علم ساتھیوں میں مولانا ابراہیم علی چشتی کی طرح انہیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ جدید علوم کے ساتھ ساتھ قرآن' حدیث' سیرت النبی ﷺ اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے۔ جدید تعلیمی اداروں میں حصول تعلیم کے باوجود انہیں ثقہ عالم دین تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے اس گہرے تعلق کا فیضان تھا کہ وہ اور ان کے دوستوں کا قریبی حلقہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کے بارے میں واضح تصورات رکھتا تھا' جسے انہوں نے خلافت پاکستان سکیم کے نام سے تحریری صورت میں بھی پیش کیا۔ 1943ء میں مسلم لیگ کی کانفرنس میں انہوں نے جو قرارداد پیش کی اس کا مرکزی خیال یہ تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد اس کا نظام اسلامی ہو گا۔ قائداعظمؒ۔ مولانا

نیازی مرحوم کے شخصیت اور کارکردگی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ 1946ء میں میانوالی کے بڑے جاگیردار اور مسلم لیگیوں کی مخالفت کے باوجود قائداعظمؒ نے انہیں مسلم لیگ کا ٹکٹ دیا اور بھاری اکثریت کے ساتھ یونینسٹ پارٹی کے امیدوار کو شکست دے کر پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان سے قبل رائے دہندگان کی تعداد محدود ہونے کے باوجود جاگیرداروں اور برطانوی سامراج کے ٹوڈیوں کے مقابلے میں نچلے متوسط طبقے کے ایک نوجوان کی کامیابی سیاسی حالات میں ایک نمایاں تبدیلی کا مظہر تھی۔ انہوں نے میانوالی جیسے پسماندہ علاقے کے لوگوں میں یہ حوصلہ پیدا کیا کہ وہ نوابوں اور جاگیرداروں کے جبر کے خلاف کھڑے ہو سکیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں فوجی طالع آزماؤں کی سیاسی مہم جوئی نے سیاسی ارتقاء کا یہ دروازہ بند کر دیا اور اپنا اقتدار مسلط رکھنے کے لیے وڈیروں اور جاگیرداروں سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ اس طرز عمل نے وہ امکانات معدوم کر دیئے' جو سیاسی کارکنوں کو قیادت میں لا سکتے تھے۔

مولانا نیازی مرحوم جمہوری اقدار و تصورات سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ مسلم لیگ سے ان کا اختلاف بھی تنظیم نو کے مسئلے پر ہوا اور انہوں نے سید حسین شہید سہروردی کے ساتھ مل کر عوامی مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔ ایوب خان کے خلاف جمہوری تحریک میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور محترمہ فاطمہ جناح کی انتخابی مہم میں ان کا ساتھ دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کے دور میں بھی انہوں نے حزب اختلاف میں کردار ادا کیا اور پاکستان میں دستوری حکمرانی کے لیے جدوجہد کی۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں انہیں اور مولانا مودودیؒ کو فوجی عدالت نے بغاوت کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنایا۔ ہماری تاریخ کا یہ واقعہ نوآبادیاتی دور کی اس غلامانہ ذہنیت کی یاد دلاتا ہے' جس کے تحت حکمران تحریک آزادی کے رہنما سیاستدانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ روایت کی جاتی ہے کہ جب مولانا مرحوم کی فائل مارشل لاء عدالت میں پیش کی گئی تو فوجی افسر نے کہا: ''آپ تو 1947ء سے پہلے بھی خطرناک ایجی ٹیٹر رہے ہیں۔'' مولانا جو بڑے دبنگ اور نڈر انسان تھے گویا ہوئے: ہم نے اگر انگریز کے خلاف ایجی ٹیشن کا جرم نہ کیا ہوتا تو آج تم اس کرسی پر نہ بیٹھے ہوتے۔ میں اس وقت بھی یونیفارم میں تھا' جب برخوردار تم ابھی لیکوئیڈ فارم میں تھے۔ اندازہ کیجئے کہ ایک فوجی ملازم تحریک آزادی کے سپاہی سے کیا کہہ رہا ہے۔ یہی وہ غلامانہ طرز فکر تھا جس نے پاکستان میں مولانا نیازی جیسے

تحریک پاکستان کے رہنماؤں کو پس منظر میں دھکیل دیا اور زمام کاروان لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی جو شریک سفر نہ تھے۔ تحریک پاکستان میں شامل رہنما اور کارکن نئے معاشرے کی تشکیل کر سکے اور نہ انہیں سیاسی و اجتماعی روایات قائم کرنے کا موقع ملا۔ پاکستان کو قومی جذبوں سے سرشار بے غرض رہنماؤں کی خدمات سے محروم کر دیا گیا۔

مولانا عبدالستار نیازی مرحوم ایسے جلیل القدر رہنماؤں میں شامل ہیں جن کے لیے سیاست ایمان کا درجہ رکھتی تھی اور جو سیاست واقتدار کو حصول زر کا ذریعہ بنانا گناہ کبیرہ سمجھتے تھے۔ وہ اسمبلی کے منتخب رکن ہونے کے علاوہ وزیر بھی رہے، لیکن قلندروں جیسی زندگی بسر کی۔ مرتے وقت انہوں نے کوئی اثاثہ نہیں چھوڑا۔

ہم اخلاقی زوال کے اس مقام سے گزر رہے ہیں جس میں کمیشن بٹورنا، زمینیں، پلاٹ سمیٹنا اور بڑے بڑے عہدے حاصل کرنا سب کا مطمع نظر بن چکا ہے۔ سیاستدان ہوں کہ اعلیٰ افسر کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہوس زر میں سب ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ سب اس حمام میں ننگے ہیں۔ قوم کو ذلت کی اس حالت سے نکالنے کے لیے سیاستدانوں اور تمام شعبوں کے سربراہوں اور سرکردہ افراد کو چاہیے کہ وہ اپنا محاسبہ کریں، طرز عمل بدلیں اور مولانا نیازی مرحوم کی روشن مثال سے سبق حاصل کریں۔ ان کی مثال سے یہ حقیقت ایک بار پھر واضح ہو جاتی ہے کہ حقیقی عظمت اور عزت واحترام اعلیٰ کردار ہی سے حاصل ہوتے ہیں، شہرت واقتدار سے نہیں۔ سیاسی اور غیر سیاسی اعلیٰ مناصب اور عہدوں پر مسلط رہنے والے کتنے ہی افراد ایسے ہیں، جن کا ذکر آج نفرت سے کیا جاتا ہے۔ چند روزہ زندگی میں انہوں نے دولت واقتدار کے خوب مزے لوٹے، لیکن ہمیشہ کی رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔

مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے، لیکن اس تعلق کے حوالے سے انہیں ہرگز امت میں افتراق گوارا نہیں تھا۔ وہ فرقہ پرستی کے سخت مخالف تھے۔ وہ ہمیشہ ایسی تدابیر کی تلاش میں رہتے، جن کی مدد سے مختلف مکاتب فکر کے درمیان نزاعی مسائل پر رواداری اور مفاہمت کا رویہ پیدا کیا جا سکے۔ تعبیر دین میں علمی اختلافات کے باوجود وہ دوسرے مکاتب فکر کے علما کے قدر شناس تھے۔ جب مولانا مودودیؒ کے جسد خاکی کو براستہ جہاز امریکہ سے لاہور لایا گیا تو اظہار محبت

کے لیے بہ نفس نفیس لاہور کے ہوائی اڈے پر پہنچے اگلے روز جنازہ اٹھاتے وقت بھی وہ اچھرہ آئے اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ ان کی ذات علمائے دین کے لیے رواداری اور علمی وفقہی اختلافات کے علی الرغم باہمی احترام اور قدر شناسی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔ اگر مکتب فکر کو فرقہ نہ بنا لیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک مکتب سے تعلق رکھنے والے دوسرے مکتب کے اہل اللہ کی قدر کرنے سے محروم رہ جائیں۔

مولانا عبدالستار نیازی مرحوم سچے عاشق رسول ﷺ تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کے ساتھ پاکیزہ زندگی بسر کی۔ لوگوں کی ان سے والہانہ عقیدت اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آج بھی عامۃ المسلمین کے دل ایسی ہستیوں کے احترام میں جھک جاتے ہیں، جن کی زندگیاں اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی سے عبارت ہیں اور جو صرف اللہ کے خوشنودی کے لیے جیتے ہیں۔ یہ مال و دولت اور جاہ ومنصب سب عارضی وقتی چیزیں ہیں، حقیقی کامیابی صرف ایمان وکردار سے وابستہ ہے۔

نقطۂ پرکار حق مرد خدا کا یقیں
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کے لیے ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، انہیں اپنے جوار رحمت میں مقام عطا فرمائے اور اپنے برگزیدہ بندوں سے اس خلا کو پر فرمائے جو روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

15 جولائی 1992ءکوسنی کانفرنس خوشاب میں شرکت سے قبل اس وقت کے وفاقی وزیر مولانا نیازی سے لیا جانے والا اہم انٹرویو

ملاقات: محبوب الرسول قادری

گذشتہ دنوں خوشاب میں کل پاکستان سنی کانفرنس منعقد ہوئی اس موقع پر مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی سے حالات حاضرہ اور نفاذ اسلام کی جدوجہد کے حوالے سے گفتگو ہوئی اس ملاقات کی مختصر روئداد نذر قارئین ہے۔

سوال: وفاقی حکومت ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جواب: نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ بنیادی شرط ہے اور اب قومی اسمبلی کے بعد سینٹ نے بھی اس بات کی منظوری دے دی ہے کہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کا ارتکاب کرنے والے شخص کو موت کی سزا دی جائے کیونکہ مشاہیر اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے اور ایسے سنگین مجرم کو کسی صورت میں معاف نہیں کیا جاسکتا بلکہ ہماری حکومت حضور ﷺ کی اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والے کو بھی موت کی سزا دینے کا فیصلہ کر چکی ہے میں نے وزیر اعظم میاں نواز شریف کو اپنی حالیہ ملاقات میں واضح طور پر کہا ہے کہ کتاب وسنت کو ملک کا سپریم لاء بنایا جائے اور اسی بات کا فیصلہ فیڈرل شریعت کورٹ نے بھی کر لیا ہے انشاء اللہ ہم اس ملک میں ضرور نظام مصطفیٰ ﷺ کی بہار دیکھیں گے اور خدانخواستہ حکومت نے پس وپیش سے کام لیا تو ہم واپس عوام کے پاس آجائیں گے۔

سوال: مسلمانوں کے مختلف مکاتیب فکر کے نزدیک ایک دوسرے کی کتب میں گستاخانہ عبارتیں متنازعہ ہیں اس کا کیا حل کیا جائے گا؟

جواب: میں نے اس سلسلہ میں ایک فارمولہ دیا ہے جسے تمام مسالک اور مکاتیب فکر کے علماء نے پسند کیا ہے ایک بورڈ قائم کیا جارہا ہے جو گستاخانہ عبارتوں کی نشاندہی کر کے ان کو کتابوں سے حذف کرنے کا حتمی حکم نامہ صادر کرے گا اور "اشد العذاب" وغیرہ جیسی کفریہ عبارات سے بھرپور کتابیں ضبط

کردی جائیں گی ہم نے بریلوی، دیوبندی علماء کو اکٹھا بیٹھا کر یہ بات طے کی ہے اور ان کی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں۔

سوال: محرم الحرام کے دوران پشاور میں جو فرقہ وارانہ کشیدگی ہوئی ہے اس کا مجرم اور ذمہ دار کون سا فریق ہے؟

جواب: سید الشہداء سیدنا امام عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام کی ذات گرامی سنی اور شیعہ دونوں فریقوں کے لئے یکساں طور پر واجب الاحترام ہے اور دونوں امام عالی مقام کی بے مثال قربانی کو چمنستان اسلام کی سیرابی کا باعث خیال کرتے ہیں ایسے حالات میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنے والے لوگ سنی اور شیعہ دونوں کے دشمن ہیں حکومت کی یہ کوشش ہے کہ اتحاد بین المسلمین میں خلل اور انتشار پیدا کرنے والا افراد کو ان کے کرتوتوں کی سزا ضرور دلائی جائے تاکہ ملک میں وحدت امت کا وہی ماحول پیدا ہو جائے جو تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحریک نفاذ شریعت میں قوم کے سامنے تھا۔

سوال: اتحاد بین المسلمین کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

جواب: وفاقی حکومت کے تحت ہم نے تمام مکاتیب فکر میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کے لئے اتحاد بین المسلمین نفاذ شریعت اور اسلامی فلاحی مملکت کی تین کمیٹیاں بنائی ہیں جو ملک کو نفاذ اسلام اور ترقی و استحکام کی راہ پر گامزن کردیں گی یہ کمیٹیاں صرف محرم کے دنوں میں ہی نہیں بلکہ مستقل طور پر ملی اتحاد کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہیں گی اور مشترکہ وفود تشکیل دے کر امت کے مختلف طبقات کو باہمی اتحاد و یگانگت کی تلقین کریں گی اس کا نعرہ، ایک اللہ، ایک رسول، ایک کتاب اور ایک امت ہوگا اور اس سلسلہ میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات اور جملہ ذرائع ابلاغ اپنا اپنا کردار ادا کریں گے پھر ہم نے اتحاد کا مشترکہ پروگرام مرتب کیا ہے ادارہ تحقیقات تاریخ اسلامی کے نام سے ایک پلیٹ فارم قائم کیا ہے جو تمام مکاتب و مسالک کی کتب کا مطالعہ کر کے اس کی تحقیق کرے گا خصوصاً کربلا کے حوالے سے امور پر ریسرچ کی جائے گی جس طرح 1953ء اور 1974ء میں تحریک ختم نبوت، 1977ء میں آمریت کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور 1990ء میں تحریک نفاذ شریعت میں متحد ہو کر پوری قوم نے کامیابی حاصل کی اسی طرح اب ملک کو مختلف لاحق خطرات سے بچانا ہے جن میں علاقائیت، لسانیت، فرقہ واریت اور صوبائیت کے بتوں کو پاش پاش کرنا لازم ہے اگر اب قوم ان خطرات سے نبرد آزما ہونے کے لئے اکٹھی

نہ ہوگی تو پھر نہ ملک رہے گا اور نہ قوم رہے گی اور تخریب کار دشمن کے لئے ریشہ دوانیوں کا دروازہ کھل جائے گا اس لئے میری جہاں عوام سے اتحاد و یگانگت سے اپنا کردار ادا کردار کرنے کی اپیل ہے وہاں اخبارات اور رسائل سے بھی میری گزارش ہے کہ وہ وحدت امت کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔

سوال: ملک میں قیام امن کے لئے اور سندھ میں آرمی کلین اپ آپریشن کو کامیاب بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

جواب: ہم نے کئی سالوں سے یہ تجویز پیش کی تھی ذرائع ابلاغ اتحاد و اخوات اور امن و آشتی کے لئے فیچر پیش کریں غیر ملکی باشندوں کے شب و روز، لیل و نہار اور ان کی مصروفیات کا جائزہ لیا جائے اس کے علاوہ انتہائی اہم بات یہ ہے کہ تمام مذہبی، سماجی اور سیاسی جماعتیں گلی کوچوں محلوں شہر اور گاؤں سطح پر ''امن کمیٹیاں'' قائم کر کے امن سکواڈ بنائیں ان میں مخلص اور صالح نوجوانوں کو بھرتی کیا جائے انہیں تربیت دی جائے تاکہ وہ علاقے کی پاسبانی اور نگرانی کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

سوال: آپ جمیعت علماء پاکستان کے مرکزی صدر ہیں اور دوسری طرف مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں بھی جمیعت علماء پاکستان مصروف عمل ہے تو آپ ایک ہی نظریہ کے حامل ہونے کے باوجود متحد کیوں نہیں ہوتے؟ اس سلسلہ میں رکاوٹیں کیا ہیں؟

جواب: ہم اس وقت ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ جیسے عظیم مقصد کے لئے حکومت کے ساتھ شامل ہیں جبکہ ہمارے دوسرے دوست پی ڈی اے اور پیپلز پارٹی کی طرف نرم گوشہ رکھتے ہیں اس لئے ہمارا سیاسی حوالے سے فوری طور پر متحد ہونا مشکل ہے اس میں کچھ دیر لگے گی البتہ مسلک و مشرب کے حوالے سے جو نظریاتی ہم آہنگی موجود ہے اس حوالے سے ہمیں جماعت اہلسنت پاکستان کے پلیٹ فارم پر اکٹھا ہو جانا چاہیے میرے پاس اتحاد اہلسنت سپریم کونسل کا پانچ رکنی وفد آیا تھا میں نے انہیں بھی یہی کہا تھا کہ آپ نظریاتی بنیادوں پر اتحاد کی کوشش کرو میں آپ کے ساتھ ہوں جہاں طلب کرو گے میں آپ کے ساتھ کھڑا ہونے کو تیار ہوں اور اتحاد اہلسنت کے لئے مجھے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی انکار نہیں ہے اتحاد کے عظیم مقصد کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں۔

س: آپ جب حزب اختلاف میں تھے تو آپ کا سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ سنی اوقاف الگ کیا جائے اب آپ خود مذہبی امور کے وفاقی وزیر ہیں تو سنی اوقاف الگ کیوں نہیں کرتے؟

جواب: اوقاف کا محکمہ میرے ماتحت نہیں ہے میرے کنٹرول میں حج کے امور ہیں۔

(بشکریہ: روزنامہ ''مشرق'' لاہور)

اتحادِ اُمت کا نقیب

پیر طریقت حضرت میاں محمد حنفی سیفی مدظلہ،
آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ راوی ریان شریف

پچھلے دنوں حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمتہ کے وصال کی خبر سنی اور یہ خبر سن کر دلی صدمہ ہوا۔ نہ صرف ہمیں بلکہ پوری امت مسلمہ کو اس سانحہ سے غم و اندوہ کی کیفیت سے دوچار ہونا پڑا۔ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمتہ کی جدوجہد، تحریک پاکستان سے لیکر تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنی مثال آپ ہے۔ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا کہ جذبہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جذبہ حب الوطنی آپ کے رگ و پے میں رچا بسا تھا۔

آپ نے کبھی بھی فرقہ واریت اور انتشار کی بات نہ کی اور نہ ہی کبھی کسی کو اس طرف مائل ہونے دیا۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے جن قربانیوں کے عوض پاکستان بنایا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور اب یہ ہمارا ہی فرض ہے کہ جس طرح ہم نے پاکستان کو بنایا اسی طرح ہم اسے بچانے کی ذمہ داری کو بھی محسوس کریں وہ اتحاد امت کے نقیب تھے آپ تحریک پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روح رواں تھے۔ اسی بات کے پیش نظر کئی مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔ کئی مرتبہ پابند سلاسل رہے۔ مگر یہ تمام تر رکاوٹیں آپ کو آپ کے مشن سے نہ ہٹا سکیں۔ آپ کی شخصیت اقبالؒ کے اس شعر کے بالکل مطابق تھی۔

نگاہ بلند سخن دلنواز و جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

سنی کانفرنس ملتان میں عصر حاضر کے عظیم محدث حضور سیدی و مرشدی حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن المعروف پیر ارچی مبارک دامت برکاتہم قدسیہ کے ساتھ ملاقات کے وقت عاجز بھی ہمراہ تھا۔

حضرت مجاہد ملتؒ نے جو جہاد افغانستان کا فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ حضرت اخندزادہ مبارک نے اس کا خصوصی تذکرہ فرمایا اور اسے قابل ستائش قرار دیا اور آپ کی مذہبی و ملی خدمات کو سراہا۔ ہم مسلک ہونے کے ساتھ ساتھ میں اور مولانا مرحوم ایک ہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں جب بھی کہیں ملاقات ہوتی خصوصی شفقت اور محبت سے نوازتے۔ آپ نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ جب تک ملک عزیز میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ نہیں ہوتا میں شادی نہیں کروں گا۔ اور زمانہ نے آپ کو اسی عزم مصمم میں ثابت قدم پایا۔ اور آپ نے تمام زندگی ایک مجرد کی حیثیت سے گزاری۔ آپ کی وطن عزیز اور دین نبوی علیہ تحیۃ والثناء کے لیے دی گئی یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ انشاء اللہ اس وطن عزیز میں ہم نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں دیکھیں گے

آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور تاریخ میں آپ کی پیش کردہ خدمات کو سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق آپ کے اخروی درجات کو بلندی عطا فرمادے اور ہمیں بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی ارزاں توفیق سے نوازے۔

آمین بحرمت طٰہٰ و یٰسین

آستانہ عالیہ راوی ریان کے جملہ وابستگان حضرت مجاہد ملت کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے لیے دست بہ دعا ہے کہ خدا انہیں جنت میں بلند مقام عطا فرمائے۔

دعا گو فقیر میاں محمد حنفی سیفی

آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ محمدیہ راوی ریان شریف لاہور

(فون نمبر: 291980-290553)

مولانا نیازی
حسین یادیں

قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ مشورے

محقق العصر مفتی محمد خان قادری کے ہمراہ جامعہ اسلامیہ لاہور میں آمد

ملک محبوب الرسول قادری اور مجاہد ملت، شیخ القرآن کانفرنس میں محو گفتگو
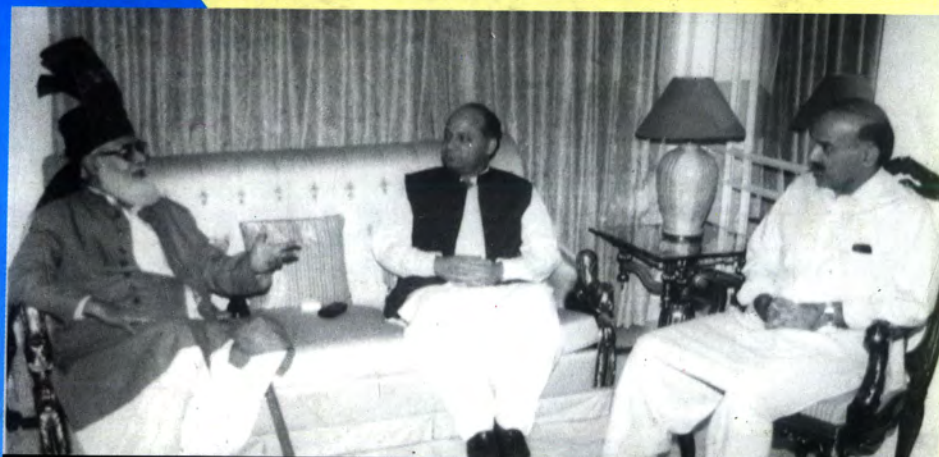
اپنے عہد کے وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب ان کی گفتگو سماعت کر رہے ہیں۔